

میرے جینے کی وجہ از قلم ایشال رائس مکمل ناول

صبح کی تازہ ہوا اس کے پورے وجود کو سرور بخش رہی تھی۔۔۔۔۔ چاروں طرف پرندوں کے چہچہانے کی آواز، آس پاس کی ہریالی اسے راحت پہنچا رہی تھی۔ یہ اس کے روز کا معمول تھا وہ روزانہ اپنے بابا کے ساتھ فجر کی نماز کے بعد سیر پر آتی تھی۔۔ اور اب بھی وہ پارک کا پورا چکر لگا رہی تھی اور بابا بینچ پر بیٹھے اس کا انتظار کر رہے تھے۔ اور اسد اپنی انیس سالہ بیٹی کو دیکھ رہے تھے جو پارک میں موجود بزرگوں کے ساتھ ریس لگاتی کھلکھلا رہی تھی۔ یہ اس کا روز کا معمول تھا وہ جان بوجھ کر کسی نہ کسی کے ساتھ ریس لگاتی اور خود ہار جاتی۔ وہ ایسا کیوں کرتی تھی بقول اس کے وہ ہارنے کے بعد جو بزرگوں کے چہرے

Visit For More Novels : www.pdfnovelsbank.com

بولے۔ اور بیچ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ اور وہ بھی
مرمری چال چلتی ان کے پیچھے چلنے لگی۔

جلدی چلو بیٹا۔ آج آپکی ماما نے پورا اسد ہاؤس سر پر اٹھایا ہوگا۔ مجھے پورا یقین ہے اب
تک وہ تیاریاں شروع کر چکی ہوں گی مہمانوں کے آنے کی خوشی میں۔ مہمانوں کی آمد کی
بات سنتے اس کی دل کی دھڑکن تیز ہوئی۔ لیکن سنبھلتی اپنے بابا کے ہمقدم چلنے لگی۔



اسد ہاؤس میں معمول سے زیادہ چہل پہل تھی۔ گھر کچھ زیادہ بڑا نہ تھا۔ ڈبل سٹوری سادہ
ساگر تھا جن میں صرف تین نفوس رہتے تھے۔ دلکش صبح سے مہمانوں کی تیاریوں میں
مصروف تھی۔ گھر کی خادمہ کو صبح سویرے ہی صفائی پر لگایا ہوا تھا۔ اور خود تین چار طرز
کا ناشتہ بنانے میں مصروف تھی۔

حد کرتے ہیں دونوں باپ بیٹی - صبح فجر کے بعد نکلے تھے اور سات بجنے کو آئے ہیں اور دونوں آنے کا نام ہی نہیں لے رہے۔ دلکش کھیر میں چمچہ چلاتی غصے سے بولی۔ آج آنے دو دونوں کو پھر بتاتی ہوں جہاں جاتے ہیں وہی کے ہو کر رہ جاتے ہیں۔

بابا جلدی کریں آج مسز اسعد ہاتھ میں چمچہ پکڑے ہمارا استقبال کرنے کھڑی ہوں گی اسوہ ہاتھ میں بندھی گھڑی میں ٹائم دیکھتی تیز تیز قدم بھرتے بولی۔ ہاں ہاں بیٹا اب تمہیں بہت خیال ہے پہلے کیوں نہیں آیا جب پارک سے نکلتے یہ پھول لینے چلی گئی تھی۔ اسعد بھی اپنی بیوی کے ڈر سے تیز تیز قدم بھرتے اسوہ پر تنپتے بولے۔

تیز تیز چلتے وہ اپنے گھر کے سامنے رکے۔ خارجی دروازے سے داخل ہوتے دے دے قدم چلتے اندرونی دروازے کی طرف بڑھے۔ اپنے قدموں کی چاپ آہستہ رکھتے وہ اندر داخل ہوتے دونوں کچن میں کھڑے وجود سے چھپتے اپنے اپنے کمرے کی جانب بڑھنے لگے۔

یا اللہ۔ اچانک فضا میں خادمہ کی دلخراش چیخ گونجی۔ دلکش بوکھلائی سی کچن سے باہر نکلی۔ اسوہ اور اسعد بھی ڈرتے اپنی جگہ پر ساکت ہو گئے۔ اور تینوں خادمہ کو دیکھنے لگے جو ہال

میں موجود صوفے کے قریب کھڑی شعلہ برساتی نظروں سے دونوں باپ بیٹی کو دیکھ رہی تھی۔

بابا یہ ہمیں ایسے کیوں دیکھ رہی ہے۔ اسوہ اسد کے کان میں پھسپھسائی۔
 لگتا ہے تمہاری امی کی روح اس میں آگئی ہے۔ اسعد نے بھی اسی انداز میں جواب دیا۔
 ڈونٹ سے بابا کہ آپکو خادمہ سے ماما والی فیلنگز آرہی ہے۔ اسوہ سنجیدگی سے بولی۔
 شٹ اپ اسوہ۔ آیت الکرسی پڑھ لو اب اللہ ہی ہماری حفاظت کر سکتا ہے۔۔۔



خادمہ کی نظروں کے تعاقب میں دلکش نے دیکھا اور جو نظارہ اسے دیکھنے کو ملا اس کے
 تن بدن میں آگ لگایا۔ دلکش کی نظر دروازے تک گی جہاں گیلی گھاس اور مٹی سے بھری
 چار جوتوں کے نشان نظر آئے۔ بے ساختہ اسعد اور اسوہ کی بھی نظریں دروازے تک
 اٹھی۔ ان کا حلق تک تر ہوا۔ بے شک اب اللہ ہی انہیں بچا سکتا تھا۔

بہت ہو گیا جی اب میں دوبارہ صفائی نہیں کرنے والی۔ ایک تو صبح صبح ارجنٹ کال پر آؤ اور کام کرو پھر صاحب صاحبہ آئیں اور میری دو گھنٹے کی محنت کو چولہے میں جھونک دے۔ خادمہ بھی شاید آج گھر سے لڑ کر آئی تھی جو کسی کا لحاظ کیے بغیر واپس وہاں پھینکتے تن فن کرتی یہ جا وہ جا۔

ام۔۔۔۔۔ امی۔۔۔۔۔ ووووہ۔۔۔۔۔ خاموش ایک لفظ زبان سے ادا نہ ہو۔ دلکش بیگم اسوہ کی بات کاٹتی غصے سے چلائی۔

یہی کھڑے جوتے اتارو دونوں اور باہر رکھ کر آؤ۔ بیس سیکنڈ کے اندر اندر۔ دلکش رعب سے بولی۔ اور وہ دونوں بھی بغیر چوں چراں کیے معصوم کی طرح مودبانہ انداز اپنائے عمل کرنے لگے۔

ٹائم دیکھا ہے کیا ہو رہا ہے۔ ان کو ننگے پاؤں اندر واپس آتا دیکھ دلکش گویا ہوئی۔ اور وہ معصوموں کی طرح ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے سر جھکائے کھڑے تھے۔

ساڑھے سات ہو رہے ہیں اور آٹھ بجے تک مہمانوں نے پہنچ جانا ہے۔ کیا میں پاگل ہوں جو فجر کے ٹائم سے تیاریوں میں لگی ہوں۔ اکلوتی بہن ہے آپکی اسعد۔ دس سال بعد آرہی ہے کینڈا سے اور آپ کو کوئی احساس ہے۔ مدد کرنے کی بجائے آپ دونوں کام خراب کر رہے ہیں۔ اب آپ دونوں کی سزا ہے یہ جو گند آپ لوگوں نے پھیلایا ہے نہ یہ آپ صاف کریں گے دلکش بیگم غصے سے بولی۔

پر مم۔ ماما ہم کیسے۔۔۔۔۔ اس سے قبل اسوہ بولتی دلکش کی گھوڑیوں نے اس کی بولتی بند کروادی۔

جیسے یہ گند پھیلایا ہے نہ ویسے ہی صاف کرو۔ اور جلدی کرو یہ سب صاف کسی بھی وقت نائمہ آتی ہوگی۔ پہلی دفعہ اس گھر میں آرہی ہے کوئی غلط ایمریشن نہیں پڑتا چاہیے اب جلدی صاف کرو یہ سب صفائی سے پہلے میں آپ دونوں کو ہر غرض تیار نہیں ہونے دوں گی۔ دلکش بات مکمل کرتی کچن کی طرف چلی گی اور اسوہ اور اسد لاچار نظروں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔



دونوں باپ بیٹی صفائی کرنے میں مصروف تھے۔ اسوہ جھاڑو کی مدد سے گندی جگہ دھو رہی تھی اور اسعد پیچھے سے وائپر لگا رہے تھے۔

بابا یہ سب آپکی وجہ سے ہوا ہے۔ آپکو نہیں پتہ جوتے اتار کر اندر جانا ہے۔ اسوہ تپتی جھاڑو لگاتی بولی۔

واہ بیٹا واہ ہواؤں کے گھوڑے پر تو خود سوار تھی اور قصور وار مجھے ٹھہرا رہی ہو۔ چپ کر کے کام کرو دونوں کی کارستانی کا نتیجہ ہے۔ اسعد بھی لاچار سے بولے۔

بابا آہستہ آہستہ وائپ کریں پانی نہ اچھالیں مجھ پر۔
تو تم بھی پانی کم استعمال کرو۔ روزِ محشر حساب کتاب بھی ہوگا وہاں میری شکل نہ دیکھنا اور ویسے بھی میں تمہیں پہچاننے سے انکار کر دوں گا۔

دونوں باپ بیٹی میں نوک جھونک جاری تھی کہ گاڑی روکنے کی آواز آئی۔ دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ دونوں داخلی دروازے سے نکلتے باہر آئے۔ گاڑی سے نکلتی نائمہ کو دیکھ کر دونوں بوکھلائے۔ بے ساختہ نائمہ کی نظر بھی ان پر پڑی۔ اسوہ اور اسعد دونوں جھاڑو وائپر وہیں پھینک اندر بھاگے۔۔۔۔۔۔



دلکش جو ابھی کمرے سے تیار ہوتی نکل رہی تھی اسوہ اسعد دونوں کو بھاگتے دیکھ کر چونکی جن کا رخ رخ اپنے اپنے کمرے کی جانب تھا۔
ارے۔ ارے کیا ہوا ایسے کیوں بھاگ رہے ہیں آپ دونوں۔ دلکش پریشان ہوتی پوچھنے لگی۔ دونوں سنی ان سنی کرتے اپنے کمرے میں داخل ہوئے اور دروازہ بند کر لیا۔

نائمہ اور اسعد دونوں بہن بھائی تھے۔ نائمہ اسعد سے پانچ سال بڑی تھی۔ اسعد کی پیدائش کے تین سال بعد ہی ان کی والدہ کا انتقال ہو گیا تھا۔ تب نائمہ نے اسعد کو پالا تھا۔ ان کے والد چاہ کر بھی دوسری شادی نہ کر سکے کیونکہ وہ اپنی اولاد کیلئے بہت حساس تھے اور

کسی غیر پر یقین کر کے وہ اسے اپنے بچوں کی ماں نہیں بنانا چاہتے تھے۔ نائمہ ابھی اٹھارہ سال کی تھی جب علی (اسعد کے والد) نے اس کی شادی کروادی تھی۔ شادی کے دو سال بعد نائمہ کو ایک بیٹا ہوا جس کا نام رزم رکھا۔ نائمہ کی شادی کے پانچ سال بعد اسعد کی شادی دلکش سے کروادی گئی۔ اسعد کو اللہ نے ایک پھول جیسی بیٹی سے نوازہ جس کا نام اسوہ رکھا گیا۔

اسوہ اور رزم دونوں سب کی جان تھے۔ نائمہ کے شوہر وسیم کینڈا رہتے تھے اور نائمہ ادھر پاکستان میں وسیم کی والدہ کے ساتھ رہتی تھی۔ وسیم کی والدہ کے انتقال کے بعد نائمہ زیادہ اسعد کے گھر رہنے لگی۔ اس طرح اسوہ اور رزم کی اچھی خاصی دوستی تھی۔ اسوہ جب پانچ سال کی ہی تھی جب نائمہ نے اسوہ کو اپنی بہو بنانے کی خواہش ظاہر کی تھی۔ اسعد کو بھی چونکہ اعتراض نہیں تھا تو رزم اور اسوہ کی منگنی کر دی گئی تھی جب رزم دس اور اسوہ پانچ سال کی تھی۔ تین سال بعد اچانک ایک رات ہارٹ اٹیک سے علی صاحب بھی خالق حقیقی سے جا ملے۔ اور وہ لمحہ نائمہ اور اسعد کیلئے سب سے کٹھن لمحہ تھا دونوں ٹوٹ کر بکھر چکے تھے۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ ان کا غم بھرتا گیا۔ نائمہ رزم کو لیکر اپنے شوہر کے ساتھ کینڈا چلی گئی اور آج دس سال بعد وہ واپس لوٹی تھی۔

اسوہ کو بھی بچپن سے ہی اپنے اور رزم کی منگنی کا بتا دیا گیا تھا۔ تاکہ اسوہ یہ بات ذہن نشین کر لے کہ اس نے زندگی رزم کے ساتھ گزاری ہے۔ بچپن سے جوانی تک کے سفر میں وہ دل ہی دل میں رزم کو تسلیم کر چکی تھی۔ اور محبت کی ننھی کلیاں اس کے دل میں کھل چکی تھی۔ اور آج وہ اپنے ہم سفر سے ملنے والی تھی یہ احساس ہی اس کیلئے خوش کن تھا۔ اسے بچپن سے ہی وہ نیلی آنکھوں والا شہزادہ بہت پسند تھا۔ کتنا روٹی تھی وہ اس دن جس دن رزم اسے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ تب اس پر یہ حقیقت آشکار ہوئی تھی کہ وہ نیلی آنکھوں والا شہزادہ ہمیشہ کیلئے اسی کا ہے۔ اور جب وہ بڑی ہو جائے گی تو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے وہ شہزادہ اس کے پاس رہے گا اس کے ساتھ رہے گا۔ دو دن پہلے جب اسے رزم کے آنے کی اطلاع ملی تو وہ خوشی کے ساتویں آسمان پر تھی لیکن چاہ کر بھی وہ کسی سے اپنی خوشی ظاہر نہیں کر سکتی تھی۔ اور دو دن اس نے دل کی اتھل پتھل ہوتی سانسوں کے ساتھ گزارے تھے۔



نائمہ کے بعد وسیم اور رزم گاڑی سے نکلے۔ اور گھر کا معائنہ کرنے لگے لیکن داخلی دروازے پر پڑے جھاڑو اور وائپر کو دیکھ کر ٹھٹھکے جو اپنی قسمت کا رونا رو رہے تھے۔

مجھے نہیں پتہ تھا پاکستان میں جھاڑو اور وائپر سے استقبال کیا جاتا ہے۔ رزم دروازے پر پڑے جھاڑو اور وائپر دیکھ کر ہنستا بولا۔
شکر ہے بیٹا تم نے یہی دیکھے ہیں میں نے تو ان کا استعمال کرنے والے بھی دیکھیں
ہیں نائمہ ہنسی دباتی بولی۔
کیا مطلب ماما۔۔۔۔۔ رزم نا سمجھی سے بولا۔
کچھ نہیں بیٹا چھوڑو چلو اندر۔۔۔۔۔ نائمہ درگزر کرتے آگے کو بڑھی۔ وسیم اور رزم بھی ان کے پیچھے چل پڑے۔

دلکش صورتحال سمجھنے کیلئے دروازے کی طرف جا رہی تھی وہاں نائمہ کو دیکھ کر چونکی۔
بے ساختہ ان کی نظر جھاڑو اور وائپر پر پڑی جنہیں پھلانگتے وہ سب احتیاط سے گیلے فرش پر چل رہے تھے۔

السلام علیکم آپی۔ دلکش ہنستے نائمہ کے گلے لگی۔ وہ بھی مسکراتی بغل گیر ہوئی۔

السلام علیکم ممانی۔ رزم نے کہتے اپنا سر جھکایا۔ نائمہ بیگم نے پیار دیا۔۔

آ۔۔۔ آپ لوگ بیٹھے میں زرا خادمہ کو بلوا کر صفائی کروا دوں پتہ نہیں کام چھوڑ کر کہاں چلی گئی۔ دلکش دل ہی دل میں اپنی بیٹی اور شوہر کو کوستے انہیں صوفے کی طرف اشارہ کرتی خود باہر کو نکلی۔ اتنے میں اسعد بھی آچکے تھے۔ اور سب سے ملنے کے بعد اب بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ اس دوران غلطی سے بھی انہوں نے دلکش کی طرف نہیں دیکھا۔



اوہو کونسے کپڑے پہنوں۔ اسوہ ایک ایک ڈریس الماری سے نکالتی خود پر لگا کر دیکھتی اور بیڈ پر پھینکتی جا رہی تھی۔

ایک بھی کام کا نہیں ہے ڈریس - اب میں ان نیلے پیلے کپڑوں میں جاؤں گی۔ اسوہ بے بسی سے بڑبڑائی - فراک پہن لیتی ہوں - اسوہ وائٹ فراک الماری سے نکالتی بولی - نہیں نہیں یار یہ ہیوی ہو جائے گی - وہ فراک پر لگے موتی دیکھتے بولی - کم آن اسوہ کنٹرول یور سیلف اتنا نروس ہونے کی ضرورت نہیں ہے - یو آر بریو گرل - تمہارا فیانسی ہونے سے پہلے وہ تمہارا دوست ہے تمہارا کزن ہے - اسوہ خود کو سنبھالتی بولی - اور الماری سے سمیل پیچ اور گرے کلر کی فراک نکالی -

فریش ہونے کے بعد وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آئی اور بال سنوارنے لگی - لیکن دھیان بھٹک بھٹک کر باہر جا رہا تھا - جہاں اس کی دس سالہ محبت تھی - آج مجھے (سجنا ہے مجھے سجنا کیلئے) والے سونگ کی فیلنگز آرہی ہے - اسوہ سر جھٹکتے سوچنے لگی -

.....

.....

کیا ہوا بھئی ہماری بیٹی نہیں نظر آرہی - وسیم چاروں طرف گھر میں نظریں دوڑاتے بولے -

اسوہ کے نام پر رزم کے دل کی دھڑکنیں تھمی۔ کب سے وہ اسی دشمنِ جان کا انتظار کر رہا تھا اور وہ ناجانے کہاں چھپی بیٹھی تھی جو آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ بچپن سے ہی اسے اپنی ڈول جیسی کزن بہت پسند تھی۔ اور اب وہ پوری زندگی اس کے ساتھ گزارے گا یہ سوچ ہی اس کیلئے مسرور کن تھی۔ اپنی دل کی کیفیت کو سنبھالتے وہ سنجیدگی کا لبادہ اوڑھے بیٹھا تھا۔

یقیناً تیار ہو رہی ہوگی۔ آتی ہوگی ابھی۔ اسعد نے جواب دیا۔
 آجائے گی وہ آپ لوگ ناشتہ کر لیں۔ دلکش مسکراتی بولی۔
 بھوک تو بہت لگی ہے بھابھی لیکن ہماری بیٹی آجائے پھر اکٹھے ناشتہ کریں گے کیوں رزم بیٹا۔ وسیم نے رزم کو لتاڑا۔

وہ جو کب سے اسوہ کے انتظار میں گم سم سا بیٹھا تھا اچانک افتاد پر بوکھلایا۔
 مم۔۔۔۔۔ مجھے کیا پتہ۔ ہر بڑا ہٹ میں وہ کہتا اٹھا۔ اور فریش ہونے کیلئے کمرے کی بڑھا۔
 پیچھے سب کا قہقہہ گونجا۔

کمال ہے بھی یہ تو لڑکیوں کی طرح شرماتا ہے۔ اتنا تو میری اسوہ بھی نہ شرمائے۔ اسعد ہنستے بولے۔ جبکہ ان کی ہنسی دلکش کی گھوریوں نے بند کر دی۔ جو وسیم اور نائمہ نے بھی محسوس کی۔

میرا بیٹا تو شرماتا ہے لیکن تم تو ڈرتے بھی ہو چھوٹے۔ نائمہ مزاق اڑاتی بولی۔ دلکش جھینپ سی گئی۔

ن۔۔۔۔۔ نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے آپ۔ دلکش نجل سی بولی۔



سب باتوں میں مصروف تھے جب ان کی توجہ دروازے کھولنے کی آواز نے مبزول کرائی۔ اسوہ پیچ اور گرے کمر کے کمبینیشن کے فراک میں گلے میں دوپٹہ ڈالے اپنی دھڑکنوں کی رفتار کو سنبھالتی چہرے پر مسکراہٹ سجائے کمرے سے باہر نکلی۔ اور آہستہ آہستہ قدم اٹھائے ان کی طرف بڑھنے لگی۔ اپنی طرف آتے دیکھ نائمہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

السلام علیکم چھوچھو۔ مسکراتی اسوہ ان کے گلے لگی۔

وعلیکم السلام میری چندہ تو اور بھی پیاری ہوگئی ہے۔ نائمہ اس کا گال چومتی بولی۔ بہت پیاری لگ رہی ہو ماشاء اللہ نظر بد سے بچائے۔ نائمہ سے ملتی وہ وسیم سے ملی اور وہیں صوفے پر ان کے ساتھ بیٹھ گئی۔

رزم کو ناپاتے اس کا دل اداس ہوا۔ مطلب رزم نہیں آئے۔ وہ دل ہی دل میں بولی۔

چھوچھو بس آپ دونوں ہی آئیں ہے کیا۔ اپنی عادت سے مجبور وہ دل میں آیا سوال کر بیٹھی۔ لیکن بعد میں اپنی بے صبری کا اندازہ ہوا۔

اس کے سوال پر ہال میں موجود تمام نفوس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی۔

ہاں بیٹا ہم ہی آئے ہیں۔ کیوں کسی اور نے بھی آنا تھا کیا۔ نائمہ ہنسی دباتی بولی۔
نن۔ نہیں میں تو یونہی پوچھ رہی تھی۔ وہ کھسیانی ہنسی ہنستی بولی۔ اور بیٹھی سب کی باتیں سننے لگی۔ لیکن دل ابھی ابھی، اداس تھا۔



میں ناشتہ لگواتی ہوں - اسوہ بے دلی سے بولی - دل ابھی تک اداس تھا -

ہاں بھوک تو اب مجھے بھی بہت محسوس ہو رہی ہے ٹھیک ہے تم ناشتہ لگواؤ میں رزم کو بلا لاتی ہوں - فریش ہونے گیا تھا ابھی تک آیا ہی نہیں - نائمہ شوخ ہوتی اپنی جگہ سے اٹھی - اور اسوہ کے چہرے کے تاثرات دیکھنے لگی -

سنتے اسوہ نے جھٹ سے نائمہ کو حیرانی سے دیکھا - اس کے آنے کی خبر سنتے مانو بہار آگئی ہو - آنکھوں میں خوشی کے موتی چمک رہے تھے - نائمہ جس نظر سے اسے دیکھ رہی تھی اسوہ جھینپ سی گئی اور فوراً کیچن کی طرف بھاگی - اور اپنا اٹکا سانس بحال کرنے لگی - چہرے پر شرمیلی مسکراہٹ آئی - اس کے جاتے پیچھے سب ایک دفعہ اور ہنسنے لگ گئے -

مجھے لگتا ہے اب ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیے - جلد ہی منصوبہ بناتے ہیں ان کی شادی کا - وسیم بولے -

جی بالکل مجھے بھی ایسا لگتا ہے - دلکش نے بھی دل کی بات کی - جبکہ اسعد سوچ میں پڑ گئے



واہ واہ کیا خوشبو آرہی ہے - پیٹ میں اب چوہے دوڑنے لگ گئے ہیں - وسیم کرسی کھسکاتے بیٹھے - اسوہ مسکرا دی -

یہ آپتی پتہ نہیں کہاں رہ گی ہے ہیں رزم کو لینے گئی تھی اور خود ابھی تک نہیں آئی - دلکش بھی بیٹھتے بولی -

آجائیں گی بیگم - آپ تھوڑا صبر رکھے - جزباتی نہ ہو جایا کریں - اسعد انہیں تنگ کرتے بولے --- دلکش نے محض گھورنے پر اکتفا کیا -

یہ کیا آپی آپ تو اکیلی آرہی ہے رزم نہیں آیا۔ اسعد نے انہیں اکیلا آتے دیکھ پوچھا۔

بلانے گئی تھی جناب کو۔ لیکن اوندھے منہ بیڈ پر شوز سمیت لیٹے سو رہے ہیں۔ نائمہ ہنستی بولی۔

اوہہ کوئی نہیں سونے دیں تمھکاوٹ ہوگئی ہوگی اٹھ کر ناشتہ کر لے گا۔ آپ سب شروع کریں۔ دلکش بولی۔ جبکہ اسوہ سخت بد مزہ ہوئی۔۔۔۔ اور چپ چاپ ناشتہ کرنے لگی۔



دوپہر کے دو بج گئے ہیں اور جناب کی نیند پوری نہیں ہو رہی۔ پتہ نہیں کونسا سستا نشہ کمر کے سویا ہے۔ اسوہ بے زار سی اپنے کمرے میں بیٹھی بولی۔

اتنا بھی کوئی سوتا ہے کیا۔ دل تو کر رہا ہے ایسے طریقے سے تمہیں جگاؤں کے تم کبھی زندگی میں دوبارہ سو نہ سکو۔ اس نے ہاتھ میں پکڑا کشن دور اچھالا۔

اللہ پوچھے تمہیں رزم۔ دفعہ ہو بھاڑ میں جاو۔ مجھے تو بھوک لگی ہے۔ وہ خود سے ہی بولتی اٹھی اور باہر آئی۔

گھر میں آج معمول سے زیادہ خاموشی تھی۔ نائٹ و سیم ناشتہ کر کے آرام کر رہے تھے۔ اسعد آفس جا چکے تھے۔ اور دلکش شاید خریداری کیلئے بازار گئی تھی۔ اسوہ ہال میں آئی۔ ایک نظر اس کمرے کی جانب دیکھا جہاں رزم سویا تھا۔ دروازہ بند دیکھتے وہ بدمزہ ہوئی اور کچن میں داخل ہوئی۔

کام چور تو وہ بچپن سے ہی تھی۔ اسی لیے کھانا گرم کرنے کی بجائے ٹھنڈا کھانا ہی ڈش میں سجانے لگی۔ ارادہ کمرے میں بیٹھ کر اپنی بھوک مٹانے کا تھا۔ لیکن جیسے ہی وہ پلیٹ تو سامنے کھڑے وجود سے زور سے ٹکرائی۔ نتیجے میں ڈش کا آدھا کھانا سامنے والی کی شرٹ پر اور آدھا کھانا زمین بوس ہوا۔ حواس باختہ سی اسوہ نے ابھی چیخ مارنے کیلئے منہ

کھولا ہی تھا کہ رزم نے جھٹ سے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا۔ اور دونوں غور سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

پل ہی تو لگا تھا اسوہ کو اسے پہچاننے میں۔ اس کی نیلی مسکراتی آنکھوں سے وہ اسے جھٹ میں پہچان گئی تھی۔ دوسری طرف رزم جو پانی کی طلب سے کیچن میں آیا تھا اچانک کسی کے ٹکرانے سے پوری طرح نیند سے ہوش میں آیا تھا۔

ایک پل ہی تو لگا تھا اسے بھی پہچاننے میں۔ ہاں یہ اسوہ تھی۔ اس کے دل نے گواہی دی۔ ہاں یہ اس کی بچپن کی محبت تھی۔ اس کی ڈول تھی۔ اور وہ ہنوز اسے دیکھی جا رہا تھا۔ ہاتھ ہنوز اس کے ہونٹوں پر تھا۔ دونوں وقت کے حصار میں ایک دوسرے میں گم ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ سب سے پہلے اسوہ ہوش میں آئی۔

اس نے اس کے ہاتھ کی پشت پر ہاتھ رکھا۔ رزم جلد ہی ہوش میں آئے اس سے دور ہوا۔

سانس بند کرنا تھا کیا میرا - اسوہ سانس بحال کرتے بولی - رزم کے چہرے پر مسکان آئی

-

آریو اوکے - اسوہ اس کی شرٹ پر کھانے کے نشان دیکھتے بولی -

ہمم - ایم فائن -

اوکے - جاو چینج کر لو - میں تب تک یہ صاف کر دوں - اور رزم سر ہلاتا کمرے میں چلا گیا -



اسوہ کھانا صاف کر کے کافی بنا کر ہال میں آئی جہاں رزم پہلے سے ہی موجود تھا - جو شاید ابھی چینج کر کے آیا - اسوہ چلتی اس تک آئی اور اسے کافی کا کپ پیش کیا جسے مسکراتے وہ تھام گیا تھا - اور وہ بھی وہی اس کے قریب دوسرے صوفے پر بیٹھ گئی تھی -

اور کیسی ہو - رزم نے بات کا آغاز کیا -

جیسی بھی ہوں تمہارے سامنے ہی ہوں - اسوہ نے بھی کبھی سیدھا جواب نہیں دیا تھا -

مجھے تو چوہی لگ رہی ہو۔ رزم اس کی دبلے پن پر چوٹ کرتا بولا۔ جو اسوہ کو سلگا گیا۔ اور اس نے صوفے پر رکھاکشن اس کی طرف اچھالا جیسے پھرتی سے رزم نے کیچ کر لیا۔

آئی ایم جسٹ کیڈنگ ڈوڈ۔ ریلیکس ڈول۔ وہ پیار سے بولا۔ بچپن سے ہی وہ اسے ڈول کہتا تھا۔ لیکن آج حالات اور رشتے بدل چکے تھے یا پھر اسوہ کا دل کسی اور رو میں دھڑک رہا تھا۔ رزم کا پیار بھرا لہجہ اس کا دل دھڑکا گیا۔

اب تو تم چپ ہی کر گئی ہو۔ اچھا بتاؤ کیا کرتی ہو آج کل۔ رزم اسے خاموش دیکھتا بولا۔

میں نے کیا کرنا ہے یار۔ انٹر کے ایگزیمز دے کر فری ہوئی ہوں۔ رزلٹ کا ویٹ ہے۔ اور بس یونیورسٹی کی تیاریوں میں لگی ہوں۔ پاپا کے ساتھ مل کر شرارتیں کرتی ہوں۔ جو مسز اسعد کو جلا دیتی ہیں۔ اور پھر میری شامت آجاتی ہے اور بس جو ڈانٹ پڑتی ہے اس کا تو پوچھو ہی مت۔ اسوہ نے ایک ہی سانس میں بات مکمل کی۔ اور رزم تو بس اس کی زبان کے جوہر ہی دیکھتا رہ گیا۔

ماشاء اللہ اب بھی تمہاری زبان بالکل ویسے ہی پڑ پڑ چلتی ہے۔ رزم دل کی بات زبان پر لایا۔
- اسوہ بھنویں سکیرتی اسے دیکھنے لگی اور ایک زور دار پنج اس کے کندھے پر مارا۔
شٹ اپ مسز اسعد نہ بنو رزم ہی رہو۔ اسوہ خونخوار لہجے میں بولتی منہ بنا کر بیٹھ گئی۔

ویسے یہ کافی بہت مزے کی ہے۔ لیکن اس وقت مجھے شدید بھوک لگی ہے۔ تو مجھے
کھانا دے سکتی ہو۔ رزم ایک دفعہ پھر اسے خاموش بیٹھے دیکھ کر بولا۔

ختم ہو گیا ہے کھانا۔ ماما گھر نہیں ہے۔ آئیں گی وہ بنا کر دے گی۔
اچھا تو تم بنا دو کھانا۔ رزم اسے دیکھتا بولا۔

مجھے نہیں آتا کھانا بنانا۔ وہ شان بے نیازی سے بولا۔
بہت فخر کی بات ہے جیسے۔ رزم کی زبان پھسلی۔
تم مجھ پر طنز کر رہے ہو۔ وہ آنکھیں سکیرتے پوچھنے لگی۔

نہ نہ میری اتنی مجال - جو میں آپکی شان میں گستاخی کروں - تعریف کر رہا ہوں میں آپکی مہارانی صاحبہ - وہ سر جھکاتے بولا - اس کے انداز پر اسوہ کو ہنسی آئی لیکن کنٹرول کر گئی۔

تمہیں واقعی کچھ نہیں بنانا آتا - رزم دوبارہ گویا ہوا -
نوڈلز آتے ہیں -
اچھا تو وہی بنا دو -

میرے سر میں درد ہے - میں نہیں بنانے والی کچھ بھی -

صحیح ہے بھی - تم نے تو مہمانوں کو بھوکا رکھنے کی قسم کھائی ہے -
اور تم نے میزبان کو بھوکا مار دیا ہے - وہ بھیج کوفت سے بولی -
ہیں - میں نے کیسے - یہ تو الزام ہے - وہ حیران ہی تو ہوا تھا -
تم نے ہی میرے کھانے کا جنازہ نکالا تھا نہ تم مجھ سے ٹکراتے نہ ہی کھانا گرتا اور نہ میں ادھر بھوکی بیٹھی ہوتی۔

تمہیں بھوک لگی ہے - اس نے استفسار کیا

ہاں۔ اسوہ نے نروٹھے پن سے جواب دیا۔
چلو آو تمہیں کھانا بنا کر دوں۔ رزم اٹھتا بولا۔

کیا ااا تم بناو گے کھانا۔ وہ حیران ہوئی۔
آہستہ بولو یار کان کے پردے پھاڑو گی۔ وہ کان پر ہاتھ رکھتا بولا۔
تمہیں کھانا بنانا آتا ہے۔ حیرانگی ابھی ابھی قائم تھی۔
ہاں میں بناؤ گا۔ تم بس مجھے چیزیں دیتی رہنا۔ اچھا یہ بتاؤ کیا کھاؤ گی۔ وہ ایپرن پہنتے
بولی۔
کچھ بھی بنا دو گے۔

نہیں کچھ بھی میں نہیں بنا سکتا۔ ایسی کوئی ڈش میں نے نہیں سنی۔

اچھا مصالحہ رائس بناو۔ وہ اس کی بے تکی باتیں اگنور کرتی بولی۔
ہمممم اس میں ٹائم لگے گا لیکن چلو تم نے کہا ہے اور تمہاری بات میں ٹال نہیں سکتا
۔۔ اب بس تم مجھے چیزیں پکڑاتی جاو اور بس میرے جوہر دیکھنا۔ اور وہ بھی اس کی مدد

کرنے لگی۔ کہیں سے بھی لگ رہا تھا کہ یہ دس سال بعد ملے۔ ایک دوسرے کے ساتھ ہنستے کھیلتے وہ کام میں مصروف تھے۔

اچھا۔ رزم ویسے تمہیں پاکستانی ڈشز کیسے بنانی آتی ہیں۔
بس یار یونیورسٹی میں کچھ پاکستانی لڑکے تھے ساتھ تو اکثر ان کے ساتھ ہاسٹل میں
تجربات کرتا تھا۔
ہمممم۔ نائس۔

وہ واقعی اس کے کام کرنے کی طریقے سے متاثر ہوئی تھی جو ساتھ ساتھ سب سمیٹ رہا
تھا جبکہ اس کے برعکس وہ کیچن میں کم ہی آتی تھی اور اگر آ بھی جاتی تو کیچن کسی کباڑ
خانے کی مثال پیش کر رہا ہوتا تھا۔

واہ اسوہ واہ۔ کیا قسمت تیری۔ کیا بندہ ملا ہے۔ شادی بعد رزم سے ہی کھانا بنوایا کروں گی
۔ وہ دل ہی دل میں خوش ہوئی۔



رزم کو آئے اب ایک ہفتہ ہوچکا تھا۔ اسوہ اور رزم دن با دن قریب آرہے تھے۔ دونوں ایک دوسرے کے دل کے حالات سے بھی واقف تھے لیکن دونوں ہی یہ راز دل میں چھپائے بیٹھے تھے۔ رزم چاہ کر بھی اپنی دل کی بات اسوہ سے نہ کرسکا اور دوسری طرف اسوہ کا بھی یہی حال تھا۔

اور آج بھی اسوہ اور رزم شاپنگ کرنے باہر گئے تھے۔

اسعد میں چاہتی ہوں اب جلد ہی رزم اور اسوہ کی شادی کر دی جائے۔ نائمہ باہر لاؤنج میں بیٹھی بولی۔

جی آپ۔ لیکن ابھی تو اسوہ کی سڈی کمپلیٹ نہیں ہوئی۔ میرا خیال ہے ہمیں کوئی بھی فیصلہ لینے سے پہلے دونوں کی رائے لے لینی چاہیئے۔ اسعد بھی سنجیدہ بولا۔

کوئی ضرورت نہیں ہے اسعد اسے یونیورسٹی بھیجنے کی۔ بس آپ اس کی شادی کریں۔
حالات کا پتہ تو ہے آپکو کیسے ہیں۔ بس میں چاہتی ہوں خیر و عافیت سے اسوہ کی شادی
ہو جائے۔ دلکش نے اپنے دل کی بات کی۔

پر دلکش میرا نہیں خیال اسوہ اتنی جلدی شادی کیلئے تیار ہوگی۔ اور ابھی اس کی عمر ہی
کیا ہے۔ اسعد شاید ابھی شادی کیلئے تیار نہ تھا۔

عمر کی بات نہ کریں۔ میری اٹھارہ سال کی عمر میں شادی ہوئی تھی اور اسوہ لگے مہینے
بیس کی ہو جائے گی۔ شادی کی یہی عمر ہے۔ اور اگر اس نے پڑھنا ہے تو پرائیویٹ پڑھ
لے گی۔ دلکش نے واضح کیا۔

اوہو تم دونوں بحث کیوں کر رہے ہو۔ اسعد تم اسوہ سے پوچھ لینا۔ اور مجھے بتا دینا۔
جیسے اسوہ کہے گی۔ ویسے ہی ہم کریں گے۔ نامہ جو کب سے اپنے بھائی بھابھی کو لڑتے
دیکھ رہی تھی انہیں روکتی بولی۔

Visit For More Novels : www.pdfnovelsbank.com

سوری ماما میں یہ بات نہیں مان سکتی۔۔ ابھی میں نے پڑھنا ہے۔ سافٹ ویر انجینئر بننا ہے۔ پھر شادی کروں گی پہلے نہیں۔ اور آپ لوگ میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے۔۔ اسوہ بھی جتناتی بولی۔

میں تمہیں کبھی بھی لاہور نہیں بھیجوں گی پڑھنے کیلئے۔ جو پڑھنا ہے گھر بیٹھ کے پڑھو۔

نوام۔ گھر بیٹھ کر سافٹ ویر انجینئر نہیں بنا جاتا۔ اور ادھر اسلام آباد میں بھی یونیورسٹی ہے۔ آپکو کس نے کہا میں لاہور جاؤں گی۔

اسوہ بحث نہ کرو۔ شادی تو تمہیں کرنی پڑے گی۔

میں کب انکار کر رہی ہوں شادی سے مام۔ کر لوں گی نہ شادی۔ لیکن چار سال ٹھہر کر۔ اور کہتے وہ اپنے روم میں چلی گئی۔

دیکھا۔ دیکھا آپ نے کتنی ضدی ہوگئی ہے۔ سب آپکی وجہ سے ہوا ہے۔۔۔ یہ آپکی سپورٹ کی وجہ سے اتنا بگڑی ہے۔ دلکش اب اسعد پر بولی۔

فضول ضد وہ نہیں تم کر رہی ہو۔ اکلوتی اولاد ہے ہماری۔ اگر پڑھنا چاہتی ہے تو پڑھنے دو۔ تمہیں کیا جلدی ہے شادی کی۔ بوجھ نہیں ہے میری بیٹی مجھ پر۔ وہ بھی جتاتے بولے۔

دشمن نہیں ہوں میں اسکی۔ بھلا چاہتی ہوں میں بھی اس کا۔ آپ نے وسیم بھائی کے تاثرات نہیں دیکھے شاید۔ انہوں نے کافی دفعہ مجھ سے کہہ لیا ہے کہ وہ جلد از جلد شادی کر کے کینڈا جانا چاہتے ہیں۔ اور مجھے باہر کی دنیا سے بھی ڈر لگتا ہے۔ کیسے کیسے واقعات روز سننے کو ملتے ہیں۔ انسان کی روح کانپ جاتی ہے۔ اسعد آپ سمجھنے کی کوشش کریں۔ اسوہ اکلوتی بیٹی ہے ہماری۔ میں کچھ برداشت نہیں کر سکوں گی۔ اب کے وہ روندھائی بولی

اوہو دلکش - ادھر دیکھو۔ - اسوہ از بریو گرل۔ مجھے یقین ہے وہ ہر چیز کا سامنا بہادری سے کر سکتا ہے۔ اینڈ آئی پرامس اسے پک اینڈ ڈراپ سروس میں خود دوں گا۔ وہ اس کے سامنے بیٹھتے ہاتھ تھامتے بولے۔
جس سے دلکش کچھ مطمئن ہوئی۔

ٹھیک ہے لیکن آپ اسوہ کو نہیں بتائیں گے میں تیار ہوں۔ بہت تنگ کرتی ہے نہ مجھے۔ اب میں بھی اسے تنگ کروں گی۔

ہا ہا ہا۔ وہ اسوہ ہے بیگم۔ وہ نہیں تنگ ہونے والی۔ الٹا وہ آپکو تنگ کر کے رکھ دے گی۔ اسعد ہنستے بولے۔

اگر وہ اسوہ ہے تو میں بھی اس کی ماں ہوں آپ بس دیکھتے جائیں۔



صبح اٹھتے جیسے ہی دلکش باہر آئی تو باہر ٹہلتی اسوہ کو دیکھا۔
 کیا ہوا بیٹا۔ تم پریشان نظر آرہی ہو۔ خیریت تو ہے نہ۔ دلکش اسے یوں ٹہلتے دیکھ
 پریشانی سے گویا ہوئی۔

جی امی۔ آج آپ میرے لیے دعا کریں۔ آج میرا زلٹ ہے۔ اسوہ ہاتھ میں تسبیح
 پکڑتے منہ میں کچھ پڑھتی دانہ گھوماتے بولی۔

ہاں یہ ٹھیک ہے۔ میں ادھر دعا کر کر کے پاگل ہو جاؤں۔ اور تم پیپر میں ایک لفظ بھی
 نہ لکھ کر آئی ہو۔ تو میری دعائیں تو ضائع گئی نہ۔ بیٹا جی دعاؤں کے ساتھ ساتھ محنت
 بھی کرنا پڑتی ہے۔ دلکش اسے چڑاتے بولی۔ اور حسب معمول وہ چڑ بھی گئی۔

مجھے پکا یقین ہو گیا ہے کہ آپ میری سوتیلی ماں ہے۔ مجال جو کبھی میری بات مانی ہو۔
 ہر سال اچھے مارکس لاتی ہوں۔ اس سال بھی آجائیں گے۔ وہ بھی چڑتے بولی۔

جیسے کو تیسرا ہوتا ہے۔ تم میری کتنی بات مانتی ہو۔ وہ بھی اس کی ماں تھی۔

اچھا ٹھیک ہے نہ آئندہ مانوگی آپ دعا کریں نہ - اب وہ لاڈ سے بولی - جس پر دلکش مسکرا دی اور پیار سے اس کی پیشانی چومی - اللہ تمہیں کامیاب کرے - دلکش نے دعا دی - اور وہ آمین کہتے ان کے گلے لگ گئی -

اچھا بس ٹھیک ہے اتنا ہی پیار کافی ہے - آپکے شوہر نے دیکھ لیا نہ ہمیں یوں ایسے تو وہ ہم دونوں کا پاگل خانے نہ چھوڑ آئیں - انہیں یقین نہیں آنا ہم اتنے پیار سے گلے مل رہے ہیں - اور انہیں ہماری ذہنی حالت پر شبہ ہونا ہے - اسوہ نے بات مکمل کی - جس پر دلکش تاسف سے سر ہلاتی رہ گئی کہ واقعی اسوہ سے کوئی مقابلہ نہیں -



رزلٹ آچکا تھا - اور ماشاء اللہ سے اسوہ نے اے پلس گریڈ لیا تھا - اور تب سے وہ پورے گھر میں چمکتی پھر رہی تھی - کبھی کسی کو کال کر کے بتاتی تو کبھی کسی کو - اور کبھی دلکش کو پکڑ کر کیل ڈانس کرتی تو کبھی انہیں گھوماتی - کتنی ہی دفعہ تو دلکش اسے ڈانٹ بھی

چکی تھی لیکن وہ ایک کان سے سنتی دوسرے سے نکال دیتی۔ اور دلکش اپنا سر تھام لیتی۔

اسوہ اب تم مجھ سے مار کھاؤ گی۔ دلکش اپنا چکراتا سر تھامتی بولی۔ ابھی گول گول گھومنے سے وہ چکرا ہی تو گئی تھی۔

اجازت ہے بھی آپ کو۔ آج آپ مجھے مار بھی سکتی ہے۔

تم پاگل تو نہیں ہو گئی۔ پاس ہونے کی خوشی میں۔
نہیں پاگل نہیں ہوئی۔ بس خوشی ہو رہی ہے۔ یونیورسٹی جانے کی خوشی میں۔ میرا خواب پورا ہو گا۔ میں سافٹ ویئر انجینئر بنوں گی۔ واوووو۔ وہ پھر چمکتی بولی۔

تمہیں اجازت کون دے رہا ہے یونی کی ہاں۔ بیٹھی رہو آرام سے۔ اور اسوہ اپنی ماں کو دیکھتی رہ گئی تھی۔ ابھی ایک اور محاز اسے سر کرنا تھا۔

ماما ایسا تھوڑی نہ ہوتا ہے۔ آپ تو میری پیاری سے ماں ہے۔ میری ہر بات مانتی ہیں آپ۔ پلیز مجھے اجازت دے دیں۔

السلام علیکم۔ ہال میں رزم کی آواز گونجی۔
وعلیکم السلام بیٹا۔ کیا حال ہے دلکش نے خوشدلی سے جواب دیا۔
جی الحمد للہ۔

رسمی گفتگو کے بعد اس نے آنے کا مقصد بتایا کہ وہ اسوہ کو مبارکباد دینے آیا ہے اور اسے لینے آیا ہے تاکہ اسے تحفہ دلا سکے۔ جس پر دلکش مسکرا دی۔ اور اس کے کھانے کیلئے کچھ لانے کیچن چل دی اور ان کے پیچھے پیچھے ہی اسوہ چل دی۔ کیونکہ ابھی اپنی ماں کو منانے سے بڑھ کر اس کیلئے کوئی اور کام نہیں تھا۔

نہیں نہیں نہیں۔ کہہ دیا نہ نہیں۔ اب میں مزید ایک لفظ نہیں سنوں گی اسوہ۔۔۔ دلکش اسے مصنوعی لہجے میں ڈانٹتے بولی۔

پر کیوں امی۔ ایسا بھی کیا مانگ لیا ہے میں نے ساری لڑکیاں جاتی ہیں یونیورسٹی پڑھنے۔۔۔ اگر میں چلی جاؤں گی تو کونسا قیامت آجانی ہے۔ وہ بھی اسوہ تھی۔۔۔ بچپن سے ضدی۔ ہار ماننا تو اس نے سیکھا ہی نہیں تھا۔ اب وہ بھی منا کے ہی دم لینے والی تھی۔

آہستہ بولو۔۔۔ تمہیں پتہ ہے نہ باہر رزم آیا ہے۔ اگر اس نے تمہاری زبان کے جوہر دیکھ لیے نہ وہ شادی سے پہلے ہی بھاگ جائے گا۔ دلکش اس کا کان کھینچتی دپٹی بولی۔ جبکہ رزم سے شادی کے نام پر اس کے چہرے پر ایک شرمیلی مسکراہٹ آئی۔۔۔

ہاں تو سن لیں گے تو کیا ہوا۔۔۔ ویسے بھی تو پوری زندگی اس نے برداشت کرنا ہے نہ مجھے۔ دیکھیں امی سیدھا سیدھا بتائیں آپ مجھے یونیورسٹی کی اجازت دے گی کہ نہیں۔۔۔ یا پھر میں آپکے ہونے والے داماد سے ہی بات کروں۔۔۔ وہ ڈھیٹ بنی بولی۔۔۔

خبردار جو تم نے اس کے سامنے کوئی بکواس کی تو۔۔۔ زبان کاٹ دوں گی میں تمہاری۔ کالج تک پڑھ لیا اتنا کافی ہے یونیورسٹی کے چکروں میں نہیں پڑنا بس۔ آج کل کے ماحول کا پتہ ہے نہ۔۔۔ کب کہیں حادثہ پیش آجائے۔ نہیں بیٹا نہیں۔۔۔ تم میری اکلوتی اولاد

ہو۔ میں برداشت نہیں کر پاؤں گی۔۔۔ بس عزت سے رخصت ہو جاؤ۔ دلکش اپنے دل کی بات رکھتے بولی۔ وہ اتنی جلدی ماننا نہیں چاہتی تھی۔

یا اللہ ماں آپ کیا کیا سوچتی رہتی ہیں۔۔۔ آپ یقین کریں آپکی بیٹی بہت مضبوط ہے۔۔۔ اور جس کے ساتھ اس کی ماں کی دعا ہوں گی اسے بھلا کچھ ہو سکتا ہے اب پلیز پلیز مان جائیں۔۔۔ اسوہ منتیں کرتے بولی۔۔۔

اس سے پہلے دلکش کچھ بولتی۔ رزم کچن میں داخل ہوا جو صوفے پر بیٹھا کب کب سے کسی کے انتظار میں تھا۔ لیکن کوئی آنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔۔۔

کک کیا ہو رہا ہے ممانی یہاں۔۔۔ رزم اسوہ اور دلکش کو دیکھ کر چونکا۔۔۔ جہاں اسوہ اپنی ماں کی منتیں کر رہی تھی۔

رزم وہ۔۔۔ اسوہ بولتی دلکش کی گھوریوں نے اس کی زبان کو بریک لگائی۔ جو رزم کی نظروں سے چھپ نہ سکا۔ وہ گھریلو مسئلہ قطعی رزم کے سامنے نہیں لانا چاہتی تھی۔

ہاں بولو اسوہ۔ میں سن رہا ہوں۔۔ رزم دلکش کی طرف پھر اسوہ کی طرف دیکھتے بولا۔

رزم وہ دراصل میں پڑھنا چاہتی ہوں۔ اسوہ معصومیت سے بولی مانو جیسے اس سے بڑا کوئی معصوم نہ ہو۔ دلکش بیگم رزم کی اوٹ میں اسے گھریوں سے نوازتی سر نفی میں ہلا رہی تھی جس کا اس ڈھیٹ پر کوئی اثر نہیں تھا۔۔

مم۔۔ میں پڑھنا چاہتی ہوں۔ لیکن امی نہیں مان رہی ان کا کہنا ہے کہ وہ ہماری شادی کرنا چاہتی ہے۔۔ وہ آنکھیں ٹپٹپاتی معصومیت سے بولا۔ اب تم ہی انہیں مناؤ۔ مجھے یقین ہے وہ تمہاری بات کبھی نہیں ٹال سکتی۔ اور یہ پہلی دفعہ تھا جب اسوہ نے اس کے سامنے شادی کا ذکر کیا تھا۔

ٹھیک ہے اگر تم پڑھنا چاہتی ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ ہم شادی بعد میں کر لیں گے۔ پہلے تم پڑھائی مکمل کر لو۔ رزم دل پر پتھر رکھتا اپنے سامنے کھڑی اس لڑکی سے بولا جو بہت مان سے اس سے اپنی دل کی بات کر رہی تھی۔۔ بے شک اب اس کیلئے اس

سے دور رہنا بہت مشکل تھا لیکن محبت کے معاملات کچھ ایسے ہی ہوتے ہیں جہاں محبوب کے سامنے سر خم کرنا ہی پڑتا ہے۔۔

اور وہی اسوہ خوشی سے پاگل اپنی ماں کی طرف دیکھنے لگی جو اسے ہی گھور رہی تھی۔

بلاآخر وہ دن آچکا تھا جب اس کے خواب حقیقت میں بدلنے والے تھے۔ وہ اپنے خوابوں کی منزل پر گامزن تھی۔ اور بہت جلد اس کا خواب پورا ہونے والا تھا۔ سافٹ ویئر انجینئر بننے کا خواب۔

اسعد اور رزم نے اس کا داخلہ ایک اچھی یونیورسٹی میں کروایا تھا۔ اور آج اس کا پہلا دن تھا۔ اور صبح سے پورا اسعد ہاؤس اس نے سر پر اٹھایا ہوا تھا۔ اور سب سے زیادہ گھن چکر اس نے دلکش کو بنایا ہوا تھا۔ جو کبھی کوئی چیز دھونڈ رہی تھی۔ تو کبھی کوئی۔ اور اب وہ ناشتہ کرنے میں مصروف تھے۔

ناشتے سے فارغ ہوتے اسوہ پورچ پہنچی اور اسعد کا انتظار کرنے لگی جو گاڑی کی چابیاں لینے اندر گئے تھے۔

تم۔۔ وہ بھی اتنی صبح۔ اسوہ رزم کو گاڑی سے اترتے دیکھ حیرانگی سے بولی۔

ہاں میں نے سوچا۔ آج میری ہونے والی وائف کیلئے بہت سپیشل ڈے ہے کیوں نہ میں خود مل کر اسے گڈ لک بولوں۔ وہ گاڑی سے ٹیک لگائے ریڈ شرٹ میں ملبوس آنکھوں پر گلاس لگائے بولا۔

اسوہ کے ہونٹوں پر دلفریب مسکان آئی۔ یہ احساس ہی اس کیلئے محسوس کن تھا کہ اس کا ہمسفر اسے سمجھنے والا تھا۔ اس کا ساتھ دینے والا تھا۔ اس کی عزت کرنے والا تھا۔

ٹھینک یو رزم۔ تم نہ ہوتے تو شاید ماما نہ مانتی۔ وہ شکر یہ ادا کرتی بولی۔

میشن ناٹ ڈول تمہارے لیے کچھ بھی۔ وہ اس کی بات سنتا مسکراتا بولا۔

تمہیں کب آئے بیٹا۔ اسعد پورچ میں آتے اسے دیکھتے بولے۔

بس ماموں ابھی ہی آیا ہوں۔ سوچا اسوہ کو گڈ لک بول دوں۔

ہاہاہا۔ نائس۔ چلے اسوہ بیٹا۔ اسعد اسے جواب دیتے اسوہ سے مخاطب ہوئے جو اثبات میں

سر ہلا گئی۔

آپ کہے تو میں ڈراپ کر دوں ماموں۔

نہ نہ پھر کبھی صحیح۔ آج میں اپنی بیٹی کو خود پک اینڈ ڈراپ سروس دوں گا۔ جس پر رزم نے کندھے اچکا دیے۔ اور وہ دونوں گاڑی میں بیٹھتے روانہ ہو گئے۔



گھبرانا نہیں۔ فرسٹ ڈے ہے تو کنفیڈنٹ رہنا۔ اور سینئرز سے بچ کر۔ کوئی مسئلہ کی بات ہو تو مجھے کال کرنا۔ وہ یونیورسٹی گیٹ پر پہنچتے اسے نصیحت کرنے لگے۔

اوہو پایا۔ میں اسوہ ہوں آپکی بہادر بیٹی۔ آئی ول بینج۔ اور کوئی بھی فکر کی بات ہوئی تو میں آپکو ہی کال کروں گی۔ وہ کار سے باہر نکلتے ان کے گلے لگتی بولی۔ اور وہ بھی مسکرا دیے۔

اندر داخل ہوتے اس کی نظر آس پاس دوڑی۔ ہر کوئی آپس میں مصروف تھا۔ کوئی بیٹھا گپے ہانک رہا تھا تو کوئی بیٹھا پڑھ رہا تھا۔ کسی جگہ لڑکیوں کی ٹولی بیٹھی تھی تو کسی جگہ لڑکے لڑکیاں اکٹھے بیٹھے تھے۔ ہاں یہ تھی وہ جگہ جہاں اس کے خواب پایہ تکمیل کو پہنچنے تھے۔ وہ باہر گراؤنڈ میں تازہ ہوا خود میں جذب کرتی ایک جذبے سے اندر کو بڑھی۔

جیسے ہی وہ ڈیپارٹمنٹ کے اندرونی دروازے کے قریب پہنچی کوڑے کا ڈھیر اس کے اوپر برسنا۔ اور وہ ہونک بنی کھڑی رہ گئی۔ خود پر خالی رپر، جوس کے ڈبے اور مچھے کاغذات گرتے وہ باآسانی محسوس کر سکتی ہے۔ کوڑا گرتے فضا میں ایک سب کا قہقہہ گونجا۔ ہاں سب اس پر ہنس رہے تھے۔۔ ہاں اس کے خوابوں کی جگہ پر اس کا استقبال کوڑے سے کیا گیا تھا۔ غصہ، توہین، ندامت وہ سب محسوس کر سکتی تھی۔ احساسِ توہین سے اس کی آنکھوں میں پانی آیا۔ تماشہ ہی تو بن گیا تھا اس کا سب کے سامنے۔

ایک چوبیس سالہ لڑکا ہنستا اس کے سامنے آتے بولا۔

میرا ویلکم کرنے والوں کو شکریہ ادا کرنے کا طریقہ ہے۔ پرسنل نہ لینا۔ وہ بھی اسی کی انداز میں جواب دیتی ہوں۔

اس سے پہلے عمر کچھ بولتا اسوہ ایکسکیوز کرتی آگے کو بڑھی ۔
اور عمر وہی غضبناک تیور لیے کھڑا رہ گیا۔



اپنے کپڑے صاف کر کے وہ واشروم سے باہر نکلی۔ اور اپنی مطلوبہ کلاس ڈھونڈنے لگی

-

ایکسیکوز می۔ اسوہ کو اپنے پیچھے آواز سنائی دی۔ مڑتے اسے مسکراتے اس کی ہم عمر لڑکی نظر آئی۔

جی۔ اسوہ نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔
آپ کو باہر بلا رہے ہیں۔ اشارہ باہر گراؤنڈ کی طرف تھا۔

کیوں مجھے کیوں بلا رہے ہیں۔۔ اور آپ کون۔ وہ نا سمجھی سے بولی۔
میرا نام صبحا ہے۔ دراصل وہ لڑکا جسے آپ نے تھپڑ مارا تھا۔ اس کے لیڈر نے بلایا ہے۔

ایک دفعہ پھر اس کا زکر اسوہ کو طیش دلا گیا۔
دیکھ لیتی ہوں اس کے لیڈر کو بھی۔ ہوگا اسی کی طرح سر پھیرا۔

ایکسکیوز می۔ میری ایک رائے ہے آپ پلیز صبر کا مظاہرہ کرنا۔ دعا کرے اپنے لیے۔ آپ نے یہاں کے سب سے امیر زادے بگڑے سٹوڈنٹ کے دوست کو تھپڑ مارا ہے۔ بہت بڑی غلطی کر دی ہے آپ نے۔ صبحا سے سمجھا رہی تھی لیکن اسوہ اپنی ہی دھن میں اس کی بغیر سنے بڑھ رہی تھی۔



شرم کر تو ایک لڑکی سے تھپڑ کھا آیا۔ عزیزم عمر کو کوستے بولا۔

بکواس نہ کر مجھے کیا پتہ تھا وہ تھپڑ مار دے گی۔ وہ ایک نظر کرسی پر بیٹھے وجود کو دیکھتے بولا۔ جس کا چہرہ ہیڈ کیپ سے ڈھکا تھا۔ اور ایک ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا تھا۔ وہ دونوں اس کا چہرہ دیکھے بغیر بھی اندازہ لگا سکتے تھے کہ وہ کتنے غصے میں ہے۔

ہاں تجھے کیا پتہ تھا۔ ڈرامے باز۔ عزت خراب کر دی سالے تو نے۔ تھپڑ کھاتا روتا ہوا آیا ہے۔ دفعہ ہو۔ عزیزم کا بھی غصہ کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

بکواس نہ کر۔ تم دونوں کی وجہ سے ہوا ہے یہ سب۔ تم لوگوں کا آبیڈیا تھا۔ مجھے بلی کا بکرا بنا دیا۔ کیا عزت رہ گئی میری یونی میں۔ سب ہنس رہے ہوں گے مجھ پر۔ اچھا وہ آتی ہے نہ تو دیکھ لیتے ہیں اسے۔

کیا دیکھنا ہے دیکھو۔ اسوہ عمر کو دیکھتے عزیزم سے بولی جو ابھی یہاں پہنچی تھی۔ اور ان کی بات سنی تھی۔

باس وہ آچکی ہے۔ عمر جھکتا حاشر کے کان میں سرگوشی کرتا بولا۔

اسے کیا کہہ رہے ہو۔ مجھے کہو جو کہنا ہے۔ تھپڑ ہضم نہیں ہوا تھا کیا جو دوسرے کیلئے پھر بلا لیا ہے۔

اے لڑکی زبان سنبھال کے بات کر۔ تمہیں پتہ نہیں شاید ہم کون ہیں۔ عزیزم خوشخوار
لہجے میں بولا۔

مجھے جاننے کا شوق بھی نہیں کہ تم ہو کون۔ لیکن مجھے لگتا ہے تمہاری یادداشت کمزور ہوگئی
ہے۔ یقیناً میرے تھپڑ سے تمہاری یادداشت بھی آجائے گی۔

زیادہ بکواس نہ کر۔ بہت دیکھی ہیں تیرے جیسی۔ روز ایک آتی ہے اور ایک جاتی ہے۔
ایک منٹ میں ساری اکڑ نکال دوں گا۔ عزیزم بدتمیزی سے بولا۔ جو اندر تک اسے بھرکا گیا۔

بغیر سوچے سمجھے اسوہ نے ایک دفعہ دوبارہ ہاتھ اٹھایا۔ لیکن اب اسے اپنا ہاتھ روکتا
محسوس ہوا۔ ہاں اس کا ہاتھ اس وقت کسی اور کے ہاتھ میں تھا۔ حاشر نے اس کا اٹھتا
ہاتھ تھام لیا تھا۔

اور حاشر اب اسے روبرو دیکھتا ساکت ہی ہو گیا تھا۔ پلک تھی کہ جھپکنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ نظریں اس کی نظروں سے ملی۔ جو وہ خونخوار تیوروں سے اس کی ہی نظروں میں گاڑ رہی تھی۔ غصے کی شدت سے آنکھوں میں ہلکی نی تھی۔ ناک بھی لال سرخ ہو رہی تھی۔ بے شک وہ خوبصورتی کا مجسمہ تھی۔ قید ہی تو کر لیا تھا اسے ان آنکھوں نے۔

ہاؤ ڈیر یو ٹوچ می۔ بے ساختہ دوسرا ہاتھ اس کے چہرے کی طرف اٹھایا۔ اور اب وقت تمہم سا گیا تھا۔ اب حاشر کیا کرتا ہے کسی کو کچھ علم نہ تھا۔



گراؤنڈ میں سب ساکت کھڑے تھے۔ اور اسوہ کیلئے دعا گو تھے۔ کیونکہ حاشر کے غصے سے سب واقف تھے۔ عمر اور عزیزیم جیسے ہی آگے بڑھے حاشر نے اپنا ہاتھ ہوا میں لہرایا۔ یہ ایک اشارہ تھا انہیں روکنے کا۔ اور وہ وہی رک گئے تھے۔ اسوہ اب بھی خونخوار تیور لیے اسے گھورنے میں مصروف تھی۔

ایسے نہ گھورو سویٹ ہرٹ بندہ پہلی ہی نظر میں مر مٹا ہے تم پر۔ اب ایسے گھور کر تم اپنے لیے ہی مسائل پیدا کرو گی۔ حاشر گردن اکڑاتا چھچھورپن سے بولا۔

یہ زندگی میں پہلی دفعہ تھا جب اس نے تمھڑے کا جواب آرام سے دیا تھا۔ ورنہ آج تک اپنی طرف اٹھتی سخت نظر کو ہی وہ کچل کر رکھ دیتا تھا۔ کجا تمھڑے تو دور کی بات ہے۔

تم جاسکتی ہو۔ وہ آس پاس کا جائزہ لیتا بولا۔ کیونکہ سب انہیں کی طرف متوجہ تھے۔ اور وہ اپنے سامنے کھڑی اس لڑکی کا تماشہ نہیں بنوانا چاہتا تھا۔

اسوہ ان پر تف بھینچتی وہاں سے جانے لگی۔ کیونکہ وہ پہلے ہی کلاس سے لیٹ ہو چکی تھی۔ اور اگر یہاں رکتی تو بات مزید بڑھنی تھی۔

باس۔ ایسے کیسے اسے جانے دے سکتے ہو یا آپ۔ عمر غصے سے بولا۔
جواباً حاشر نے اسے گھورا۔

آپ نے کیسے اس لڑکی سے تمھڑے کھا لیا۔ میں چھوڑوں گا نہیں اسے۔ عزیزم بھی بولا۔

خبردار جو کسی نے اسے کچھ بھی کہا تو۔ زندہ نہیں چھوڑوں گا میں اسے۔ اور تم نے اس پر کوڑا پھینکنے کی ہمت کیسے کی۔ اب وہ عمر کو تھپڑ مارتا بولا۔ جہاں عمر ساکت رہ گیا تھا۔ پہلی دفعہ حاشر نے اس پر ہاتھ اٹھایا تھا۔

اب شکل گم کرو اپنی مجھے کچھ نہیں سننا دفعہ ہو جاو دونوں - وہ انہیں گھورتا بولا۔

اور عزیزم پتہ لگواو اس شیرنی کا۔ کیا نام ہے۔ کہاں رہتی ہے۔ کل تک مجھے اس کی ساری انفارمیشن چاہیے - وہ انہیں حکم دیتا بولا۔ اور وہ دونوں سر ہلاتے چلے گئے۔ اور حاشر اس طرف چل پڑا جہاں اسوہ گئی تھی -



ساری کلاسز لیتی وہ باہر نکلی۔ اب اس کے ساتھ ایک لڑکی تھی۔ جس کا نام عائشہ تھا۔ جس سے اسوہ کی دوستی ہو چکی تھی - اس کا موڈ تھوڑا بحال ہو چکا تھا۔ ویسے تم نے

بلکل ٹھیک کیا آج اس بد تمیز لڑکے کو تھپڑ مار کر۔ ایسوں کو ایسے ہی سبق سکھانا چاہیے۔
عائشہ اپنی ہی رو میں بول رہی تھی۔

دفعہ کرو ان کی بات میرے سامنے نہ کرو انتہائی گھٹیا اور چھچھورے انسان ہیں وہ۔
اچھا ٹھیک ہے اسوہ کل ملاقات ہوگی۔ میرا ڈرائیور لینے آگیا ہے۔ عائشہ پارکنگ ایریا کی
طرف آتے بولی۔
اوکے۔ اللہ حافظ۔ اسوہ اسے بولتی اپنے بابا کا انتظار کرنے لگی۔

حاشر جو ابھی گھر جانے کیلئے پارکنگ ایریا میں آیا تھا اپنی گاڑی میں بیٹھا۔ اور جیسے ہی
اس نے گاڑی دوڑائی اس کی نظر سائیڈ پر کھڑی اسوہ پر پڑی۔ بے ساختہ ہی اس کے
ہونٹوں پر مسکان آئی۔ وہ زن سے گاڑی دوڑاتا بلکل اسوہ کے قریب رکا۔

اسوہ جو اپنے ہی دھیان میں اپنے بابا کا انتظار کر رہی تھی اپنے قریب یوں اچانک گاڑی
رکنے پر چونکی اور بے اختیار دو قدم پیچھے ہوئی۔ ورنہ جس طریقے سے گاڑی روکی گئی تھی اس
کا پاؤں بھی کچل سکتا تھا۔

یو ایڈیٹ - ابھی میرا پاؤں ٹوٹ جاتا تو۔ مجھے مارنے کا ارادہ ہے کیا۔ وہ خود کو سنبھالتی بغیر سامنے والے کی شکل دیکھے بولی۔ لیکن جیسے ہی اس کی نظر گاڑی میں بیٹھے حاشر پر پڑی غصے کی ایک اور لہر اس میں دوڑی۔

نو سویٹ ہارٹ۔ تمہیں مارنے کا نہیں۔۔ تم پر مرٹنے کا ارادہ ہے۔ وہ سیٹ سے ٹیک لگائے۔ اپنی گلاس اتارتا بولا۔ جو اس وقت اسوہ کو انتہائی زہر لگا۔

شٹ اپ۔ دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔ میرے منہ نہ لگو تم۔ اسوہ غصے سے بولتی منہ پھیر گئی۔

ہائے۔ منہ لگایا ہی کب ہے سویٹ ہارٹ۔ وہ بھی حاشر تھا۔ ایک دم ڈھیٹ۔ وہ کہاں باز آنے والا تھا۔

بھاڑ میں جاو میری طرف سے۔ وہ اسے کہتی خود ہی اس سے کچھ دور جا کھڑی ہوئی۔

حاشر پھر گاڑی چلاتا اس کے قریب آکھڑا ہوا۔

تم ساتھ چلوگی تو بھاڑ میں بھی چلا جاؤں گا۔ تمہارا ساتھ ہونا لازمی ہے۔ اور مجھے بھاڑ کا راستہ بھی نہیں پتہ۔ آو نہ میرے ساتھ بیٹھو گاڑی میں۔ دونوں کا ساتھ ہو جائے گا۔

دیکھو۔۔ میں تمہیں بہت آرام سے کہہ رہی ہوں چلے جاؤں یہاں سے تمہاری وجہ سے پہلے ہی میرا پہلا دن بہت خراب گزرا ہے۔ کتنی خوش تھی میں صبح۔ لیکن تمہاری وجہ سے سب کچھ ملیا میٹ ہو گیا۔ اب مزید مجھے پریشان نہ کرو چلے جاو تم۔ وہ اب تنگ آتی آرام سے بولی۔

ہاشم کچھ پل اسے وہی دیکھتا رہا۔ اور پھر کچھ سوچتے چلا گیا۔ جس پر اسوہ نے سکھ کا سانس لیا۔۔۔ اور کچھ ہی پل بعد اس کے بابا بھی آچکے تھے۔



اسے کیا ہوا۔ دلکش اسوہ کو چپ چاپ اپنے کمرے میں جاتے دیکھ کر اسعد سے بولی۔

پتہ نہیں۔ راستے میں بھی کافی دفعہ پوچھا میں نے۔ لیکن بس یہی کہتی رہی کہ تھک گئی ہے سر درد کر رہا ہے۔ اسعد صوفے پر بیٹھتے انہیں جواب دیتے بولے۔

ہممم۔ پہلا دن تھا نہ ہوگئی ہوگی تھکاوٹ۔ آپ بھی آرام کر لے تب تک میں اسوہ کو دیکھ لوں۔

شام کو سب لاؤنج میں بیٹھے تھے۔ رزم بھی اپنے والدین کے ساتھ آیا ہوا تھا۔

یہ اسوہ نظر نہیں آرہی۔ طبیعت تو ٹھیک ہے نہ اسکی۔ ناٹھ اس کی غیر موجودگی کا نوٹس لیتے بولی۔

جب سے یونی سے آئی ہے سوئی ہوئی ہے۔ سر درد تھا اسے۔ دلکش نے جواب دیا۔
لو آگئی اسوہ بھی۔ اسعد اسے آتا دیکھتے بولے۔

السلام علیکم۔ آتے اس نے سب کو سلام کیا۔

اور اسوہ کیسا گزرا آج کا دن۔ نائمہ نے ان سے پوچھا۔

اچھا گزرا ہے پھوپھو۔ اسوہ نے آرام سے جواب دیا۔

میں تمہیں لینے آیا تھا۔ کہ باہر چلتے ہیں کہیں گھومنے پھرنے اور تم سوئی ہوئی تھی۔ رزم نے اپنے آنے کا مقصد بتایا۔

اچھا تو اب چلی جائے گی ایسی کیا بات ہے۔ دلکش اس کی طرف دیکھتے بولی۔ جس پر وہ مسکرا دی۔

ٹھیک ہے تم بس میرا انتظار کرو۔ میں یوں گی اور یوں آئی۔ وہ ہر غرض اپنی وجہ سے کسی اور کو پریشان نہیں کر سکتی تھی۔



شلپنگ کرنے ، مووی دیکھنے اور ڈنر کرنے کے بعد ابھی رزم اسے ڈراپ کر کے گیا تھا۔ رزم کے ساتھ گزارے وقت میں وہ صبح کی تلخی بھول چکی تھی۔ اور اب دلکش اسعد کو اپنی شلپنگ دیکھاتے وہ اپنے کمرے میں آئی تھی۔

شلپنگ بیگ الماری میں رکھتے وقت اس کی نظر اپنی انگوٹھی پر پڑی۔ جو آج ہی رزم نے اسے لے کر دی تھی۔ اسے دیکھتے وہ مسکرا دی۔ بے شک رزم اس کیلئے سب سے بہترین تھا۔ وہ ہر لحاظ سے اسے سپیشل فیل کرواتا تھا۔ کیا کچھ نہیں دیکھتی تھی وہ اپنے لیے اس کی آنکھوں میں - عزت، محبت، یقین - ہمیشہ اس کا ساتھ دینے والا۔ کیرنگ۔ ہر اچھی صفت ہی تو تھی اس میں۔ اسے سوچتے وہ مسکرا دی۔

یو آر پرفیکٹ - رزم - رئیلی لو یو۔ وہ خود سے ہی بولتی مسکرا دی۔

فریش ہوتے وہ سونے کیلئے لیٹی۔ اور صبح کا سارا واقعہ اس کی آنکھوں کے سامنے سے گزرا۔ کتنا ڈھیٹ انسان تھا۔ بد تمیز گھٹیا۔ بولنے کی بھی تمیز نہیں اسے۔ اور دوسری طرف

میرا رزم ہے جو کبھی اتنا فضول بولنا تو دور اتنا گھٹیا سوچ بھی نہیں سکتا۔ میں بھی کتنی پاگل ہوں۔ کہاں بھولا بھالا سا رزم ہے اور کہاں وہ گھٹیا حاشر۔

(ایشال بھی کتنی پاگل ہے نہ کسی کو بھی اٹھا کر وہ ناول ڈال دیتی ہے)

وہ سب کڑوی سوچوں کو جھٹکتے رزم کو سوچتے سو گئی۔



اسوہ - شوٹا اٹھ جاو یونی نہیں جانا کیا۔ دلکش اس کے روم میں آتی کھڑکی سے پردے ہٹاتی بولی۔

ماما نیند آرہی ہے مجھے۔ سونے دیں۔ وہ منہ کمر سے دھکتی بولی۔
بیٹا دیر ہو جائے گی شاباش اٹھو۔ تم تو صبح سویرے اٹھ جاتی ہو۔ آج کیسے دیر ہو گئی۔
تمہارے بابا تمہارا انتظار کر کر کے چلے گئے جو گنگ پر۔

بس مامارات کو دیر سے نیند آئی تھی اسی لیے نیند پوری نہیں ہوئی۔ سونے دے نہ مجھے
- وہ اب کروٹ دوسری طرف لیتی غنودگی سے بولی۔

یونی نہیں جانا کیا۔

نہیں۔ میں نے نہیں جانا۔

بس اتر گیا بھوت پڑھائی کا۔ بن گئی سافٹ ویئر انجینئر۔ ہو گئے تمہارے خواب پورے۔
یوں سو سو کر تم خواب دیکھ سکتی ہو۔ لیکن خواب پورے نہیں کر سکتے۔

اف ماما ایک تو آپ ایموشنل بلیک میل کرتی ہے نہ قسمیں دل توڑ دیتی ہیں۔ نہیں سونا
میں نے۔۔ اور آج آپ مجھے تیار کریں گی یونی کیلئے۔ وہ بیٹھتی بولی۔

بابا بابا تم چھوٹی بچی ہو جو میں تیار کروں گی۔

جی میں بچی ہوں۔ اور آپ ہی تیار کریں گی بس۔

اچھا بابا میں ہی کر دوں گی۔ اب اٹھ کر شاور لے لو۔ یا شاور بھی میں ہی دوں۔ وہ الماری سے اس کے کپڑے نکالتے ہوئے۔

نہیں نہیں شاور میں لے لوں گی۔ یاد ہے مجھے بچپن میں آپ جیسے مارتی تھی نہ شاور دیتے وقت توبہ توبہ۔ وہ کانوں کو ہاتھ لگاتی سیدھا واشروم جاتی ہوئی بڑبڑائی۔ جو دلکش بآسانی سن سکتی تھی۔ اور وہ ہنس دی۔

اس کے بال بناتے اب وہ اسے اپنے ہاتھ سے ناشتہ کروا رہی تھی۔ جب ٹریکنگ ڈریس میں ملبوس اسعد آتے ہوئے نظر آئے۔

بابا وہی رک جائے۔ وہ چلائی۔ جسے سنتے دلکش اور اسعد دونوں اس کی طرف دیکھنے لگے۔

اپنے شوز ادھر ہی اتار کر آئیں۔ ورنہ آج اکیلے فرش دھونا پڑ جائے گا۔

جسے سنتے وہ دونوں ہی مسکرا دیے۔



کپڑے تبدیل کرتے وہ بھی ناشتے کی میز پر آئے۔

واہ بھئی پارٹی بدل لی تم نے۔ وہ دونوں ماں بیٹی کو یوں پیار سے باتیں کرتے دیکھ کر بولے۔

کیوں آپ جیلس ہو رہے ہیں۔ اسوہ انہیں چڑاتے بولی۔
نہیں بھئی ہماری اتنی مجال جو ہم آپ سے جیلس ہوں۔
اور یونہی ہلکی پھلکی نوک جھونک میں سب نے ناشتہ کیا۔

اسعد ابھی اسوہ کو یونی چھوڑ کر گئے تھے اور وہ وہی کھڑی عائشہ کا انتظار کر رہی تھی۔ کیونکہ کل جو ہوا اس کے بعد وہ اکیلی نہیں جانا چاہتی تھی۔ ابھی وہ اس کا انتظار ہی کر رہی تھی جب اس کے فون پر رزم کی کال آئی۔

کیسی ہو۔ فون سے آواز گونجی۔
پیاری۔ شوخیہ جواب دیا گیا۔

ہاہاہاہا۔ خوش فہمی ہے میڈیم کی۔ میں تم سے زیادہ پیارا ہوں۔

ہاں تو تم بھی تو میرے ہو۔ بے اختیار اس کی زبان پھسلی تھی۔ بات مکمل کرتے وہ اپنی زبان دانتوں تلے دبا گئی۔ اور دل کی دھڑکنیں منتشر ہو گئی۔ اس کا جواب پاتے رزم کے ہونٹوں پر گہری مسکان آئی۔

میرے خیال سے میں شاید ابھی بھی نیند میں ہی ہوں۔ رزم لبوں پر مسکراہٹ سجائے بولا۔

رزم مم۔ میں بعد میں بات کرتی ہوں۔ عائشہ آگئی ہے۔ کہتے اس نے فون بند کر دیا۔ اور شکر کا سانس لیا۔

اسوہ تم ایک دن اپنی زبان کی وجہ سے بہت پٹنے والی ہو۔ اس نے خود کو ہی ایک تھپڑ جھڑا۔

ہائے۔ عائشہ اسے دیکھتے بولی۔
ہائے۔ مسکراتے اس نے جواب دیا۔

یہ تم اتنی ریڈ کیوں ہو رہی ہو۔ خیریت تو ہے نہ۔ وہ اس کے لال گلابی گال دیکھتے بولی۔
جو سفید رنگت پر اور بھی نمایاں ہو رہے تھے۔
ہاں ہاں ایسی کوئی بات نہیں تم چلو۔



ابھی اسوہ اور عائشہ یونی داخل ہوئی ہی تھی کہ ایک بچہ اسوہ کے پاس آیا۔۔ اب یہ بچہ یونی میں کیوں تھا وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔
اس کے یوں روکنے پر اسوہ نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا جیسے اس کے روکنے کی وجہ پوچھ رہی ہو۔

بچے نے ہاتھ میں پکڑا گلاب کا پھول اس کی طرف بڑھایا۔ جو اس نے نا سمجھی سے پکڑا۔
ویلکم ہیئر۔ بچے نے یہ دو الفاظ ادا کیے۔ اور بھاگ گیا۔ اور اسوہ نا سمجھی سے بس دیکھتی رہ گئی۔

کون تھا یہ۔ اور یہ پھول کیوں دے گیا مجھے۔ وہ عائشہ کو دیکھتے بولی۔ اور وہ بھی لب دبائے کندھے اچکا گئی۔

اور اب وہ ہاتھ میں پھول پکڑے اسے دیکھتے دس قدم آگے بڑھی تھی کہ پھر ایک اور بچہ اس کے سامنے آیا۔ اس کے ہاتھ میں بھی ایک گلاب تھا۔

جو اس نے اسوہ کو پیش کیا۔ اور اس نے تھام لیا۔
ویلم ہئیر۔ اس بچے نے بھی پرانے الفاظ دہرائے اور یہ جا وہ جا۔ اور اسوہ سنو سنو کرتی رہ گئی۔

اور اس طرح آئیڈیوٹیم تک پیچھے پیچھے سات پھول اسے مل چکے تھے۔

ابھی وہ آئیڈیوٹیم پہنچی ہی تھی کہ چھت پر لگے چھوٹے چھوٹے فانوس اور پنکھوں سے گلاب کی پتیاں گرنے لگی۔ اور وہ حیران پریشان چلتی کمرے کے وسط میں آئی۔ اب جہاں چاروں طرف پھول بکھرے ہوئے تھے۔ اور اب بھی پھولوں کی برسات ہو رہی تھی۔ فانوس کچھ اس طرز کے تھے وہ ہلکے ہلکے گھوم رہے تھے۔ اور ساتھ ساتھ پتیاں نیچے گرا

رہے تھے۔ یقیناً یہ فانوس کل لگائے گئے تھے۔ کیونکہ کل تک اسے چھت پر پنکھوں اور اے سی کے علاوہ کچھ نظر نہیں آیا تھا۔

سفید فراک میں ملبوس ہاتھ میں گلاب کے پھول پکڑے ان گلاب کی پتیوں کے نیچے اس خوابناک ماحول کا حصہ لگ رہی تھی۔ سب محسوس کرتے اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی۔ اور بے اختیار خود پر ہاتھوں پھولوں کی برسات کو محسوس کرتے وہ چہرہ اوپر اٹھائے گھومنے لگی۔۔۔۔ اور دوسری طرف یہ نظارہ کوئی دیکھتے دل میں قید کر رہا تھا۔

گھومتے اس کی نظر دیوار پر پڑی۔ اور اس کی مسکراہٹ سمٹ سی گئی۔

ویلکم ٹو مائے ہارٹ سویٹ ہارٹ۔ دیوار پر لکھے گئے الفاظ کے ساتھ ساتھ اسے اپنے عقب سے بھی کسی کی آواز آئی۔

نیچھے مڑتے اس کی نظر حاشر پر پڑی جو مسکراتے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

اور وہ اپنے مخصوص سٹائل میں بازو کہنیوں تک فولڈ کرتے اپنی گردن دونوں طرف گھوماتے
اسوہ کی جانب قدم بڑھا رہا تھا۔

مجھے لگتا تھا تمہاری آنکھیں ہی قاتلانہ ہے۔ لیکن میں غلط تھا۔ تمہاری تو سماء بھی کلر
ہے باس۔ وہ چھچھور پن سے بولا۔

کیسا لگا میرا سٹائل ویلکم کرنے کا سویٹ ہارٹ۔ اب وہ اسے خاموش پاتے خود ہی پوچھنے
لگا۔

انتہائی بکواس اور فضول۔ اور دوبارہ مجھے ان گھٹیا الفاظ سے بلایا نہ تو میں تمہارا منہ توڑ دوں
گی۔ ہٹو میرے راستے سے چیپ انسان۔ پتہ نہیں کہاں سے بیچھے پڑ گیا ہے۔ وہ خونخوار
لجے میں بولی۔ اور گلاب کے پھول اسے مارتی وہاں سے نکلی۔

پوری شیرینی ہے۔ حاشر اس کے جاتے ایک دفعہ پھر مسکرا دیا۔



آج یونی سے چھٹی تھی۔ اسوہ دلکش کے ساتھ شاپنگ پر آئی تھی۔ اسعد بھی کام کے سلسلے میں شہر سے باہر گئے تھے۔ اور کچھ دنوں بعد اسعد کے دوست کی بیٹی کی شادی تھی۔ اور پوری فیملی شادی پر مدعو تھی۔ اسی لیے دونوں ماں بیٹی فرصت سے شاپنگ کرنے میں مصروف تھی۔

اسوہ کا بار بار محسوس ہو رہا تھا کہ وہ کسی کی نظروں کی تپش میں ہے لیکن اپنا وہم سمجھ کے جھٹک دیتی۔

اما۔ اب پہلے کچھ کھا لیتے ہیں باقی کھانا کھا کر کر لیں گے شاپنگ۔ اسوہ اب بھوک سے نڈھال ہوتی بولی۔ دلکش نے بھی حامی بھر لی۔ اور اب دونوں مال سے باہر کسی قریبی ریسٹورانٹ میں کچھ کھانے کیلئے جا رہے تھے۔



حاشر جو صبح سے گھر رہ کر بور ہو رہا تھا۔ عمر اور عزیزم کے ساتھ وقت گزاری کیلئے شاپنگ کرنے آیا تھا۔ لیکن یہاں آکر تو مانو اس کی قسمت ہی جاگ گئی تھی۔ کیونکہ جس کی یاد میں وہ صبح سے بے چین ہو رہا تھا وہ اسے یہاں مل گئی تھی۔ پہلے تو اسے اسوہ کو یہاں دیکھ اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ اسوہ کو دیکھ رہا ہے۔ لیکن اس کی حیرانگی خوشی میں بدل گئی اس کی موجودگی میں۔ وہ اپنی شاپنگ بھلاے اب اسوہ کا پیچھا کر رہا تھا۔ اور اس کی ایک ایک حرکت کو دل میں اتار رہا تھا۔ اور اسی کے ساتھ عمر اور عزیزم بھی خوار ہو رہے تھے۔

ویسے حاشر۔ بھابی کے ساتھ ساتھ ان کی ماں بھی بہت پیاری ہے۔ ماشاء اللہ بڑی بہن لگ رہی ہیں۔ عمر دلکش کو دیکھتے بولا۔

شرم کر خبیث انسان۔ میرے ہونے والی ساس ہی ملی تھی تجھے۔ عزت کی نگاہ سے دیکھ انہیں ورنہ تیری آنکھوں نکال دوں گا۔

حاشر اسوہ اور دلکش کا پیچھا کرتا بولا جو اب مال سے باہر نکل رہی تھی۔

دفعہ ہو۔ میں جینوں بات کر رہا تھا بس۔ ورنہ اللہ معاف کرے وہ میری ماں جیسی ہیں۔
عمر کڑھتا بولا۔

ویسے حاشر بھابھی کی کوئی بہن ہوئی نہ تو میری بھی بات فکس کر دی۔ یار میں تو ان دونوں کو دیکھ کر ہی دوسری بہن پر فدا ہو گیا ہوں۔ عزیزم حاشر کے پیچھے چلتا بولا۔

دونوں ہی خبیث ہو۔ نکلویہاں سے مجھے نظر نہ آنا۔ ایک کی میری ساس پر نظر ہے تو دوسرے کی میری سالی پر جو اس دنیا میں آئی ہی نہیں۔ حاشر انہیں صلواتیں سنانے لگا۔

کیا مطلب دنیا میں نہیں آئی۔ دونوں بیک وقت الجھن سے بولا۔

مطلب یہ کہ اکلوتی اولاد ہے میری شیرنی۔ وہ ابھی بھی انہی کا پیچھا کر رہے تھے۔

کیا ایا۔ مطلب کیوں۔ اور ہونے چاہیے تھے نہ۔ مجھے یقین ہے بھا بھی سے بھی اچھے
پیس پیدا کرنے تھے۔ تیری ساس نے۔ عمر رنج سے بولا۔

حاشر انہیں گھورتا ہی رہ گیا۔

دفعہ ہو تو ان کا پیچھا کر اب ہم جارہے ہیں شاپنگ کرنے اندر۔ ہمیں کیا ملنا ہے اب
پیچھا کر کے۔ عمر اور عزیزیم حاشر کو بھی مال سے باہر نکلتا دیکھ بولے۔

اور وہ سنی ان سنی کرتا ان کے پیچھے چل پڑا جو شاید سامنے والے ریسٹورنٹ جارہی تھی۔



السلام علیکم ممانی۔ کیسی ہو اسوہ۔ رزم جو شاید کہیں جا رہا تھا اسوہ اور دلکش کو دیکھ کر
گاڑی روکتے بولا۔

وعلیکم السلام بیٹا۔ کیسے ہو۔ وہ دونوں بھی اسے دیکھ کر خوش ہوئی تھی۔

کہاں جا رہے تھے آپ لوگ۔ وہ اب باقاعدہ گاڑی سے اتر آیا تھا۔
ہم بس شاپنگ کر کے اب کچھ کھانے کیلئے سامنے ریسٹورنٹ جا رہے تھے۔

آؤ بیٹا تم بھی ہمیں جوائن کرو مجھے اچھا لگے گا۔ دلکش خوشدلی سے بولی۔

نہیں ممانی آپ لوگ استخوانے کریں میں بس گھر کی طرف ہی جا رہا تھا۔ وہ خوشدلی سے
انکار کرتا بولا۔

نہیں اب تم مل گئے ہو تو ہمیں جوائن کرنا ہی پڑے گا ورنہ میں ناراض ہو جاؤں گی۔
اسوہ مان سے بولی۔

اور رزم کہاں اس کی ناراضگی برداشت کر سکتا تھا۔ اسی لیے اس کی خوشی کیلئے ان کے
ساتھ چل پڑا۔

یہ لومڑ کون ہے میری شیرنی کے پاس۔ حاشر کار کی پشت پر کھڑا چھپ کر انہیں دیکھ رہا تھا۔

بھائی ہوگا۔ اس نے دل میں ہی اپنے سوال کا جواب دیا۔ نہیں بھائی تو نہیں ہو سکتا اکلوتی اولاد ہے میری شیرنی۔

دل میں ایک اور خیال آیا۔ یقیناً کوئی کزن ہوگا۔ لیکن خزانہ بھی تو بھائی ہی ہوتا ہے۔ لیکن اتنی نزدیکی میں افورڈ نہیں کر سکتا ہے۔ کرنا پڑے گا کچھ اس بھائی جی کا بھی۔ چل کوئی نہیں حاشر۔ اکلوتا سالا ہے تیرا۔ اتنا ہنسی مزاق تو چل ہی سکتی ہے۔ وہ خود ہی سوچ رہا تھا۔ اور خود ہی اپنے خیالات کی نفی کر رہا تھا۔ وہ اپنے خیالات میں ہی گم تھا اور وہ سب ریسٹورنٹ جا چکے تھے۔

اووو۔ یہ تو سب اندر جا چکے ہیں۔ چل حاشر تم ادھر ہی انتظار کرو اپنی شیرنی کا۔ یہ نہ ہو میں اندر جاؤں اور شیرنی مجھے دیکھ کر جھپٹ پڑے۔ اسی لیے یہی کھڑے ہو کر انتظار کرو۔

عشق بھی کیا چیز ہے۔ کوئی یقین کرے گا میں حاشر شاہ جس کے پیچھے لڑکیاں مرنے سے آج وہی لڑکا کسی لڑکی میں ڈوب کر دھوپ سیجھ رہا ہے۔ حاشر رومال سے پسینہ صاف کرتا آنکھوں پر سن گلاسز لگائے پوری وجاہت لیے ریسٹورینٹ کے باہر کھڑا تھا۔



ریسٹورنٹ سے فارغ ہوتے وہ سب اب باہر نکل رہے تھے۔
چلیں میں آپ دونوں کو گھر ڈراپ کر دیتا ہوں۔ رزم ریسٹورنٹ سے باہر نکلتا بولا۔

نہیں ابھی ہم نے کچھ شاپنگ کرنی ہے۔ اسی لیے تھوڑی دیر لگ جائے گی۔ اسوہ بولی۔

نہیں مجھ میں اب مزید چلنے کی ہمت نہیں ہے بیٹا۔ ایک کام کرو۔ میں گاڑی میں بیٹھتی ہوں تم دونوں جا کر شاپنگ کر آؤ۔ میں انتظار کرتی ہوں۔ جیسے سنتے رزم اسوہ دونوں نے حامی بھر لی۔ اور دلکش بھی گاڑی میں بیٹھ گئی۔

دونوں مال کی طرف جا رہے تھے۔ اسوہ سڑک کی جانب تھے۔ دونوں ہنستے مال کی طرف جا رہے تھے۔

ابھی وہ دونوں جا ہی رہے تھے کہ اچانک پیچھے سے ایک لڑکا۔ اور اسوہ کے شولڈر سے پرس کھینچ کر بھاگنے کی کوشش کی۔ لیکن چور کی بد قسمتی تھی کہ پرس کی ایک سٹریپ اس کے ہاتھ اور دوسری سٹریپ اسوہ کے شولڈر پر رہ گئی۔

اب اسوہ حیران پریشان اپنا پرس کھینچ رہی تھی۔ اسوہ پرس چھوڑ دو جانے دو اسے۔ رزم چور کے ہاتھ میں پستل دیکھ کر بولا۔ اب لوگ بھی جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔

نن۔ نہیں میں نہیں چھوڑوں گی یہ تم نے مجھے گفٹ کیا تھا۔ اسوہ۔ اپنا پرس کھینچتی بولی۔

چھوڑ دو اسوہ۔ میں ایسا اور دلوا دوں گا۔ لیکن چھوڑ دو۔ اور اسوہ ابھی بھی نفی میں سر ہلا رہی تھی۔ اور چور کے ہاتھ میں گن کی وجہ سے کوئی دوسرا بھی مدد کو آگے نہیں بڑھ رہا تھا۔

پرس کھینچنے کی تگ و دو میں چور نے ایک زوردار دھکے اسوہ کو دیا اور وہ لڑکھڑاتی سڑک پر گری اور اس کی چیخ بلند ہوئی۔ ابھی چور پرس اٹھاتا بھاگنے کیلئے مڑا تھا کہ ایک زوردار لکے سے وہ زمین بوس ہوا۔

حاشر نے اسے زمین سے اٹھایا اور اس دفعہ الٹے ہاتھ کا طمانچہ مارا اور وہ لڑکھڑاتا زمین پر گرا۔ ایک دفعہ دوبارہ پھر اسے اٹھایا اور تمپڑ گھونسوں کی برسات کر دی۔

دوسری طرف اسوہ ہونک بنی حاشر کو دیکھ رہی تھی جو گلی کے غنڈوں کی طرح مار پیٹ کر رہا تھا۔

پرس دے - حاشر مارتا اسے اسوہ کے سامنے لایا اور غرایا۔
 بلکتے چور نے پرس اسوہ کو پکڑایا - جیسے اسوہ نے تھام لیا۔
 چل بیٹا تیرا باقی کا علاج پولیس سٹیشن جا کر کرواتا ہوں - حاشر اسے گردن سے پکڑنا بولا۔

ٹھینک یو سر۔ آپ نے ہمارے لیے اتنا کچھ کیا۔ رزم حاشر سے بولا۔

ویلم - ویسے میرا خیال ہے ہر ایک مرد کو اتنا مضبوط ضرور ہونا چاہیے کہ وہ اپنی گھر کی عورت کی حفاظت کر سکے۔ حاشر اسوہ کا جائزہ لیتا بولا۔ جس کی کہنی پر چوٹ لگی تھی۔

خیر میں چلتا ہوں۔ کہتے حاشر نے بغیر ان کی بات سنے چور کو گردن سے پکڑتے لیجانے لگا۔

یہ طنز تھا یا نصیحت رزم کی کچھ سمجھ نہ آیا لیکن آسودہ اس بات کا مطلب اچھے سے سمجھ چکی تھی - اور جانے انجانے میں وہ اس کا احسان لے چکی تھی جو اسے سلگا گیا تھا۔
 اب اسے رزم پر بھی غصہ آ رہا تھا کہ وہ ایسے کیوں نہیں لڑسکا جیسے حاشر اس کیلئے لڑا۔



کہنی پر چوٹ لگنے کی وجہ سے رزم اسوہ کو لیکر ہسپتال چلا گیا۔ دلکش بھی ساتھ تھی۔ اسوہ کو ہلکا فریکچر ہوا تھا۔ مرہم پی کے بعد اب سب گھر جا رہے تھے۔ گھر پہنچتے ہی دلکش نے سب سے پہلے اسوہ کا صدقہ اتارا تھا۔ اسعد بھی آدھی چھٹی لیکر گھر آچکے تھے۔ اور حب سے آئے تھے اسوہ کے پاس بیٹھے تھے۔ نائمہ اور وسیم بھی آچکے تھے۔ اور سب اسوہ کے گرد بیٹھتی تھیں۔

اوہو آپ سب ایسے ری ایکٹ کر رہے ہیں جیسے اللہ معاف کرے میرا بہت بڑا ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔ اسوہ سب کو دیکھتے بول رہی تھی۔ جو کبھی کوئی اسے سوپ پینے کو دیتا، کوئی پھل دے رہا تھا، کوئی دوائی دے رہا تھا۔

بکواس بند کرو اپنی۔ مار کھاؤ گی مجھ سے۔ ایک تمہاری بیوقوفی کی وجہ سے فریکچر کروا کر بیٹھ گئی ہو۔ جب رزم کہہ رہا تھا پرس چھوڑ دو تو تم کیوں ہیروئین بنی تھی۔ دلکش نے اسے ڈپٹا۔ جس پر اسوہ نے منہ بنایا۔

پاپا۔ آسودہ نے اسعد کی طرف دیکھا۔ وہ بھی اسے ہی گھور رہے تھے۔ جو ناراضگی کا اظہار تھا۔ اور اب اس سے دلکش اور اسعد کی ناراضگی برداشت نہیں ہو رہی تھی۔

آہ ہ ہ ہ ہ۔ وہ بازو پکڑتے زور سے چلائی۔
کک۔ کیا ہوا میری جان۔

کک۔ کیا ہوا شونا۔

دلکش اور اسعد دونوں بیک وقت فکر مندی سے بولے۔ اسعد نے اسے گلے لگا لیا۔ اور دلکش بھی جلدی ڈاکٹر کو فون کرنے لگی۔ اور اب اسوہ دل ہی دل میں اپنی کاروائی پر خوش ہو رہی تھی۔ کیونکہ اب دونوں ہی ناراضگی بھلائے اسوہ کی دیکھ بھال میں مصروف تھے۔



سب اسوہ کو کمرے میں چھوڑ کر باہر آگئے تھے تاکہ اب وہ کچھ دیر آرام کر سکے۔ ابھی اسوہ کی آنکھ لگی ہی تھی کہ فون کی آواز نے خلل ڈالا۔ موبائل سکرین پر جگمگاتے ان نون نمبر کو دیکھ کر اس کے ماتھے پر بل آئے۔

آنکھیں میچتی کال پک کرتے فون اس نے کان سے لگایا اور سر اپنا پیچھے ٹکا دیا۔

کیسی ہو۔ بھاری گھمبیر آواز فون سے گونجی۔

تم۔ تمہیں میرا فون نمبر کہاں سے ملا۔ وہ اسکی آواز سنتی سیدھا ہو کر بولی۔

جو پوچھا ہے وہ بتاؤ۔ باقی بعد میں تفتیش کر لینا۔

کہنی کا درد کیسا ہے۔ زیادہ درد تو نہیں ہو رہا نہ۔ اور کیا ضرورت تھی تمہیں شیرنی بننے کی۔
اور وہ ساتھ لومڑ کون تھا۔

سلگ ہی تو گئی تھی وہ اس کی باتیں سنتے اور رزم کیلئے ایسے الفاظ سنتے۔

زیادہ میرے باپ بننے کی کوشش نہ کروں۔ اپنی حد میں رہو۔ اور آئندہ رزم کیلئے ایسے
الفاظ استعمال کیے تو تمہارے منہ کے نقشے بگاڑ دوں گی۔ وہ بھی اسوہ تھی۔ کہاں
برداشت کرتی تھی وہ کچھ۔ اور حاشر سے تو اس کی دشمنی تھی۔

تمہارا باپ نہیں شوہر بننے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اور شوہر کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ اسے
سب چیزوں پر اختیار ہوتا ہے۔ اور رہی بات اس لومڑ کی تو میرے نقشے بگاڑنے سے
پہلے اس کے نقشے بگاڑ دوں گا۔ آئندہ احتیاط کرنا۔ وہ بھی سنجیدگی سے بولا۔

دفعہ ہو جاؤ بد تمیز انسان۔ دوبارہ مجھے کال نہ کرنا۔ کہتے اس نے فون بند کیا۔ اور سب سے
پہلے اس کا نمبر بلاک کیا تاکہ دوبارہ اس کی کال نہ آسکے۔



رزم جو ابھی اسوہ کے کمرے میں کھانا لیکر داخل ہوا تھا اسوہ کو غصے میں دیکھ کر پریشان ہوا۔

کیا ہوا ڈول۔ غصے میں کیوں ہو۔ وہ کھانے کی ٹرے ٹیبل پر رکھتے اس کے قریب ہو کر بیٹھا۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے بس ویسے ہی اس چور کا سوچ رہی تھی تو غصہ آگیا۔ اسوہ روکھے سے لہجے میں بولی۔ شاید حاشر کی باتوں کا اثر ابھی تک تھا۔

اسوہ - وہ آئی ایم سوری۔ رزم اس کا ہاتھ تھامتے شرمندہ سا بولا۔
کیوں - تم کیوں سوری بول رہے ہو۔

آج جو ہوا۔ اس کیلئے میں تمہاری سیفی نہیں کر سکا۔ کاش اس لڑکے کی جگہ میں تمہارے لیے لڑتا۔ لیکن پرسنلی بتاؤں میں خود بہت گھبرا گیا تھا۔ ایسی سچویشن کبھی فیس ہی نہیں کی میں نے کینڈا میں۔ وہی شرمندہ سے لہجے میں بولا۔

اوہو۔ رزم تم ایسے کہہ کر شرمندہ نہ کرو آئی نو تم بیٹی کالم اور پیس فل ہو۔ اور یہی عادت تو مجھے تمہاری اچھی لگتی ہے۔ مارنے پیٹنے والے لڑکے زہر لگتے ہیں مجھے۔ بس تم سوری نہ بولو۔ مجھے اچھا نہیں لگتا۔ وہ مسکراتی اس کی پریشانی زائل کر گئی



حاشر جو دو گھنٹے سے باہر گیٹ پر کھڑا اسوہ کا انتظار کر رہا تھا اب صحیح معنی میں تنگ آچکا تھا۔ وہ صبح سات بجے ہی سے گیٹ پر کھڑا تھا جب کوئی سٹوڈنٹ نہیں تھا اب تقریباً یونیورسٹی بھر چکی تھی لیکن وہ تھی کہ آنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔ اب اس کے دل میں وسوسے پیدا ہو چکے تھے۔

پتہ نہیں کیسی طبیعت ہوگی۔ کہیں چوٹ زیادہ تو نہیں لگ گئی۔ ایڈیٹ نے بلاک بھی کر دیا ہے۔ اسے اب غصہ آ رہا تھا۔

اچانک اس کی نظر گیٹ سے آتی عائشہ پر پڑی۔ وہ فوراً اس کی جانب لپکا۔

دوست کہاں ہے تمہاری۔ بغیر سلام کیے، بغیر کوئی اور بات کیے وہ اس کے کان کے قریب غرایا۔ جس پر عائشہ بوکھلا سی گئی۔

کک۔ کون سی دوست۔ وہ ہرٹربڑا ہٹ میں سمجھ ہی نہیں سکی۔

اسوہ کی بات کر رہا ہوں میں۔ وہ اسے آنکھیں دیکھاتا بولا۔
مم۔ مجھے نہیں پتہ۔

کیسی دوست ہو۔ جو تمہیں اس کے آنے جانے کا نہیں پتہ۔ جلدی اسے کال کرو اور پوچھو اس سے۔ وہ کیوں نہیں آئی۔ اور فون سپیکر پر کرو۔

اور عائشہ نے جھٹ سے کال کی۔

دوسری رنگ پر ہی فون اٹھا لیا گیا۔

السلام علیکم عائشہ۔ اسوہ فون اٹھاتے گویا ہوئی۔ اس کی آواز سنتے حاشر کے دل میں سکون اترتا۔

وعلیکم السلام۔ کہاں ہو اسوہ آئی نہیں تم۔ عائشہ حاشر کی طرف دیکھتی بولی جس کی ساری توجہ فون پر تھی۔

یار بس ہاتھ فریکچر ہو گیا ہے میرا۔ تو بابا نے آنے نہیں دیا۔ اب کچھ دن چھٹی کروں گی۔

اس کی بات سنتے حاشر کا سارا سکون چھو منتر ہوا۔ دل اسے دیکھنے کیلئے بے چین تھا۔ اور وہ تکلیف میں تھی۔ وہ خود کو بے بس محسوس کر رہا تھا۔

اوہو یہ کب ہوا۔ عائشہ نے تشویش سے پوچھا۔

اسوہ نے اسے سارا کل والا واقعہ بتایا۔

اوہہ مطلب حاشر نے مدد کی تمہاری۔ عائشہ اسے دیکھتے بولی۔

ہاں کی تھی۔ لیکن فائدہ اس کی مدد کا ہاتھ تو میں توڑوا کر بیٹھ گئی ہوں نہ۔۔ اور ویسے بھی وہ فضول انسان لڑنے مرنے کے علاوہ کر ہی کیا سکتا ہے۔ اسوہ تو شروع ہو چکی تھی۔ محاز کھول کر بیٹھ گئی تھی۔ حاشر کے خلاف۔ اور عائشہ کے تو چہرے کے رنگ اڑ گئے تھے۔ لیکن اسوہ کے ایک ایک لفظ پر حاشر کے چہرے پر مسکراہٹ گہری ہو رہی تھی۔



تین دن گزر گئے تھے اسوہ کو چھٹی کرتے۔ حاشر کا دل بے چین تھا۔ وہ روزانہ صبح سات بجے یونی گیٹ کے باہر کھڑا ہوتا اور شام چھ بجے کے بعد واپس جاتا۔ عمر اور عزیزیم اس کیلئے پریشان تھے۔ آج سے پہلے انہوں نے کبھی بھی حاشر کو اس طرح نہیں دیکھا تھا۔ پہلے پہل تو وہ بس اسوہ کیلئے اٹریکشن ہی سمجھ رہے تھے۔ لیکن انہیں حاشر کی اس قدر دیوانگی کا اندازہ نہ تھے۔ اور انہیں یقین ہو چکا تھا جب تک اسوہ نہیں آتی حاشر روزانہ

ایسے ہی اس کا انتظار کرے گا۔ اور اب صحیح معنوں میں وہ پریشان تھے۔ اور اب انہیں ہی کچھ نہ کچھ کرنا تھا۔

حاشر چل اٹھ ایک جگہ جانا ہے۔ عمر اسے گیٹ کے باہر کرسی پر بیٹھے دیکھ کر بولا۔

میں کہیں نہیں جاؤں گا۔ یہی رہوں گا۔ وہ بے رخی سے بولا۔

یہاں بیٹھ کر چوکیداری بعد میں کر لی چل پہلے بھا بھی سے ملوا کر لاؤں۔ عزیزم بولا۔

حاشر نے جھٹ سے اپنی گردن اٹھائی۔

کک۔ کیا مطلب۔ کہاں جانا ہے۔ وہ فوراً اٹھا تھا۔

اسوہ سے ملنے۔ جبکہ اس کا نام لینے پر حاشر نے اسے گھورا۔

خبردار جو اس کا نام بھی اپنی زبان پر لائے۔ زبان نکال کر ہتھیلی پر رکھ دوں گا۔ وہ تھا ہی

ایسا محبت کر بیٹھا تھا اب بھلا کیسے اس کا نام کسی اور کی زبان سے برداشت کر سکتا تھا۔



یہ دو گھنٹے سے تم مجھے پہر اداری کرنے کیلئے لائے ہو۔ حاشر اب تپ کر بولا۔ کیونکہ وہ
پچھلے دو گھنٹے سے اسوہ کے گھر کے سامنے کھڑا تھا۔

تو باس جاو اندر بھا بھی سے مل لو۔ ہم باہر کھڑے انتظار کر رہیں ہیں۔ وہ بھی اب تپ
کر بولے تھے۔

گھر کے اندر جانا ہوتا تو تین دن پہلے چلا جاتا۔ اس نے مجھے دیکھ کر چیخنا ہے اور میں
نہیں چاہتا میرا میج خراب بنے اس کے گھر والوں پر۔ بے شک وہ دور کی سوچ رکھتا تھا۔

ٹھیک ہے یار۔ لیکن اب ہم بھا بھی کو گھر سے باہر کیسے لائیں۔ اگر ملنا ہے تو اندر تو جانا
پڑے گا نہ۔ وہ بھی بے چاگی سے بولے۔ کیونکہ انہیں بھی پتہ تھا اب حاشر اسوہ کو

دیکھے بغیر جانے والا نہیں ہے۔ اور اندر اسے نے جانا نہیں اور باہر اسوہ نے آنا۔ اور وہ دونوں لاچار ایک دوسرے کی شکل دیکھ رہے تھے۔۔

اب تیسرا گھنٹہ شروع ہو چکا تھا اب تو لوگ بھی انہیں مشکوک نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ عمر اور عزیزم کو بھی فکر کھائے جا رہی تھی۔ اور رہ رہ کر خود پر غصہ آ رہا تھا جو وہ حاشر کو یہاں لائے۔

حاشر سب سے بے نیاز کچھ سوچتا ٹھل رہا تھا۔ جب اس کی نظر ڈلیوری بوائے پر پڑی۔ فوراً اسے ایک خیال آیا۔ اور اب وہ اپنے خیال کو عملی جامہ پہنانے لگا۔



دروازے پر گھنٹی کی آواز سے اسعد نے دروازہ کھولا اور سامنے کھڑے ڈلیوری بوائے کو دیکھا، جس کے چہرے پر ماسک لگا تھا۔

اسلام علیکم۔ حاشر نے اپنے سامنے کھڑے اسعد کو دیکھ کر سلام کیا۔
وعلیکم السلام۔ جی بولیے۔ اسعد اس کا جائزہ لیتے بولے۔

میں یہاں پیزہ ڈلیوری کیلئے آیا ہوں۔

کیا۔ لیکن یہاں تو کسی نے بھی آرڈر نہیں کیا۔ وہ اس کی بات سنتے گویا ہوئے۔
ایسا کیسے ہو سکتا۔ ہمیں یہاں سے کال آئی تھی۔ آپ اندر سے کسی سے پوچھ لیں۔
شاید آپکو نہ پتہ ہو۔ حاشر نے کہا۔

بات سنتے اسعد نے دروازہ کھولا۔ اور لاؤنج میں بیٹھی اسوہ کو آواز دی۔
پرنس آپ نے پیزہ آرڈر کیا ہے کیا۔ اسعد نے اس سے پوچھا۔

نہیں پاپا۔ میں نے کوئی آرڈر نہیں کیا۔

تین دن بعد اس کی آواز سنتے حاشر کا دل دھڑکا۔ بے اختیار اس کی نظر اندر لاونج پر گی جہاں وہ دائیں ہاتھ پر پلاسٹر چڑھائے صوفے پر ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ اسے دیکھتے حاشر کے دل میں سکون اترتا۔ اس کے بے قرار دل کو چین آیا۔ اور وہ مسہوت سا اسے دیکھے گیا۔

سوری یہاں کسی نے آرڈر نہیں کیا۔ اسعد کی آواز نے اس کی نظروں کا زاویہ بگاڑا۔

لیکن سر یہ آپکا ایڈریس ہے۔ دیکھے ہمیں یہاں سے ہی کال آئی تھی۔ حاشر کا ابھی دل نہ بھرا تھا۔ اسی لیے اس نے بحث شروع کی۔

اسعد نے وہ چٹ پکڑی اور پڑھنے لگے جبکہ حاشر ایک دفعہ دوبارہ اسوہ کو دیکھنے لگا۔ لیکن اس دفعہ دیکھتے اس کی آنکھوں میں چمک کی بجائے غصہ عود آیا۔ جب اس نے اسوہ کے بالکل ساتھ رزم کو بیٹھے دیکھا جو اسے کچھ کھانے پر مجبور کر رہا تھا۔ ضبط سے اس نے اپنی مسٹیاں بھینچی۔ اور ہاتھ میں پکڑے پیزہ کے ڈبے وہی پھینکتے چلا گیا۔ جبکہ اچانک

افتاد پر اسعد بوکھلاے - اور بے اختیار حاشر کو دیکھنے لگے جو اب خارجی دروازے سے باہر نکل رہا تھا -

بد تمیز - رزق کا بھی خیال نہیں ہے - اسعد غصے سے بولتے وہ ڈبے اٹھا کر دروازہ بند کرتے اندر لائے -

عمر اور عزیز جو باہر کھڑے حاشر کا انتظار کر رہے تھے اسے یوں آتا دیکھ پریشان ہوئے -

کیا ہوا حاشر - سب ٹھیک تو ہے نہ - وہ پریشان سے بولے -

بکواس بند کرو اپنی - چپ چاپ گاڑی چلاؤ - اور زبان بند رکھنا اپنی ورنہ تم دونوں کی خیر نہیں - وہ تن فن کرتا گاڑی میں بیٹھا اور عمر عزیز بھی خاموشی سے حامی بھرتے ساتھ بیٹھے -



ایک ہفتے بعد اس کا پلاسٹر کھولا گیا تھا۔ اور اب اس کا بازو بالکل ٹھیک تھا اور اب وہ ایک ہفتہ دو دن بعد یونی کیلئے تیار ہو رہی تھی۔ ان دنوں میں سب نے اس کا بہت خیال رکھا تھا۔ اور رزم نے بھی اس کی کافی دیکھ بھال کی تھی۔ اور وہ اس کے دل کے اور قریب ہو چکا تھا۔ رزم کا سوچتے ایک دفعہ پھر اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

تیار ہوتے وہ ناشتے کی میز پر آئی جہاں اسعد اور دلکش اسی کا انتظار کر رہے تھے۔ وہ مسکراتے دونوں کے پاس آئی۔ اور ناشتے میں مصروف ہو گئی۔ ناشتے سے فارغ ہوتے اسعد اسے یونی چھوڑنے کیلئے نکلے۔

یونیورسٹی گیٹ کے سامنے اسے اتارتے اسعد نے اسے کوئی لاکھوں دفعہ تاکید کی تھی جیسے وہ مسکراتی سن رہی تھی۔

مسکراتے اس نے اسعد کے گال پر اپنے ہونٹ رکھے۔ ڈونٹ وری پایا۔ آئی ایم بریو گرل۔ کہتے وہ گیٹ سے اندر داخل ہوئی دوسری طرف اسعد مسکرا دیے۔



حاشر جو باہر گراؤنڈ میں بیٹھا تھا بے ساختہ اس کی نظر اندر آتی اسوہ پر پڑی۔ دل کی دھڑکن نے رفتار پکڑی۔ آس پاس اسے سناٹا سا محسوس ہوا۔ ریڈ اور وائٹ فراک میں وہ اسے اپنے دل میں اترتی محسوس ہوئی۔ وہ مسکراتی آہستہ آہستہ اپنے قدم بڑھا رہی تھی۔ کھو ہی تو گیا تھا وہ اس مسکراہٹ میں۔ دل بے قابو ہو رہا تھا اسے اتنے دنوں بعد دیکھ کر۔ لیکن وہ اس سے بے نیاز اب عائشہ سے ملتی ہنس رہی تھی۔

ساری دنیا سے ملتی ہے۔ اور جو ملنے کیلئے تڑپ رہا ہے اس کی کوئی فکر نہیں۔ وہ دل ہی دل میں بولا۔

وہ چلتی اسی جانب آرہی تھی۔ حاشر اٹھتا بلکل اس کے سامنے آیا۔ اچانک یوں حاشر کے سامنے آنے پر وہ سخت بد مزہ ہوئی۔ اس کے ہونٹوں کی ہنسی تھمی۔ جو حاشر نے بری طرح محسوس کی۔ وہ جو ہمیشہ اس کیلئے مسکرانے کی وجہ بننا چاہتا تھا وہ اس کے سامنے آنے پر ہی اپنی مسکراہٹ چھپا لیتی تھی۔ اسوہ کی یہ حرکت اسے تکلیف دے گئی۔

پہلی نظر میں ہی تو وہ پیار کر بیٹھا تھا اسے۔ کہاں اختیار تھا اب اسے خود پر۔ دیوانگی کی حد تک چاہتا تھا اب وہ اسے۔ لیکن اسوہ کا گریز اسے تکلیف دے رہا تھا۔ لیکن اسوہ تو اب اس کا سب کچھ بن چکی تھی۔

کیسی ہو۔ وہ سب اگنور کرتا مسکراتا بولا۔

تم میرے سامنے کیوں آتے ہو۔ وہ اس کے سوال کو اگنور کرتے منہ بگاڑے اس سے مخاطب ہوئی۔

دل کو سکون پہچانے۔ بہت کمبخت ہے۔ عادت ہوگئی ہے اسے تمہاری۔ اب جب تک تمہیں دیکھ نہیں لیتا سکون نہیں ملتا اسے۔ حاشر نے دل کی بات سامنے رکھی۔

نکال کر باہر پھینک دو اس دل کو۔ جو مجھے دیکھنے کی خواہش کرتا ہے۔ میرے سامنے نہ آیا کرو۔ مجھے الجھن ہوتی ہے تم سے۔ کوفت میں مبتلا کر دیتے ہو تم مجھے۔ وہ بے زاریت سے بولی۔

اس کا ایک ایک لفظ حاشر کے دل میں چبھا۔ جو وہ مسکراتا برداشت کر گیا۔

میں تمہارے سامنے نہ آؤں یہ ممکن نہیں۔ چاہتا ہوں میں تمہیں۔ پیار کرتا ہوں تم سے
- میرے جینے کی وجہ ہو تم۔ اپنا چاہتا ہوں میں تمہیں۔ وہ بھاری گھمبیر لہجے میں بولا۔ جو
اسوہ کا دل دھڑکا گیا۔ بے اختیار غصے کی ایک لہر اس میں دوڑی۔

میرا خیال اپنے دل سے نکال دو حاشر شاہ۔ اسوہ کبھی مر کر بھی تمہاری نہیں ہوگی۔ نہ
تم اس دل میں جگہ بنا سکتے ہو نہ کبھی بنا پاؤ گے۔ نفرت ہے مجھے تم سے۔ سنا تم نے
نفرت ہے تم سے مجھے۔ چھوڑ دو اپنی کوششیں۔ یہ دل تمہارا کبھی نہ ہو پائے گا۔ وہ
غصے سے بولتے اسے توڑتے اندر کی جانب بڑھی۔



میرا خیال اپنے دل سے نکال دو حاشر شاہ۔ اسوہ کبھی مر کر بھی تمہاری نہیں ہوگی۔ نہ تم اس دل میں جگہ بنا سکے ہو نہ کبھی بنا پاؤ گے۔ نفرت ہے مجھے تم سے۔ سنا تم نے نفرت ہے تم سے مجھے۔ چھوڑ دو اپنی کوششیں۔ یہ دل تمہارا کبھی نہ ہو پائے گا۔ وہ غصے سے بولتے اسے توڑتے اندر کی جانب بڑھی۔

ایک آنسو اس کی آنکھ سے گرا۔ یہ آنسو احساس ندامت سے تھا یا اپنے جذبات کو یوں روندھے جانے سے تھا اسے کچھ اندازہ نہ تھا۔ وہی آنسو اس نے بغیر کسی پر ظاہر کیے جھٹ سے صاف کیا۔

عمر اور عزیزم دونوں اس کی جانب بڑھے اور اس کے کندھے پر اپنا ایک ایک ہاتھ رکھا۔ یہ ہاتھ اپنابت اور احساس کا تھا۔ ہاشم دونوں کے ہاتھ جھٹکتا انہیں وہی چھوڑتا بغیر کسی کو دیکھے وہاں سے نکلا۔ عزیزم بھی اس کے پیچھے بھاگا لیکن عمر نے اسے روک دیا۔

اسے کچھ وقت اکیلے دینا چاہیے۔ عمر اسے روکتا بولا۔ جس پر عزیزم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔



یہ کیا کیا اسوہ تم نے۔ کوئی کسی کے احساسات کی ایسے توہین کرتا ہے کیا۔ عائشہ نے اسے پیچھے سے جھپٹا۔

مجھے اس کے احساسات سے بالکل فرق نہیں پڑتا۔ اور میں کسی کیلئے بھی ٹائم پاس کا سورس نہیں بننا چاہتی۔ باقی میں نے وہی کہا جو سچ ہے۔ وہ بے زاریت سے بولی۔

کتنی پتھر دل انسان ہو تم اسوہ۔ وہ تمہارے لیے کتنا پریشان تھا پوری یونیورسٹی جانتی ہے۔ جب تم نہیں آتی تھی وہ گیٹ کے باہر کھڑا ہو کر تمہارا انتظار کرتا تھا۔ اس نے تمہیں اس چور سے بچایا۔ لیکن تم میں تو مانو اس کیلئے کوئی احساس ہی نہیں ہے۔ تمہیں اس کے احساسات ٹائم پاس لگتے ہیں۔ سوری ٹو سے جو وہ تمہارے لیے کرتا ہے نہ اتنا وہ تمہارا فیانسی کبھی نہیں کر سکتا۔

سٹاپ اٹ۔ تم کس سے موازنہ کر رہی ہو میرے فیانسی کا۔ تم میرے رزم کا اس گنڈے سے موازنہ کر رہی ہو۔ جو سڑکوں پر لڑتا پھرتا ہے۔ میرے رزم جیسا وہ کبھی بھی نہیں ہو سکتا۔ میرا رزم ایک ڈیسنٹ، کاسٹڈ، اور کالم پرسن ہے۔ اور مجھے اس کی اسی پر سنیلٹی محبت کرتی ہوں۔ سنا تم نے میں رزم سے محبت کرتی ہوں۔ اور تا عمر کرتی رہوں گی۔ تمہارا وہ حاشر کبھی بھی میرے دل تک رسائی نہیں حاصل کر سکتا۔ اور آئندہ میرے رزم کا اور حاشر کا موازنہ نہ کرنا۔ گاٹ اٹ۔ وہ اسے کہتی اپنا بیگ اٹھاتی چلی گئی۔



گھر آتے وہ کمرے میں بند ہو چکی تھی۔ غصہ تھا کہ کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

اس کی ہمت کیسے ہوئی اتنا بیہودہ بات کرنے کی۔ بدتمیز انسان۔ سمجھتا کیا ہے خود کو۔ جہنم میں جائے میری طرف سے۔ وہ اسے کوستی چیلنج کر کے باہر نکلی۔ جہاں شام کے سات بج چکے تھے۔

کیا ہوا بھی میں نے سنا ہے میری پرنس آج کمرے میں بند ہے۔ اسعد جو ابھی آفس سے آئے تھے۔ انہیں دلکش نے بتایا تھا۔ اوداب وہ اسوہ سے پوچھ رہے تھے۔

جی پاپا۔ بس کل پریزنٹیشن ہے تو اسی کی تیاری کر رہی تھی۔
اچھا۔ بیسٹ آف لک چندا۔ وہ اسے گلے لگاتے بولے جو ان کے ساتھ بیٹھی تھی۔

بابا بابا ٹھینک یو پاپا۔ لیکن پریزنٹیشن کل ہے۔ آپ کل ہی بولیے گا۔
کوئی نہیں کل بھی بول دوں گا اور آج بھی بول رہا ہوں۔



صبح تیار ہوتے وہ یونی کیلئے نکلی۔ ابھی وہ گیٹ سے داخل ہوئی تھی کہ اس کا موبائل بپ کیا۔

آئی ہیو اے سرپرائز فار یو۔

اسے رزم کا مسیج موصول ہوا۔ جسے پڑھتے اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ موبائل سے نظر اٹھاتے اس کی نظر سامنے حاشر پر گئی۔ جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ حاشر کو دیکھتے اسکی مسکراہٹ تھمی۔ جو حاشر نے بھی محسوس کی۔ اسوہ کی اس حرکت پر اس کے لبوں پر تلخ مسکراہٹ آئی۔ اور آج اس نے اسوہ سے منہ پھیر لیا۔

کتنی مشکل سے سنبھالا تھا اس نے خود کو کل۔ زندگی میں سب سے زیادہ محبت اس نے جس سے کی تھی اسی نے اس کے احساسات روند دیے تھے۔ پورا دن اور پوری رات وہ بے چین رہا تھا۔ وہ اپنی حالتِ زار پر رو بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ وہ ایک مرد تھا۔ مرد اپنے احساسات اپنے جذبات اپنی تکالیف اکیلے برداشت کرتا ہے۔ وہ عورت کی طرح رو کر اپنا دل ہلکا نہیں کر سکتا۔

رات پوری اس نے اپنے کمرے میں ٹہلتے گزاری۔ پوری رات وہ خود سے کبھی بھی اسوہ کے سامنے نہ آنے کے وعدہ کرتا رہا۔ لیکن اب جو نہی وہ اس کے سامنے آئی اس کا دل پھر اسی رو میں دھڑکنے لگا۔ اور یہی سچ تھا وہ اس کے دل کے ساتھ دھڑکنے لگی تھی۔

سارے ارادے سارے وعدے پانی کی طرح بہہ چکے تھے۔ ہاں وہ اب اسوہ کے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ اسوہ اس کا سکون بن چکی تھی۔ اور وہ بھی ناکام عاشقوں کی طرح ناکارہ نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ ہاں اسے کوشش کرنی چاہیے۔ اسے ایک دفعہ دوبارہ کوشش کرنی چاہیے۔ اپنی محبت کو حاصل کرنے کی کوشش، اپنے وجود کو مکمل کرنے کی کوشش۔ ایک عزم اس کے اندر پیدا ہوا۔ اور اب اسے اس ارادے کی تکمیل کرنا تھی۔



اسوہ حاشر کو اگنور کرتی رزم کے مسج کا سوچنے لگی۔ ابھی وہ اس کے بارے میں رہی تھی کہ اسے اپنی آنکھوں پر کسی کا ہاتھ محسوس ہوا۔ اور وہ تو تقریباً بوکھلا ہی چکی تھی۔ اپنے ہاتھوں سے اس نے اپنی آنکھوں پر وا ہاتھوں کو محسوس کرنے کی کوشش کی۔ ہاتھ سے پتہ چل رہا تھا کہ یہ مردانہ ہاتھ ہے لیکن وہ پہچاننے سے قاصر تھی۔

دیکھو۔ جو بھی ہو انسان بن جاؤ۔ مجھے اس طرح کے مزاق بالکل پسند نہیں۔ وہ زچ آتی بولی۔

رزم نے اپنے ہاتھ اس کی آنکھوں سے ہٹائے اس سے پہلے وہ اور کچھ کرتی -

تم - اسوہ مڑتے رزم کو دیکھ کر بولا -
جاو یار تم مجھے پہچان ہی نہیں سکی -

ہاں تو مجھے کیا پتہ رزم ادھر ہو سکتے ہیں - میں سمجھی پتہ نہیں کون ہے - لیکن شکر کہ تم
تمھے تمہاری بچت ہوگئی -

بابا بابا - اچھا - - ویسے تمہارا بھروسا بھی نہیں -

لیکن تم یہاں کیا کر رہے ہو - وہ اسے دیکھتے بولی -

یہی تو میرا سرپرائز ہے - میں نے تمہاری یونی میں ایڈیشن لے لیا ہے -

میرا خیال اپنے دل سے نکال دو حاشر شاہ - اسوہ کبھی مر کر بھی تمہاری نہیں ہوگی - نہ
تم اس دل میں جگہ بنا سکے ہو نہ کبھی بنا پاؤ گے - نفرت ہے مجھے تم سے - سنا تم نے

نفرت ہے تم سے مجھے۔ چھوڑ دو اپنی کوششیں۔ یہ دل تمہارا کبھی نہ ہو پائے گا۔ وہ غصے سے بولتے اسے توڑتے اندر کی جانب بڑھی۔

ہیپی پی پی پی۔ لیکن کیوں۔ مطلب کس چیز میں کہاں۔ وہ حیرانی اور خوشی دونوں سے بولی

--

حوصلہ حوصلہ حوصلہ۔ میں نے سوچا شادی تو تم نے لیٹ کر دی ہے ہماری تو کیوں نہ میں اپنی سڈی دوبارہ شروع کر لوں۔ اس لیے میں نے تمہارے ڈیپارٹمنٹ میں ایم فل میں ایڈمیشن لیا ہے۔

واوووو۔ سچی۔ وہ چمکتی بولی۔

جی سچی۔ وہ اس کی ناک دلاتا بولا۔

واو پھیر تو بہت مذہ آئے گا۔ وہ واقعی خوش ہوئی تھی۔

ہمممم یہ تو ہے۔ اور دونوں بات کرتے آفس کی جانب چل پڑے۔

دور حاشر یہ منظر دیکھ سلگ گیا۔



دن گزرتے جا رہے تھے ۔۔ اسوہ کا سمسٹر پورا ہو چکا تھا ۔ اور اب دوسرا سمسٹر شروع ہو چکا تھا ۔ سردیوں کے دن بھی شروع ہو چکے تھے ۔ اسوہ اب زیادہ وقت رزم کے ساتھ ہی گزرتی تھی ۔ حاشر بھی کافی وقت سے غائب تھا ۔ اور آج اچانک وہ یونی آیا تھا ۔

کہاں تھا یار۔ آئی ریلی مس یو ۔ عمر حاشر کے بغل گیر ہوا۔
مس یو ٹویار۔ ماما کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی تھی۔ اسی لیے لندن جانا پڑا۔

اچھا اب کیسی طبیعت ہے آنٹی کی۔ عزیزم بغل گیر ہوا۔
الحمد للہ ٹھیک ہے۔ اگلے مہینے آرہے ہیں ماما بابا ۔ وہ اب بیٹھتا بولا۔

واو یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ اچھا ہے وہ آجائیں ادھر ہی پاکستان ۔ عمر بولا۔

ہممسم - وہ کیسی ہے۔ وہ کرسی سے سرٹکاتا آنکھیں موندتا اس کا سوچتے بولا۔
خوش ہے بہت۔ عمر تلخی سے بولا۔
حاشر کے ہونٹوں پر تلخ مسکراہٹ آئی۔

اور کوئی فی خبر۔ حاشر آنکھیں موندتا ہی بولا۔

ٹرپ جا رہا ہے۔ اور وہ بھی جا رہی ہے۔ عمر بولا۔
کہاں جا رہا ہے ٹرپ۔۔ وہ آنکھیں کھولتا گویا ہوا۔

ناران کاغان۔ انہوں نے سرسری سا جواب دیا۔
ہماری بھی سیٹس کنفرم کرواؤ۔ اور تیاری کرو جانے کی۔ جس پر دونوں نے حامی بھر لی۔



نہیں رزم یہ کلر نہیں اچھا تم یہی لو۔ وہ گرے کلر کی شرٹ اس کے ہاتھ میں پکڑاتی بولی۔ وہ دونوں آج ٹرپ کیلئے شاپنگ کرنے آئے تھے۔

جو حکم سرکار۔ وہ مودب سا سر ہلاتا ٹرائل روم میں چیلنج کرنے کیلئے گیا۔ اتنی دیر اسوہ اس کیلئے دوسری شرٹس دیکھنے لگی۔

ابھی وہ شرٹس دیکھ رہی تھی کہ اس کی نظر عمر عزیزم کے درمیان میں چلتے حاشر پر پڑی۔ تین مہینے بعد وہ اسے دیکھ رہی تھی۔ بڑھی بڑھی شیو، سنجیدہ سی چال چلتا وہ اس کا دل دھڑکا گیا۔ وہ اسے پہلے سے بدلہ بدلہ لگا۔ اس کے چہرے کی چمک کہی غائب ہو چکی تھی۔ سنجیدگی نے اس کے چہرے پر لبادہ اوڑھ لیا تھا۔

وہ اتنے وقت کہاں غائب تھا۔ یہ خیال اب اس کے دل میں آرہے تھے۔ جہاں مرضی ہو۔ مجھے کیا۔ وہ خود کے خیالات کا جواب دینے لگی۔

حاشر کی نظر اس پر پڑی۔ اتنے عرصے بعد اسے دیکھتے وہ ساکت ہو گیا تھا۔ اتنے دنوں میں ایک بات کا احساس ہو چکا تھا کہ سامنے کھڑی لڑکی اس کی زندگی بن چکی ہے۔ اس کے جینے کی وجہ ہے۔ اسوہ خود اسے دیکھ رہی تھی۔ دونوں کی نظریں ملی۔ جو دونوں کے دل دھڑکا گئی۔ دونوں ایک دوسرے کے وجود سے نظریں چراتے ایک دوسرے کی آنکھوں سے اوجھل ہوئے۔

یہ مجھے کیا ہو رہا ہے۔ اسوہ نے اپنے دھڑکتے دل پر ہاتھ رکھا۔

دوسری طرف اسوہ کو یوں خود کو تکتا دیکھ اور اس کی آنکھوں کی رمق دیکھ حاشر کو سکون پہنچا۔ مطلب صاف تھا وہ بھی اس کی موجودگی غیر موجودگی کو محسوس کرتی ہے۔ ہاں اسے ایک دفعہ پھر کوشش کرنی چاہیے تھی۔ اپنے محبت کے حصول کیلئے۔ اپنے پیار کیلئے رزم شرٹ چیخ کرتا باہر آیا۔

کیسی لگ رہی ہے شرٹ ڈول - وہ باہر نکلتا اسوہ کو دیکھتے بولا جو دل پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی --

وہ رزم کی آواز سنتی چونکی - ہاں - پپ - پیاری لگ رہی ہے بہت - -
ٹھیک ہے رزم یہ پیک کروالو - چلتے ہیں جلدی - اسوہ نے کہا -

نہیں کہیں اور سے کریں گے یہاں سے نہیں چلو جلدی کرو - میں باہر انتظار کر رہی ہوں - وہ عجلت میں کہتی باہر کی جانب لپکی - اور رزم اسے جاتا دیکھتا رہ گیا - کچھ بھی تھا اسوہ کو اب حاشر کی موجودگی میں گھبراہٹ ہو رہی تھی -



آج سوموار تھا -- آج رات کو ان کا لور جانا تھا -- وہاں تین دن کا سٹے تھا - سب لوگ وقت پر پہنچ چکے تھے - اسوہ حاشر کے جانے کی بات سے بھی بے خبر تھی - وہ بیٹھی رزم سے بات چیت میں مصروف تھی -

رزم میں پہلی دفعہ جا رہی ہوں ناراض کاغان - ویری ایکسائیٹڈ - وہ چمکتی بول رہی تھی - اور
رزم بس خاموشی سے اس کی بات سن رہا تھا -

گاڑی چلنے کا وقت ہو چکا تھا - لیکن حاشر کی نہ آنے کی وجہ سے ابھی تک گاڑی نہیں
چل رہی تھی -

یہ گاڑی کیوں نہیں چل رہی - اسوہ کوفت سے بولی -
کچھ سٹوڈنٹ رہتے ہیں ابھی - انچارج نے جواب دیا -

انہیں نہیں پتہ کہ کس ٹائم پر چلنا ہے - کوئی وقت کی پابندی نام بھی چیز ہوتی ہے -
اور آپ لوگ بھی ایسے سٹوڈنٹس کا ویٹ کر کے اپنے سر پر چڑھاتے ہیں - حد ہوگئی بھی
- وہ تپتی بولی - بولتی تو تب بند ہوئی جب بس ڈور سے حاشر کو اندر آتے دیکھا - حاشر نے
ایک طنزیہ مسکراہٹ اسوہ کو دیکھتے اچھالی - اور اسوہ بھی اس سے نظریں چراتے باہر کی
طرف دیکھنے لگی -

چلیں سر۔ سب آگئے ہیں۔ عمر نے حاشر کے آتے ہی انچارج کو کہا۔ سب تسلی کے بعد بس چل پڑی۔

ہونہ۔ بڑا آیا پرائم منسٹر۔ اسوہ دل میں ہی بول سکی۔



راستہ چونکہ تھوڑا لمبا تھا۔ اسی لیے سب ہنستے کھیلتے سفر سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ گاڑی میں سونگس چل رہے تھے۔ اور سٹوڈنٹس سونگس کے لیرکس ساتھ ساتھ دھرا رہے تھے۔ کبھی وہ لوگ کوئی گیم کھیلتے تو کبھی کوئی۔ ان میں سب سے بے نیاز اسوہ باہر کی طرف منہ کر کے بیٹھی تھی۔ کیونکہ ایسا کوئی بھی گیم جس میں حاشر ملوث ہو وہ اس کا حصہ نہیں بننا چاہتی تھی۔ اور اسوہ کی ہی وجہ سے رزم بھی اس کے ساتھ بیٹھا تھا۔ پورے راستے سب نے بہت لطف اٹھایا ان کے برعکس اسوہ اور رزم اپنی نشست پر بیٹھے رہے۔ حاشر بھی گاہے بگاہے اسوہ پر اچلتی نظر ڈال رہا تھا۔ رزم کے ساتھ دیکھ کر اس کا دل کڑھتا ضرور تھا۔ اور اب اس سے رزم کا وجود برداشت نہیں ہو رہا تھا۔

صبح پانچ بجے کے قریب وہ پہنچے تھے۔ پوری رات سفر میں گزارتے وہ تھک چکے تھے اسی لیے سب پہنچتے اپنے اپنے روم میں چیک ان کرتے سونے جا چکے تھے۔ اسوہ اور عائشہ روم شیئر کر رہی تھی۔ اور اتفاقاً رزم اور حاشر روم شیئر کر رہے تھے۔ حاشر جو اس کا وجود برداشت نہیں کر سکتا تھا اس کے ساتھ روم شیئر کرنا اس کے ساتھ کہاں گوارا تھا۔ دوسری طرف اسوہ بھی رزم اور حاشر کے روم شیئر والی بات سے پریشان تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ رزم کے سامنے حاشر کوئی الٹی سیدھی حرکت کرے۔ جو بھی تھا رزم ایک مرد تھا۔ وہ چاہے کتنا بھی انڈرسٹینڈنگ، اور پلائٹ کیوں نہ ہو۔ تھا تو اس کا منگیترا۔ اور مرد کبھی اپنی عزت کا نام کسی اور کے منہ سے برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اور وہ قطعی رزم کے سامنے رسوا نہیں ہونا چاہتی تھی۔



اف ایک تو یہ پچھلے آدھے گھنٹے سے واشروم میں گھسپتا نہیں کیا کر رہا ہے۔ اللہ جانے کونسے کاروبار چلا رہا ہے واشروم میں بیٹھ کر۔ حاشر اب تپ کر بولا۔ کیونکہ پچھلے تیس منٹ سے وہ واقعی ہی رزم کا واشروم سے باہر آنے کا انتظار کر رہا تھا۔

وہ دروازے کے باہر ٹھل رہا تھا۔ جب دروازہ کھولنے کی آواز سے اس کا دھیان واشروم کی طرف گیا جہاں رزم ٹاول کندھوں پر ڈالے بال خشک کرتا باہر نکل رہا تھا۔

حاشر نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

رزم اس کی نظروں کا مطلب باخوبی سمجھ سکتا تھا۔

پانی چلا گیا تھا۔ اسی لیے دیر ہو گئی مجھے۔ وہ اس کے بغیر پوچھے اپنی صفائی میں بولا۔

اور حاشر اس کے بغیر بولے واشروم میں چلا گیا۔

فریش ہوتے وہ باہر نکلا تو اس کی نظر بیڈ پر سوے رزم پر گئی۔ جو شاید ابھی سونے کیلئے ہی لیٹا تھا۔ حاشر منہ کے زاویہ بگاڑتے اپنے بال خشک کرتا ٹاول سٹینڈ پر لٹکاتے اپنا فون چارجنگ پر لگاتا رزم کے پاس آکر لیٹا۔ بد قسمتی سے دونوں کے کمرے میں سنگل بیڈ تھا اور دونوں کو سمجھوتا کرنا ہی تھا۔

کتنی گندی چوائس ہے میری شیرینی کی۔ وہ کروٹ لیتا رزم کی طرف دیکھتے سوچنے لگا۔

خود شیرینی ہے۔ اور ساتھ گیدڑ رکھا ہوا ہے۔

چل حاشر دیدارِ یار نہ سہی، دیدارِ یار سہی۔ اف حاشر کچھ بھی بول دیتا ہے۔ یہ دونوں صرف اچھے کزن ہوں گے۔ وہ اسی کشمکش میں مبتلا آنکھیں موند گیا۔



صبح اس کی آنکھ دروازے پر دستک سے کھولی۔ آنکھیں کھولتے اس نے اپنے ساتھ سوے رزم کو دیکھا جو گدھے گھوڑے بیچ کر سو رہا تھا۔

کتنا سوتا ہے منہوس آدمی۔ اور اتنی ٹھنڈ میں اس وقت کون آسکتا ہے۔

بڑبڑاتے اس نے دروازہ کھولا۔ لیکن دروازے پر کھڑے اسوہ کو دیکھ کر وہ ششدر سا ہو گیا۔ ریڈ شرٹ پر وائٹ کوٹ پہنے وائٹ پینٹ میں ملبوس وہ اسے اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔

زہے نصیب۔۔ آپ ہمارے دیار پر۔ ہمارے تو بھاگ ہی لگ گئے۔ وہ فلمی انداز اپناتا بولا۔

رزم کہاں ہے۔ وہ اس کی بکواس اگنور کرتی مدعے کی بات پر آئی۔

سالے صاحب سو رہے ہیں۔ حاشر نے جواب دیا۔ جبکہ اسوہ اسے الجھن سے دیکھنے لگی۔

زیادہ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں۔۔ خاص کر رزم کے سامنے۔ وہ انگلی اٹھاتے اسے باور کرانے لگی۔

اور اگر میں بکواس کرنے سے باز نہ آوں تو۔ حاشر اس کی وہی انگلی پکڑتے بولا۔ اسوہ کو تو مانو جیسے کرنٹ لگا ہو۔ اس نے جھٹ اپنا ہاتھ چھڑایا۔

ہاو ڈیئر یو ٹوچ می۔ کہتے اس نے اپنا ہاتھ اس کے چہرے کی طرف اٹھایا۔۔ جسے بروقت حاشر نے تھام لیا۔

نو بے بی ہر بار ایسا نہیں چلے گا۔ اور۔ ڈیئر کی بات نہ کرو۔ بہت کچھ کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ لیکن تم سے نکاح کے بعد۔ وہ معنی خیزی سے بولا۔

تمہارے خوابوں میں ہی نکاح ہوگا تمہارا اور میرا۔ وہ ایک ایک لفظ چباتے بولی۔

خوابوں میں تو میں بچے بھی پیدا کر چکا ہوں تمہارے ساتھ۔ بس اب پریکٹیکل کرنا ہے۔
 اور پریکٹیکل کیلئے میں مکمل تیار ہوں۔ بس تمہاری رضامندی کی دیر ہے۔ وہ لوفرانہ انداز
 میں مخاطب ہوا۔ اور اسوہ بس اس کی بکواس پر پیچ و تاب کھاتی رہ گئی۔

جہنم میں جاو۔ وہ کہتے پیر پٹختے وہاں سے غائب ہوئی۔

ایک تو میری ہونے والی بیوی کو مجھے جہنم میں بھیجنے کا بہت شوق ہے۔ جب دیکھ وہ
 جہنم میں جاو لگی رہتی ہے۔ مجال جو بندہ جنت کی دعا کر دے۔ وہ خود سے ہی مخاطب
 ہوا۔ اور ایک اچھٹی نظر سوے رزم پر ڈال کر واشروم میں بند ہو گیا۔



آرام کرنے کے بعد سب باہر گھومنے کی غرض سے نکلے۔ سب کا ارادہ شوگران جانے
 کا۔ بنا۔ چونکہ یہ ایک پہاڑی علاقہ تھا تو یہاں ٹھنڈ معمول سے زیادہ تھی۔ سب ایک
 دوسرے میں گرم ہنسی مزاح میں لگے تھے اور ہر طریقے سے اپنے ٹرپ کو یادگار بنانے کی

کوشش کر رہے تھے - اسوہ سورہ رزم ادھر بھی ساتھ ساتھ تھے - دونوں کو یوں ساتھ دیکھتے اس ٹھنڈے موسم میں بھی حاشر خود کو جلتا محسوس کر رہا تھا -

خود پر نظروں کی تپش سے اسوہ نے ایک نظر اپنے آس پاس دیکھا - لیکن سب کو آپس میں مصروف دیکھ وہ اپنا وہم سمجھتی دوبارہ مصروف ہو گئی -

رزم کے ساتھ چلتے اسے حاشر کا خیال آیا - بے ساختہ اس کی نظروں نے حاشر کو ڈھونڈنا چاہا - لیکن اسے اپنی نظروں کا حاصل نہ حاصل ہو سکا -

کیا ہوا اسوہ کسے ڈھونڈ رہی ہو - رزم اس کا جائزہ لیتا بولا -
نن - نہیں کسی کو بھی نہیں - اسوہ نے فوراً تائید کی -

آئی لو پاکستان یار - بہت خوبصورت ہے - کینڈا میں رہ کر میں نے بہت کچھ مس کر دیا ہے - رزم خوشکن نظروں سے آس پاس کا جائزہ لیتے قدرتی حسن سے لطف اندوز ہو رہا تھا -

یہ ایک پہاڑی مقام تھا۔ چونکہ ابھی گرمیاں ختم ہوئی تھی۔ اور سردیوں کا آغاز تھا تو پہاڑوں پر برف ابھی کم تھی۔ سفید برف اور ہریالی ہر کسی کو اپنی جانب متوجہ کر رہی تھی۔ ہوا کی ہر ایک ٹھنڈی لہر انہیں سرایت بخش رہی تھی۔ اور اب رزم اور اسوہ دونوں ساتھ اس جگہ پر ایک دوسرے کا ساتھ پا کر سکون سا محسوس کر رہے تھے۔

تو تمہیں کس نے کہا تھا یوں چھوڑ کر جانے کیلئے۔ اب چھوڑ کر جاو گے تو کچھ نہ کچھ تو مس کرو گے نہ اسوہ گہرا سانس بھرتے وہی سانس ہوا میں خارج کرتے بولی۔

اب آگیا ہوں نہ واپس۔۔ اب اپنی تمام حسرتیں پوری کر لوں گا۔ کچھ بھی باقی نہیں چھوڑوں گا۔ جنہیں چھوڑ کر گیا تھا انہیں مستقل طور پر اپنا بنا کر ساری کمیاں پوری کر دوں گا۔ وہ ذو معنی انداز میں بولا۔ جو۔ اسوہ باخوبی سمجھی سکتی تھی۔ لیکن جانتے بوجھتے انجان بنی رہی۔

اسوہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی - اور خود کی مسکراہٹ کو چھپانے کی خاطر اس نے اپنا چہرہ پھیرا -



سامنے اس کی نظر دور کھڑے حاشر پر پڑی - جو کسی لڑکی کا ہاتھ پکڑے اسے چلنے میں مدد دے رہا تھا - یہ وہی لڑکی تھی وجہ عموماً یونیورسٹی میں بھی حاشر کے ارد گرد منڈھلاتی نظر آتی تھی - اور اب شاید اس لڑکی کے پاؤں پر چوٹ لگی تھی - اور حاشر اس کی مدد کر رہا تھا - یہ اندازہ اسوہ اس لڑکی کے لنگڑا کر چلنے پر لگا پائی تھی - جو بھی تھا وہ ان دونوں کو قریب دیکھتے اندر تک سلگی - اس کے ساتھ یوں کیوں ہو رہا تھا وہ سمجھنے سے قاصر تھی - پہلے حاشر کا اچانک غائب ہونا، پھر اس کا دوبارہ واپس آنا، پھر اسوہ کو اگنور کرنا شاید یہ سب چیزیں اسے حاشر کی طرف راغب کر رہی تھی -

او کم آن اسوہ - وہ جس مرضی لڑکی کی مدد کرتا پھرا - تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا چاہیے - وہ خود کو سنبھالتی بولی -

مجھے اتنا برا کیوں لگ رہا ہے - جبکہ مجھے تو اس انسان سے اسی سب کی امید تھی کہ وہ کسی ایک کا ہو کر نہیں رہ سکتا - ایسے ہی ہوتے ہیں اس جیسے لڑکے جو اس کے کل اُس کے - رائس ماں باپ کی بگڑی اولاد - وہ نخوت سے سوچتی رزم کا ہاتھ تھام گی - اور محبت بھری نگاہوں سے اسے دیکھا جو خود اسے دیکھ رہا تھا - دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے مسکرا دیے - اور یونہی ہاتھ تھامے ایک طرف کو چل دیے -



حاشر میری بات سنے - حاشر جو ابھی ہوٹل کی عقب میں کھڑا سیگریٹ نوشی کر رہا تھا - نسوانی آواز پر مڑا - جسے سنتے اس کے ماتھے پر بل آئے -

بولو - وہ بغیر مڑے اس کی طرف دیکھے بغیر سیگریٹ کا دھواں ہوا میں چھوڑتا بولا -

آآ۔ آپ نے میری بات کا جواب نن۔۔ نہیں دیا ابھی تک ۔ وہ ڈرتی ہکلاتی مدہم سی آواز میں بولی ۔

کیا جواب چاہیے تمہیں ۔ جبکہ تم اچھے سے جانتی ہو میرا جواب کیا ہے ۔ وہ غصے سے بھرپور لہجے میں ہلکی آواز میں غرایا ۔

مم ۔ میں پیار کرتی ہوں آآ۔ آپ سے حا حاشر۔ پپ۔ پلیز مجھے سمجھے ۔ وہ روندھائی۔

اور تم بھی اچھے سے جانتی ہو کہ میں تم سے پیار نہیں کرتا ۔ تو ان سب ڈراموں کا فائدہ نہیں ۔ میرا جواب آج بھی وہی ہے جو تمہیں پہلے دیا تھا ۔

میں نے بہت سمجھایا اس دل کو ۔ لیکن یہ نہیں مانتا ۔ آپ سے محبت کر بیٹھی ہوں ۔ اب آپ کے بغیر گزارا نہیں میرا ۔ پلیز مجھے سمجھے ۔ اب۔ اس نے باقاعدہ رونا شروع کر دیا تھا۔

تو یہ تمہاری غلطی ہے - تم اچھے سے جانتی تھی کہ میں اسوہ سے پیار کرتا ہوں - وہ اب پتھر یلے لہجے میں بولا -

لیکن اسوہ نے آپکو منع کر دیا تھا - وہ پیار نہیں کرتی آپ سے - اس نے ایک اور دلیل دی -

نہیں کرتی تو کر لے گی - آج نہیں تو کل اسے بھی میری محبت کا احساس ہو ہی جائے گا - اگر اس نے اب مجھے انکار کر دیا ہے تو کیا ہوا بہت جلد اسے احساس ہوگا ، میرا میری محبت کا ، میرے جذبات کا ، میری دیوانگی کا - وہ بھاری لہجے میں گویا ہوا -

اور اگر اسے نہ ہوا تو - وہ ایک اور امید سے بولی -

تو میں اس کا تا عمر انتظار کروں گا - وہ پر اعتماد لہجے سے بولا - اور اسے کہتے حاشر وہاں سے نکلا -

اللہ کرے حاشر آپ کو کبھی بھی محبت حاصل نہ ہو سکے - جس طرح میں اپنی محبت کے حصول کیلئے تڑپ رہی ہوں - ویسے ہی آپ تڑپیں - وہ روتی وہی بیٹھ گئی۔



کیسی ہو - اسوہ جو ابھی تازہ ہوا کھانے کمرے سے باہر آئی تھی - عائشہ کو آتے دیکھ بولی - کل بھی صبح آتے ہی وہ سفر کی تھکاوٹ سے سو چکی تھی - اور جب صبح اٹھی تھی تو عائشہ کمرے سے باہر جا چکی تھی - اس وقت کے بعد اب اسے عائشہ ملی تھی -

ٹھیک ہوں۔۔ اس نے سرسری سا جواب دیا -

کیا ہوا - روئی ہوئی لگ رہی ہو - خیریت ہے - اسوہ اس کی بھاری آواز اور سو جھی آنکھوں سے اندازہ لگاتی بولی -

نہیں - موسم کی تبدیلی کی وجہ سے بس گلہ خراب ہے - وہ سنجیگی سے بولی -

اچھا کہاں سے آرہی ہوں - وہ اس کا روکھا لہجہ درگزر کرتی محبت سے بولی۔

وہی سے جہاں تم آباد ہو چکی ہو - اور وہاں سے جانے کا نام ہی نہیں لے رہی۔ وہ نہایت سنجیدگی سے کہتی اسے الجھن میں چھوڑتی کمرے میں چلی گئی۔

لگتا ہے موسم کی تبدیلی اس کے دماغ کو چڑھ گئی ہے - وہ خود سے بڑبڑاتے اب سونے کیلئے کمرے میں داخل ہوئی۔



اگلی صبح سب نے شاپنگ کرنے کا پلان بنایا - سب یہاں کے - روایتی بازار میں شاپنگ کرنے آئے تھے - جہاں ہاتھ سے بنی چیزوں کی بھرمار تھی - اور اسوہ بہت اشتیاق سے یہ سب دیکھ رہی تھی -

واو رزم۔۔ اُس امیزنگ۔ آئی کانٹ سی سچ این امیزنگ ہینڈ کرافٹ ایور ان مائی لائف۔
وہ شوق سے سب چیزیں دیکھتی بول رہی تھی۔ اور رزم اس کے ساتھ چلتا اسے یوں
سب چیزیں دیکھتے دیکھ رہا تھا۔

واو رزم یہ کتنی پیاری ہے۔ وہ شیشوں سے مزین ایک ماتھا پٹی اسے دیکھاتی بولی۔

ہاں پیاری ہے۔ رزم نے مسکراتے جواب دیا۔

مجھ پر پیاری لگے گی نہ۔ وہ اب دکان میں سامنے دیوار پر لگے شیشے سے وہ ماتھا پٹی خود کو
لگاتے رزم سے پوچھنے لگی۔

نہیں یار۔ یہ ہیوی ہو جائے گی۔ تم کچھ لائٹ سا لو۔ رزم اسے لوگتا بولا۔

پر رزم۔ یہ بہت اٹریکٹیو ہے۔ وہ مسمنائی۔

نہیں کچھ اور لیتے ہیں لائٹ سا - اور رزم اس کا ہاتھ پکڑتے دکان سے باہر نکلا -

دکان میں موجود سٹال کے پیچھے سے حاشر باہر نکلا -

سنے یہ پیک کر دے - بڑا آیا اپنی مرضی چلانے والا - حاشر خود سے بڑبڑاتا دکان والے سے ماتھا پی پیک کروانے لگا -



شاپنگ سے فری ہوتے وہ لوگ اب اپنے ہاٹل واپس آئے - رات کا وقت تھا - سب کھانا ہاٹل کے گراؤنڈ میں باہر بیٹھے کھا رہے تھے - چاندنی رات تھی - اور چھوٹے چھوٹے ستارے قمتیموں کی طرف چمک رہے تھے - چاروں طرف پہاڑ پر موجود ہلکی ہلکی برف پر پڑتی چاندنی ماحول کو مزید سحر انگیز بنا رہی تھی -

میں تو کہتی ہوں رزم شادی کے بعد ہم یہی شفٹ ہو جائیں گے۔ اسوہ نے رزم کے کان میں سرگوشی کی۔ رزم کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی۔

ہمممم - سوچیں گے - رزم نے جواب دیا۔

سوچنا کیا ہے اس میں - اتنی مزے کی جگہ ہے - میں نے یہی پر رہنا ہے بس - وہ اب رعب سے بولی -

وہ تو ٹھیک ہے رہ لینا - لیکن یہ بتاؤ تم شادی کرو گی کس سے - وہ شوخ ہوتا بولا -

افلورس تم سے - وہ بھی اسوہ تھی - ڈھیٹوں کی طرح بغیر شرمائے بولی -

اور اگر میں نہ کروں تو - وہ شوخ ہو رہا اسے زچ کرنے کی خاطر بولا -

تو میں تمہاری جان نکال دوں گی - وہ دانت پیستی بولی -

میں تو مزاق کر رہا تھا - ڈول - تم تو سیریس ہوگئی - وہ اس کے بگڑتے تیور دیکھتے بولا -

جاو میں نے نہیں تم سے بات کرنی - اب میرے پیچھے نہ آنا - اور اب میں واقعی میں
ہی شادی نہیں کروں گی تم سے - وہ ناراض ہوتی ہاٹل کی طرف آئی۔



ہوٹل کے بالکل سامنے حاشر ہاتھ میں گٹار لیے تمام سٹوڈنٹس کے درمیان ایک کرسی پر
بیٹھا تھا - اور باقی سب نیچے زمین پر اس کے گرد دائرہ بنائے بیٹھے تھے

اسوہ جو ابھی رزم سے ناراض ہو کر آئی تھی یوں ہوٹل کے سامنے سب کو بیٹھے دیکھ چوکنا
ہوئی۔ اس کی نظر سامنے حاشر پر گئی - جو سب کے درمیان اپنی وجاہت لیے بیٹھا تھا۔
حاشر کی نظر بھی آسودہ پر پڑی -

Well you done done me and you bet I felt it
I tried to be chill but you're so hot that I melted
I fell right through the cracks
And now I'm trying to get back
Before the cool done run out
I'll be giving it my best-est
And nothing's going to stop me but divine
intervention
I reckon it's again my turn

سارا سما حاشر کی آواز نے باندھا ہوا تھا - اور وہ کھویا سا اسوہ کو دیکھتے گا رہا تھا - اور اس
کی آواز کے حصار میں اسوہ بے اختیار اسے دیکھ رہی تھی

To win some or learn some
But I won't hesitate no more, no more

Visit For More Novels : www.pdfnovelsbank.com

It cannot wait, I'm yours

Well open up your mind and see like me

Open up your plans and damn you're free

Look into your heart and you'll find love love love
love

Listen to the music of the moment people dance
and sing

We are just one big family

And it's our God-forsaken right to be loved loved
loved loved loved

الفاظ خود ہی ادا ہو رہے تھے۔ حاشر کی آنکھیں جو پیغام اسے دے رہی تھی اس کا دل
دھڑکانے پر مجبور کر گئے۔ اور وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اس میں کھوئی تھی۔

So I won't hesitate no more, no more

Visit For More Novels : www.pdfnovelsbank.com

It cannot wait I'm sure

There's no need to complicate

Our time is short

This is our fate, I'm yours

I've been spending way too long checking my
tongue in the mirror

And bending over backwards just to try to see it
clearer

But my breath fogged up the glass

حاشرا اب اس کی موجودگی محسوس کرتا آنکھیں بند کرتا گنگنانے لگا۔

And so I drew a new face and I laughed

I guess what I been saying is there ain't no better
reason

To rid yourself of vanity and just go with the
seasons

It's what we aim to do

Our name is our virtue

But I won't hesitate no more, no more

It cannot wait I'm yours

Well open up your mind and see like me

Open up your plans and damn you're free

Look into your heart and you'll find the sky is
yours

So please don't please don't please don't

There's no need to complicate

'Cause our time is short

This, oh this, this is our fate, I'm yours

گانا ختم ہو چکا تھا۔ اور وہ اب بھی ایک دوسرے کے حصار میں جکڑے ایک دوسرے کو دیکھنے میں مگن تھے۔

فضا میں سب کی تالیوں کی آواز نے دونوں کو ایک دوسرے کے حصار سے نکالا۔ یکایک دونوں نے اپنی نظروں کا زاویہ بدلہ۔



کتنا بدتمیز ہے۔ پہلے خود ناراض کرتا ہے اب منا رہا ہے۔ اسوہ چیلنج کر کے جیسے ہی باہر نکلی تو اپنے کمرے میں بیڈ پر پڑے گفٹ باکس دیکھ کر حیران ہوئی۔ گفٹ فار مائی ڈول کی چٹ دیکھتے اس نے اندازہ لگایا کہ یہ رزم کی طرف سے ہے۔

واو یہ تو وہی ماتھا پٹی ہے۔ کتنا میسنا ہے نہ رزم۔ پہلے کہتا ہے نہ لو۔ اب مجھے گفٹ کر رہا ہے۔ کتنا سویٹ ہے نہ۔ میں ویسے ہی اس سے ناراض ہو رہی تھی۔ ابھی شکریہ

بول کر آتی ہوں - وہ خوش ہوتی گفٹ الماری میں رکھتی رزم کے کمرے کی جانب بھاگی -
اور جاتے دروازہ کھٹکھٹایا -

جیسے ہی رزم نے دروازہ کھولا اسوہ اس کے گلے لگی - اچانک افتاد پر وہ بوکھلایا -

آئی ایم سوری رزم - میں ویسے ہی تم سے ناراض ہو رہی تھی تم تو اتنے اچھے ہو - کتنا خیال رکھتے ہو میرے - میری پسند کا بھی اتنا خیال رکھتے ہو - وہ کسی بچے کی طرح اس کے گلے لگ کر بولی -

جبکہ اُس کی اس حرکت پر رزم حیرانگی سے مسکرایا -

ویسے یہ معجزہ کیسے ہوا - جو اسوہ جی خود چل کر میرے پاس آئی ہے - رزم ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے محبت سے بولا -

اپنی حرکت کو سمجھتے وہ جھٹ سے اس سے دور ہوئی - ووو- وہ رزم - مم - میں بس شکریہ
بولنے آئی تھی - وہ شرماتے وہاں سے کہتے اٹے قدم وہاں سے بھاگی -



کسی کی کھینچنے سے اس کا بیلنس بگڑا اور وہ کسی ڈور کی طرح کسی کے کھینچنے کے ساتھ
اس کے ساتھ چلتی گئی۔

یو ایڈیٹ - لیو می - ڈفر - وہ جلد ہوش سنبھالتے حاشر کے بازوؤں پر مکے برسانے لگی -
جو غصے سے لال اسے کھینچتا جا رہا تھا -

ایک کمرے کے قریب آتے حاشر نے اسے اندر کی طرف دھکیلا اور دروازہ بند کیا -

یہ کیا بدتمیزی ہے - وہ حلق کے بل حاشر پر چلائی -

حاشر اسے کھینچتے اس کا منہ دبوچے اسے دیوار کے ساتھ لگا گیا۔ اس کی پکڑ میں اتنی گرفت تھی کہ وہ درد سے کراہنے لگی۔

کیا لگتا ہے وہ تمہارا۔ کیا لگتا ہے۔ حاشر شعلہ برساتی نظروں سے اسے دیکھتا اس پر غرایا۔

وہ میرا جو بھی لگے تمہیں کیا تکلیف ہے۔ تم اپنی حد میں رہو۔ چھوڑو مجھے۔ وہ اس سے خود کو آزاد کرانے کی سعی میں اس پر چلائی۔

حد میں ہی ہوں ابھی اپنی۔ لیکن تم مجھے بار بار مجبور کر رہی ہو کہ میں وہ کرو جو تم برداشت نہ کر سکو۔ حاشر شاہ کے جذبات کے ساتھ کھیل رہی ہو تم۔ جس دن میں اپنی پر آیا نہ تو اچھا نہیں ہوگا تمہارے لیے۔ سمجھی۔ دور رہو اس سے۔ آخری وارننگ ہے یہ اس کے بعد میں تمہیں زبان سے نہیں کہوں گا۔ وہ اس پر چلایا۔

نہیں رہوں گی میں اس سے دور - سن لیا تم نے - نہیں رہوں گی دور - محبت کرتی ہوں
 اس سے - پیار ہے اس سے مجھے - منگیتے ہے وہ میرا - شادی کرنے والے ہیں ہم -
 نہیں رہ سکتی اس سے دور میں - میری بچپن کی محبت ہے رزم - میرے جینے کی وجہ
 ہے وہ - سن لیا تم نے - اب تمہارے لیے بہتر ہے کہ تم مجھ سے دور رہو - نکل جاو
 میری زندگی سے - بھول جاو مجھے حاشر شاہ - کیونکہ اسوہ علی کبھی تمہاری نہیں ہو سکتی -
 سمجھے - وہ اسے وہی ساکت چھوڑے دروازہ کھولتے باہر نکلی -



وہ جن کی سانس پر تحریر تھی حیات میری
 اسی کا حکم ہے اب رابطہ نہیں کرنا

ایک محشر برپا تھا - دل خون کے آنسو رو رہا تھا - وہ پتھر بنا اس کے الفاظ سمجھنے کی
 کوشش کر رہا تھا - وہ پل بھر میں ریزہ کر گئی تھی اس کے وجود کو - اس کے ارمان کڑچی

کرچی کرگی تھی۔ بے لوث محبت کی تھی اس نے۔ اور بدلے میں بس اس کے ساتھ کا طلبگار تھا لیکن وہ آج اسے تنہا کر گئی تھی۔ اس نے سنا تھا کہ یہ دنیا سچے جزبوں کی توہین بہت کرتی ہے۔ لیکن یہاں۔ لیکن کہاں فکر تھی اسے کسی کی۔ کہاں فکر تھی اسے دنیا کی۔ لیکن یہاں تو وہی اس کو روندھ گئی تھی جس کے لیے وہ سچے جزبات رکھتا تھا۔ آج وہ جی بھر کر رونا چاہتا تھا۔ وہ اپنی بے بسی کا ماتم کرنا چاہتا تھا۔ لیکن شاید اس کے آنسو بھی منجمد ہو گئے تھے۔ دل غبار سے بھر چکا تھا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ابھی اس کا دل پھٹ جائے گا۔

بے اختیار وہ نیچے بیٹھتا چلا گیا اور اپنا دل کا غبار چھج کر نکالا۔

نہیں۔ نہیں۔ نہیں۔ تم ایسا نہیں کر سکتی میرے ساتھ۔ میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔ نہیں کرنے دوں گا میں تمہیں اس سے شادی۔ تم میری ہو صرف میری۔

وہ اپنا چہرہ بلند کیے دیوانہ وار چیخ رہا تھا۔ آنکھوں سے تو اتر آنسو بہہ رہے تھے۔ بے بسی کی جگہ اب غصے اور اشتعال نے لے لی تھی۔ اور وہ اٹھتا دروازے کت پاس میز کو کک مارتا باہر کو نکلا۔

ہم اپنے درد کا شکوہ تم سے کیسے کریں
محبت تو ہم نے کی ہے، تم تو بے قصور ہو



غصے سے پاگل ہوتی وہ اپنے کمرے میں داخل ہوئی۔ اور سب چیزیں اٹھا اٹھا کر نیچے پھینک دی۔ اس کے غصے کا نشانہ اس کا فون بھی بنا۔ جو کئی ٹکڑوں میں تقسیم اپنی قسمت کو رو رہا تھا۔

پاگل ہو گئی ہو کیا۔ عائشہ واشروم سے نکلتے اسوہ کو یوں چیزیں پھینکتے دیکھ کر بولی۔

لیکن اسوہ بغیر اس کی باتوں کا نوٹس لیتے بیڈ کی شیٹ اتار کر نیچے زمین پر پھینکی۔

اسوہ - کیا ہوا ہے - کیوں پاگلوں والی حرکت کر رہی ہو - اب وہ لہجے میں نرمی لاتے اس کے سامنے آتی بولی -

سمجھتا کیا ہے وہ خود کو - کہیں کا ہیرو ہے - یا میں اس کی غلام ہوں جو میں اس کی بات مانوگی - وہ غصے سے تکیہ نیچے مارتی بولی -

کس کی بات بات کر رہی ہو - عائشہ تجسس سے بھرپور لہجے میں اسے پکڑتے بیڈ پر بیٹھاتی بولی -

لیکن اسوہ بس غصے سے ہنکار بھرتی رہی -

کہیں حاشر کی بات تو نہیں کر رہی تم - وہ اسے خاموش دیکھتے خود ہی بولی -

اور کون ہو سکتا ہے اس کے علاوہ - وہ اب پانی کا گلاس عائشہ سے تھامتے اپنے ہونٹوں کو لگاتے بولی

ہممم - کیا کہہ رہا تھا - وہ اب سنجیگی سے بولی -

کیا کہہ سکتا ہے وہ مجھے - اس کی اتنی ہمت مجھے کچھ کہے - کہہ رہا تھا میں رزم سے دور رہا کروں - میں رزم کو چھوڑ دوں - وہ ہنکار بھرتے بولی -

پھر تم نے کیا کہا - عائشہ نے سوال دغا -

وہی جو کہنا چاہیے تھا - کہہ دیا میں نے کہ رزم میری محبت ہے - اور اس سے دور میں نہیں رہ سکتی -

پھر -

پھر کیا۔ چھوڑ آئی اسے میں وہاں۔ اور کہہ دیا میں نے کے مجھ سے دور رہے۔

اس کی بات سنتے عائشہ تلخی سے مسکرائی۔

آپ نے میری محبت ٹھکرائی تھی حاشر۔ آج آپ بھی ٹھکراے گئے۔ مجھے خوش ہونا چاہیئے تھا لیکن میں چاہ کر بھی خوش نہیں ہو پا رہی۔ کیونکہ مجھے اندازہ ہے اس تکلیف کا جس سے آپ گزر رہے ہیں۔ عائشہ نے دل ہی دل میں سوچا۔

اسوہ ایک بات کہوں تمہیں۔ عائشہ اسوہ کو دیکھتے بولی۔ جواب سونے کیلئے لیٹی تھی۔

ہمممم بولو۔

حاشر جیسی محبت تمہیں رزم کبھی بھی دے نہیں پائے گا۔ غصہ نہیں کرنا بس یہ ایک نصیحت ہے۔ کوئی زبردستی نہیں ہے۔ کبھی فرصت میں سوچنا ضرور۔ ورنہ جیسی تمہاری مرضی۔ کہتے وہ اس کی بغیر سننے کمرے سے باہر نکل گئی۔



رات کے اس پہر وہ اندھا دھن سڑک پر بھاگ رہا تھا۔ شاید یہ اس کا غصہ نکالنے کا ایک طریقہ تھا۔ وہ کہاں جا رہا تھا۔ اس کی کیا منزل تھی اسے کوئی اندازہ نہیں تھا۔ فضا میں دھند کی ہلکی ہلکی رمت تھی۔ اور اس ہلکی سردی میں بھی وہ پسینے سے شرابور بغیر سوچے سمجھے بھاگ رہا تھا۔ سڑک پر اکا دکا گاڑی ہی تھی۔

نہیں رہوں گی میں اس سے دور۔ سن لیا تم نے۔ نہیں رہوں گی دور۔ محبت کرتی ہوں اس سے۔ پیار ہے اس سے مجھے۔ منگیتر ہے وہ میرا۔ شادی کرنے والے ہیں ہم۔ نہیں رہ سکتی اس سے دور میں۔ میری بچپن کی محبت ہے رزم۔ میرے جینے کی وجہ ہے وہ۔ سن لیا تم نے۔ اب تمہارے لیے بہتر ہے کہ تم مجھ سے دور رہو۔ نکل جاو میری زندگی سے۔ بھول جاو مجھے حاشر شاہ۔ کیونکہ اسوہ علی کبھی تمہاری نہیں ہو سکتی۔

بار بار اسوہ کے کہے گئے الفاظ اس کے ذہن میں آرہے تھے - اور وہ یاد کرتے مزید غصہ ہوتے اور تیز بھاگنے لگا - اور تھک کر وہی زمین پر درمیان راستے بیٹھا اور دھاڑیں مار مار رونے لگا -

روتے وہ تھک چکا تو ایک سائیڈ سڑک پر بیٹھ گیا -

وہ گھٹنوں پر سر ٹکائے سڑک پر بیٹھا تھا کہ اسے اپنے قریب سرسراہٹ کی آواز آئی - سر اٹھاتے اس نے قریبی جھاڑیوں سے نکلتے بلی کے بچے کو دیکھا جو شاید سردی سے یا پھر بھوک سے کانپ رہا تھا - اور اب بالکل اس کے قریب آکر کھڑا ہو گیا تھا -

لگتا ہے تم بھی میری طرح اکیلے ہو - حاشر اسے دیکھتے بولا جیسے وہ کوئی انسان ہو - بلی کا بچہ اس کی سنے بغیر آس پاس دیکھنے میں مصروف تھا - شاید کسی کی تلاش میں تھا -

کسی کو ڈھونڈ رہے ہو - وہ اس کی نظروں کی تلاش دیکھتا سنجیدگی سے بولا - اور اس دفعہ بھی بلی کا بچہ اپنے کام میں لگا تھا -

مجھے لگتا ہے شاید میں تمہیں بھی پسند نہیں آیا۔ اب بلی کا بچہ حاشر کا چہرہ غور سے دیکھنے لگا۔ حاشر پھیکی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے مسکایا۔ اور اب وہ بلی کا بچہ تھکتے اس کے قریب بیٹھ گیا تھا شاید اس کی تلاش ختم ہو چکی تھی یا وہ بھی ناامید ہو گیا تھا حاشر کی طرح۔

تمہیں بھوک لگی ہے کیا۔ حاشر اب اسے ہاتھ میں پکڑتے بولا۔ جبکہ وہ بچہ اب آزاد ہونے کیلئے مچلنے لگا۔ جسے حاشر نے فوراً آزاد کر دیا۔ اور وہ دوبارہ اپنی مخصوص جگہ جا کر بیٹھ گیا۔ اور حاشر دوبارہ گھٹنوں پر سر ٹکا گیا۔ تھوڑی دیر بعد بلی کے بچے کی مسمناہٹ گونجی۔ جو شاید اب حاشر سے بات کر رہا تھا۔

تم شاید یہ پوچھ رہے ہو کہ میں یہاں کیا کر رہا ہوں۔ وہی خود ہی اس کی مسمناہٹ کا اندازہ لگاتے بولا۔ جو اب اس کے سر اٹھانے پر اس کی ٹانگوں کے درمیان چکر لگا رہا تھا۔

اور اب بیٹھے اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔

مسافر ہوں میں۔ وہ توقف سے بولا۔ ایسے راستے کا مسافر جس کی کوئی منزل نہیں۔ وہ آنکھیں میچتا کرب سے بولا۔

بہت محبت کرتا ہوں میں اس سے۔ بچپن سے اب تک میں محبت کیلئے ترسا ہوں۔ ماما بابا مجھے دائی کے پاس چھوڑ کر آفس چلے جاتے تھے اور میں پیچھے ماں کی ممتا اور باپ کی شفقت کیلئے ترستا تھا۔ پھر مجھے بورڈنگ سکول میں بھیج دیا گیا۔ اور پھر مجھے یہاں اکیلے چھوڑ کر وہ چلے گئے یہاں سے۔ محبت کیا ہوتی تھی مجھے پتہ ہی نہیں تھا۔ لیکن جب اسے دیکھا تو مجھے یوں لگا جیسے میری زندگی میں بہار آگئی ہو۔ میں جو زندگی سے بیزار تھا اسے زندگی سے محبت ہوگئی۔ لیکن اب وہ کہتی ہے کہ وہ کسی اور سے محبت کرتی ہے۔ اور وہ میری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔ آج پھر سے میں اکیلا ہو گیا ہوں۔ آج پھر تنہا رہ گیا ہوں۔ اب جینے کی خواہش نہیں رہی۔ وہ اپنی رو میں بولے جا رہا تھا۔ اور بلی کا بچہ اسے غور سے سن رہا تھا جیسے اس کی بات سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

اور وہ میاوں میاوں کرتا اس کی گود میں چڑھا۔

ہاہاہا۔ اچھا تم میرے ساتھ ہو۔ یہی کہنا چاہتے ہو۔ وہ اس ہلکی آواز میں ہنستا بولا۔
جیسے سنتے وہ بچہ پھر سے میاوں کرنے لگا۔

ٹھیک ہے اب باقی کی زندگی ہم دونوں ساتھ گزاریں گے۔ وہ اس کے آگے ہاتھ کرتا بولا۔
جیسے اس سے وعدہ لے رہا ہو۔ وجہ بلی کا بچہ تو نہیں سمجھ سکتا تھا۔ لیکن اس کی
پھیلی ہتھیلی پر نا سمجھی سے اپنا ایک پنچا رکھ گیا۔

اور اب وہ اس کی گود سے اترا زمین پر کھیلنا لگا۔ اور کھیلتے کھیلتے سرک کے درمیان جا
پہنچا۔ اور حاشر مسکراتا اسے دیکھ رہا تھا۔ جب اچانک اس کی نظر دائیں طرف سے آتے
ٹرک پر پڑی۔

حاشر جلدی اس بلی کے بچے کی طرف بھاگا۔ اور اسے پکڑتے خود میں بھینچا ہی تھا کہ وہ
ٹرک بری طرح اس سے ٹکرایا۔ اور اسے کچلتا چلا گیا۔

یہ سب اتنی جلدی ہوا کہ ٹرک ڈرائیور کو بھی سمجھ نہیں لگی۔ اور وہ ڈرتے خون میں
نہاے حاشر کو چھوڑ کر بھاگ گیا۔

اور وہ بے سود حوش و حواس سے بیگانہ آنکھیں موند گیا۔ اور اب بلی کا بچہ اس کے حصار
سے نکلتا اس کے قریب بیٹھے منمنا رہا تھا۔

کون جھانکے گا میری روح کی گہرائی میں
کون دیکھے گا میرے جسم میں ٹوٹا کیا ہے

کیا ہوا سب یہاں کیوں موجود ہیں۔ عائشہ اور اسوہ روم سے نکلتی ہوٹل کے ہال میں آئی
تھی جہاں ان کے سارے فیلوں کھڑے تھے۔ سب کو یوں کھڑا دیکھتے عائشہ پریشانی سے
بولی۔

پتہ نہیں۔ چلو چل کر دیکھتے ہیں۔ وہ دونوں بھی سب کی جانب گئی جہاں سب کے درمیان میں انہیں عزیزم کھڑا نظر آیا۔ جو خاصا پریشان لگ رہا تھا۔

کیا ہوا ہے یہاں۔ سب ٹھیک تو ہے نہ۔ عائشہ نے پیچھے کھڑے کسی لڑکے سے پوچھا۔

حاشر غائب ہے رات سے۔ اس لڑکے نے جواب دیا۔

کیا۔ حاشر غائب ہے۔ لیکن کہاں۔ کہاں گیا ہے وہ۔ عائشہ اسوہ کی طرف دیکھتے دوبارہ اس لڑکے سے پوچھنے لگی۔

پتہ نہیں کہاں گیا ہے۔ بس سی سی ٹی وی کیمرا میں دیکھا ہے کہ دس بجے وہ باہر نکلا تھا۔ اس کے بعد اس کا کوئی آتہ پتہ نہیں۔

اب کہ اسوہ کے بھی اوسان خطا ہوئے تھے۔ کیونکہ یہ وہی وقت تھا جب وہ دونوں ساتھ تھے۔ مطلب رات دس بجے سے صبح گیارہ بجے تک اس کی کوئی خبر نہیں تھی۔

کوئی ڈھونڈنے گیا ہے کیا اسے - اب کے اسوہ نے پوچھا۔

ہاں عمر گیا ہے - لیکن کوئی خبر نہیں اس کی - اسی لڑکے نے جواب دیا -
اسوہ اور عائشہ ایک دوسرے کو خالی نظروں سے دیکھ رہے تھے -



عزیم عمر سے پوچھو کچھ پتہ چلا اس کا - اسوہ بے چینی سے بولی - جبکہ اس کی آواز سن
کر عزیم میں اشتعال برپا ہوا - لیکن وہ ضبط کر گیا کیونکہ فلحال وہ حاشر کے متعلق سوچنا
چاہتا تھا -

کچھ سوچتے اس نے عمر کو فون کیا -

کچھ پتہ چلا - دوسری طرف سے فون پک کرتے ہی عزیم بولا -

نہیں فلحال کوئی پتہ نہیں چلا - جیسے کوئی خبر ملے گی میں سب سے پہلے تمہیں بتاؤں گا -
- دوسری طرف سے آواز گونجی -

کہاں ہو تم - مجھے اپنی لوکیشن بھیجو - میں ابھی آ رہا ہوں - مجھ سے ادھر ہاتھ پر ہاتھ رکھے
نہیں بیٹھا جا رہا - بس میں ابھی آ رہا ہوں - بتاؤ مجھے کہاں آنا ہے - وہ اب بے چینی سے
بولا -

نہیں - تمہارا وہاں ہونا بہت ضروری ہے عزیزم - میری بات سمجھنے کی کوشش کرو - جیسے
ہی کوئی انفارمیشن ملتی ہے میں تمہیں بتاؤں گا - یا تمہاری مدد کی ضرورت پڑی تو میں تمہیں
ضرور بلواؤں گا - عمر اسے سمجھاتے بولا -

ٹھیک ہے - جیسے ہی کچھ پتہ چلے مجھے بتانا - عزیزم تمہکے سے لہجے میں بولا - اور رابطہ
منقطع کیا -

کیا کہا عمر نے۔ کچھ پتہ چلا حاشر کا۔ اسوہ فوراً بولی۔ اور رزم غور سے اس بدلی سے اسوہ کو دیکھ رہا تھا۔

بکواس بند کرو اپنی اور چلتی بنو یہاں سے۔ نظر نہ آنا مجھے یہاں۔ اور ہاں ایک بات یاد رکھنا اگر اس سب کے پیچھے تمہارا ہاتھ ہوا نہ تو میں زندہ نہیں چھوڑوں گا تمہیں سمجھی تم۔ وہ حلق کے بل اس پر چلایا۔

یہ کس لہجے میں بات کر رہے ہو تم اسوہ سے۔ اور یہ دھمکی کس خوش میں دے رہے ہو تم اسے۔ حاشر کے غائب ہونے کے پیچھے اسوہ کا کیا ہاتھ ہے۔ رزم تلخ لہجے میں عزیزم سے بولا۔

اوووو سستے مجنو۔ اپنی لیلہ کو لیکر نکل لے یہاں سے۔ فلحال تم دونوں کی شکل نہیں دیکھنا چاہتا میں۔ دعا کر حاشر صحیح سلامت مل جائے۔ ورنہ تم دونوں کو نہیں چھوڑوں گا میں۔ اور اسوہ کا کیا ہاتھ ہے اس کے پیچھے تو اسے یہاں سے لے جا کر تفصیل سے پوچھ لو۔ لیکن خدا را یہاں سے دفعہ ہو جاو۔ عزیزم بغیر کسی لحاظ کے بولا۔

اسوہ چلو یہاں سے - کوئی ضرورت نہیں ان کی فکر کرنے کی - ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو - رزم اس کا ہاتھ تھامتے اسے یہاں سے لے گیا -



تم یہاں بیٹھو - ریلیکس رہو - زیادہ سوچنے کی ضرورت نہیں - وہ اسے کاوچ پر بیٹھاتا خود اس کے پاس بیٹھا -

رزم وہ ٹھیک تو ہوگا نہ - اسے کچھ ہوا تو نہیں ہوگا نہ - بہت غلط کیا میں نے اس کے ساتھ کل - وہ میری وجہ سے چلا گیا - میں نے اسے کہا تھا چلے جاو - اسوہ روتی اس کے کندھے پر سر ٹکا گئی -

کیا مطلب - تمہاری وجہ سے - کچھ چھپا رہی ہو مجھ سے - اب رزم الجھن سے پوچھنے لگا -
عزیم کی باتیں اسے بے معنی اور وقتی ری ایکشن لگی تھی - لیکن اب اسوہ کی باتیں سن کر وہ واقعی الجھ گیا تھا -

اسوہ خالی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی -

اسوہ میں کچھ پوچھ رہا ہوں - کیا چھپا رہی ہو مجھ سے -

وو۔ وہ کل رات میری لڑائی ہوئی تھی حاشر سے - وہ مجھ سے ٹکرا گیا تھا تو میں نے اسے سنا دی - اور تب میں نے اسے کہا تھا چلے جاو - وہ رزم سے نظریں چراتے بولی - کیونکہ فلحال اسے سچ بتا کر وہ حالات اور سنگین نہیں بنانا چاہتی تھی -

اوہ - تو اتنی سی بات پر کوئی تھوڑی نہ چھوڑ کر چلا جاتا ہے - ضرور کوئی اور بات ہوگی -
اور بے فکر رہو - مجھے یقین ہے وہ اتنی سی بات پر ناراض نہیں ہوا ہوگا - اب تم ادھر آرام کرو - میں باہر پتہ کر کے آتا ہوں - وہ اس کا گال تھپتھپاتے بولا -

آئی ایم سوری رزم - میں نے تم سے جھوٹ بولا - لیکن میرا مقصد غلط نہیں تھا۔ حاشر کے ملتے ہی میں تمہیں سب سچ بتا دوں گی۔ یا اللہ۔ حاشر جہاں بھی ہو صحیح سلامت ہو۔ بس میری وجہ سے اس کا کوئی نقصان نہ ہو۔ وہ ایک دفعہ دوبارہ رونا شروع ہوگئی تھی۔



کس کیلئے آنسو بہا رہی ہو یہاں بیٹھ کر - کیا لگتا ہے تمہارا جس کے لیے رو رہی ہو - رشتہ کیا ہے تمہارا اس کے ساتھ - کس حق سے اس کیلئے پریشان ہو تم - عائشہ کمرے میں داخل ہوتی غصے سے بولی - کیونکہ ابھی ابھی اسے حاشر کے ایکسیڈینٹ کی خبر ملی تھی -

عائشہ - اسوہ بغیر اس کی باتیں سننے اس کے گلے لگ گئی -

عائشہ وہ واقعی چلا گیا - اگر اسے کچھ ہو گیا تو میں کبھی بھی اپنے آپ کو معاف نہیں کر پاؤں گی - وہ روتے بول رہی تھی -

بند کرو اپنے ڈرامے - لگتی کیا ہو اسکی - کیوں اس کی فکر ہو رہی ہے - محبت تو نہیں ہوگئی کیا تمہیں اس سے بولو - جواب دو - اب یوں خاموش بت بنی مجھے کیا دیکھ رہی ہو - عائشہ اسے جھنجھوڑتے بول رہی تھی - اور وہ بس اسے دیکھ رہی تھی - صحیح کہہ رہی تھی وہ - کیا لگتا تھا وہ جس کیلئے یوں پاگلوں کی طرح رو رہی تھی -

مجھے بس احساسِ ندامت ہے بس - میری وجہ سے وہ گیا ہے - اور سب اس کی وجہ سے پریشان ہیں - اور سب کی پریشانی کی وجہ میں ہوں -- اسوہ کو یہی وجہ لگی تھی اپنی پریشانی کی -

ہونہ - احساسِ ندامت - تب تمہیں ندامت نہیں ہوئی جب تم نے اس کے احساسات کو کچل دیا تھا - تب تو تم نفرت کی دعوے دار تھی نہ - اب کہاں گئی تمہاری نفرت - جن سے نفرت کا دعویٰ کرتے ہیں نہ ان کیلئے آنسو نہیں بہاے جاتے - اور تم چاہتی تھی نہ وہ چلا جائے تمہاری زندگی سے - تو اللہ نے سن لی تمہاری - آج وہ آئی سی یو میں زندگی اور موت سے لڑ رہا ہے - اب بیٹھ کر دعا کرو یہاں اس کے مرنے کی - تاکہ تمہاری

نفرت جیت جائے - اور ہار جائے اس کی محبت - وہ اسے ساکت چھوڑتے وہاں سے نکلی



ڈاکٹر میرا دوست کیسا ہے - سب ٹھیک تو ہے نہ - زیادہ پریشانی کی بات تو نہیں ہے نہ -
عمر اور عزیزم دونوں حاشر کے ڈاکٹر کے پاس کھڑے پریشان ان سے پوچھ رہے تھے -

موٹروے روڈ پر ایکسیڈینٹ کی خبر سنتے عمر پولیس کے ساتھ ہسپتال چیک کرنے آیا تھا
اور یہاں آئی سی یو میں حاشر کو دیکھ کر اسے زمین آسمان ہلتے محسوس ہوئے تھے - وہ
حاشر کو اس حالت میں دیکھ کر خود ٹوٹ چکا تھا - ہمت کا مظاہرہ کرتے اس نے عزیزم
کو بھی اس کے ایکسیڈینٹ کی خبر دی اور اب وہ یہاں اس کے ساتھ موجود تھا -

دیکھیے - پیشینٹ بہت بری حالت میں ہمارے پاس آیا تھا - جب وہ یہاں آیا تب تک
ان کا کافی بلڈ ضائع ہو چکا تھا - رات تین بجے کے قریب ایک آدمی انہیں یہاں لیکر

آئے تھے - تب تک ان کی باڈی پر خون جم چکا تھا - جس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ایکسیڈینٹ کے دو سے تین گھنٹے بعد انہیں یہاں لایا گیا ہے - ایکسیڈینٹ میں ان کے سر اور ٹانگوں کو کافی نقصان پہنچا ہے - آپ جلد از جلد پیشنت کیلئے بلڈ کا انتظار کریں - ہم آپریشن کی تیاری کر رہے ہیں - باقی اللہ سب کا نگہبان ہے - ہم ڈاکٹر محض اپنی کوشش کر سکتے ہیں - ڈاکٹر پروفیشنل انداز میں کہتے عمر کے کندھے کو تھپکتے وہاں سے چلے گئے -



وہ مشینوں کے درمیان جکڑا زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہا تھا - ڈاکٹر اپنی پوری کوشش کر رہے تھے اسے بچانے کی - اور پچھلے تین گھنٹے سے اس کا آپریشن جاری تھا - اور باہر اس کے دو دوست کھڑے اس کی زندگی کی دعائیں مانگ رہے تھے -

عزیم حاشر کی مام کو فون کر دیا تھا نہ - عمر پریشان سائینج پر بیٹھا عزیم سے گویا ہوا -

ہاں صبح ہی اس کے لاپتہ ہونے کی خبر دی تھی۔ تب ہی کہہ رہی تھی کہ وہ ابھی پاکستان آرہی ہیں۔ اس کے بعد کال کی لیکن کوئی رسپانس نہیں آئی تھنک فلائٹ وغیرہ میں ہوگی۔

ہمممممم - عمر بس اتنا ہی کہہ سکا۔

یار یہ کیا ہوگیا۔ کتنا خوش تھا وہ۔ ایک لڑکی نے کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے اسے۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں عمر اگر حاشر کو کچھ ہوا نہ میں اس اسوہ کو چھوڑوں گا نہیں۔ عزیزم پریشانی سے چور لہجے میں غصہ ضبط کرتا بولا۔

ایسی بات نہیں کرتے۔ اللہ سے بہتری کیلئے دعا کرو۔ انشاء اللہ کچھ نہیں ہوگا حاشر کو۔ بے شک اللہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ عمر مضبوط لہجے میں عزیزم کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے بولا۔

تقریباً چار گھنٹے بعد آپریشن روم کی لائٹ بند ہوئی۔ اور ڈاکٹرز آپریشن روم سے باہر آئے۔ عمر اور عزیز فوراً ڈاکٹرز کی جانب لپکے۔

ہم نے اپنی پوری کوشش کی ہے ان کو سیو کرنے میں۔ اگلے چوبیس گھنٹے ان کیلئے بہت اہم ہیں۔ اگر ان گھنٹوں میں انہیں ہوش آگیا تو ان کے سرواؤل کے چانسز ہیں ورنہ ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ آپ اللہ سے بہتر کی امید رکھیں۔ ڈاکٹر پیشہ ورانہ انداز میں کہتے انہیں ساکت چھوڑے وہاں سے چلے گئے۔



وہ دونوں باہر بیچ پر بیٹھے تھے۔ آپریشن ہوئے بارہ گھنٹے گزر چکے تھے۔ حاشر کے والدین کسی بھی وقت پہنچنے والے تھے۔ تھوڑی دیر قبل ہی عمر نے انہیں ہسپتال کا نام اور ایڈریس سمجھایا تھا۔

کک کہاں ہے میرا بیٹا۔ مسز صائم نیچے ریسپشن سے حاشر کا کمرہ نمبر پوچھتے ابھی اوپر آئی تھی۔ اور عمر اور عزیزم کو دیکھتے فوراً ان سے حاشر کے متعلق پوچھا۔

وہ سامنے کمرے میں۔ عمر نے کمرے کی جانب اشارہ کیا۔ مسز صائم کی نظر دروازے سے پار سٹیج پر لیٹے حاشر پر پڑی۔ جو مختلف مشینوں میں جکڑا لے سود پڑا تھا۔

ماں چاہے جیسی بھی ہو لیکن اپنی جوان اولاد کو موت کے دہانے پر دیکھ کر تڑپ جاتی ہے۔ یہی حالت مسز صائم کی تھی۔ جو اپنے اکلوتے بیٹے کو اس حالت میں دیکھ کر تڑپ رہی تھی۔

صائم یہ کیا ہو گیا۔ ہمارے بچے کے ساتھ۔ وہ اب اندر کمرے میں موجود اپنے شوہر کے گلے لگ کر حاشر کی حالت دیکھ کر رو رہی تھی۔ اور صائم خود اپنے بیٹے کو اس حالت میں دیکھ کر غمگین تھے۔

مم۔ میرا بچہ۔ تھوڑے دن پہلے تو آیا تھا میرے پاس سے۔ ا۔ اب دیکھیں کس حالت میں ہے میرے سامنے۔ میں تو صحیح سے پیار بھی نہیں کر سکی اپنے بچے کو۔ وہ ہمیشہ میری ممتا کیلئے تڑپتا رہا اور میں اپنے بزنس میں مصروف رہی۔ اور آج دیکھیں میں اپنے بیٹے کو پیار کرنے کیلئے تڑپ رہی ہوں۔

حاشر میرے بچے۔ اٹھو نہ۔ دیکھو۔ ماں ملنے آئی ہے اپنے بیٹے سے۔ اٹھو نہ بیٹا میں جی بھر کر پیار دوں گی تمہیں۔ میری جان آنکھیں کھولو نہ۔ وہ زار و قطار روتی حاشر کو جھنجھوڑ رہی تھی۔ لیکن وہ اسی حالت میں بے ہوش پتھر بنا پڑا تھا۔ وہ جو ہمیشہ محبت کے پیچھے بھاگتا تھا آج محبت اس کے لیے رو رہی تھی۔ لیکن شاید اس نے محبت سے منہ موڑ لیا تھا۔ اب شاید اسے محبت کی ضرورت نہیں رہی تھی۔

صائم اسے اٹھائے نہ وہاں کیوں کھڑے ہیں۔ مسز صائم اپنے شوہر سے بولی۔ جو ان سے دو قدم کی دوری پر اپنے بیٹے کی نازک حالت پر خاموش آنسو بہا رہے تھے۔

انکل آنٹی حوصلہ رکھیں۔ آپ اللہ سے دعا کریں سب ٹھیک ہو جائے گا۔ عمر اور عزیزیم دونوں کو حوصلہ دے رہے تھے۔ اور مسز صائم وہاں نڈھال سی آنسو بہا رہی تھی۔



کیسا ہے وہ۔ اسوہ نے عائشہ سے پوچھا جو ابھی ہسپتال سے واپس آرہی تھی۔

لیکن وہ بغیر اس کی بات کا جواب دیے واشروم چلی گئی۔

واشروم سے نکلتے وہ بیڈ پر سونے کی جانب آئی۔

میں تم سے کچھ پوچھ رہی ہوں۔ کیسا ہے وہ۔ ہوش آیا اسے۔ وہ تڑپتی اس سے پوچھ رہی تھی۔

مر رہا ہے وہ۔ جا کر بچا لو۔ وہ طنز کرتی لحاف اپنے اوپر اوڑھتے آنکھیں موند گئی۔



رات کا پہر تھا جب وہ بڑی شال میں چہرہ ڈھکے تنہا ہسپتال آئی - کوریڈور سے ہوتی وہ
سیدھا ریسپشن پر آئی -

حاشر شاہ کون سے روم میں ایڈمیٹ ہیں - اس نے ریسپشن پر کھڑی ریسپشنسٹ سے
پوچھا -

فرسٹ فلور پر 16 نمبر روم میں - ریسپشنسٹ نے جواب دیا - اور اس نے اپنے قدم
اوپر کی جانب بڑھائے -

وہ دبیز قدم اٹھاتے دھڑکتے دل کے ساتھ روم کی جانب جا رہی تھی - اس شخص سے ملنے
جو آج اس کی وجہ سے تکلیف میں تھا - احساسِ محبت تھا یا احساسِ ندامت وہ سمجھنے
سے قاصر تھی - بس وہ یہ جانتی تھی کہ وہ اس کی وجہ سے تکلیف میں ہے - اور یہی

احساس اسے سکون نہیں بخش رہا تھا۔ اس کے سننے میں یہی آیا تھا کہ اس کی حالت بہت نازک ہے۔ اور یہی سوچ اسے ہلکان کر رہی تھی کہ خدا نخواستہ اگر اسے کچھ ہو گیا تو وہ تا عمر خود کو معاف نہ کر سکے گی۔

انہی سوچوں کے حصار میں وہ فرسٹ فلور تک آئی۔ اس کی نظر کمرے کے سامنے بیچ پر گئی جہاں عمر اور عزیزم ایک دوسرے کے کندھے پر سر ٹکائے سو رہے تھے۔ ٹھکاوٹ کی وجہ سے کب انہیں نیند آئی انہیں کچھ پتہ نہ چلا۔ صائم اور مسز صائم کو تھوڑی دیر پہلے ہی عمر اور عزیزم نے زبردستی ہوٹل بھیجا تھا تاکہ وہ تھوڑی دیر آرام کر لے۔ اور نجانے کل کی صبح سب کیلئے کیا پیغام لیکر آنے والی تھی۔

دور کہی تہجد کی اذان وہ آسانی سے سن سکتی تھی۔

یا اللہ اپنے پیارے حبیب کے صدقے حاشر کو ٹھیک کر دے۔ اذان کا جواب دیتے اس نے سچے دل سے دعا کی اور ہلکے سے دروازہ کھولا۔

اس کی نظر سیدھا حاشر پر پڑی - جس کا رنگ زردی ماٹل پیلا ہو گیا تھا - چہرے کی رونق
کھی جا سوئی تھی - اور سنجیدہ سا آنکھیں بند کیے لیٹا تھا -

اسے یوں دیکھتے اس کے دل میں تکلیف سی اٹھی - سب کو ہنسانے والا انسان آج سب
کے آنسوؤں کی وجہ بنا تھا -

وہ ہلکے قدم اٹھاتی سیچر کے ساتھ رکھی کرسی کی جانب گئی اور بغیر آواز پیدا کیے اسے
سرکاتے اس پر بیٹھی -

اسے سمجھ نہ آیا وہ کیا کہے - کیا کرے - کیسے اسے جگائے - بے شک وہ اس انسان کا
وجود اپنی زندگی میں برداشت نہیں کر سکتی تھی پر اس کا ایسا حال بھی نہیں چاہتی تھی -

آئی ایم سوری - وہ روتی اس کے ہاتھ پر اپنا سر ٹکا گئی - کیوں اسکی تکلیف کو وہ خود کی
تکلیف سمجھ رہی تھی یہ اس کی سمجھ سے بالاتر تھا -

مم - مجھے نہیں پتہ مم - میں تمہیں کیسے جگا دوں - کیسے تم سے معافی مانگوں کیا کہوں - بہت سوچنے کے باوجود بھی مجھے اپنی غلطی نظر نہیں آرہی - لیکن تمہاری اس حالت کی ذمہ دار بھی میں ہوں - اگر اللہ نہ کرے تمہیں کچھ ہو گیا تو میں کبھی بھی خود کو معاف نہیں کر سکوں گی - وہ اس کے ہاتھ پر سر ٹکائے اپنے دل کا غبار نکال رہی تھی - جو وہ کل سے اپنے دل میں لیے پھر رہی تھی -

حاشر نے ہلکی سی اپنی آنکھیں کھولیں - سر میں اٹھتی درد کی ٹیس سے اور تیز روشنی سے اس کی آنکھیں چندیا ئی - روشنی کو برداشت کرتے اس نے اپنی ہلکی ہلکی آنکھیں کھولنے کی کوشش کی - اور آس پاس کا جائزہ لیتے خود کی پوزیشن کا جائزہ لینے کی کوشش کی - یکایک اسے اپنے ہاتھوں پر نمی محسوس ہوئی - آہستہ گردن ہلاتے اس نے اپنے دائیں جانب دیکھنے کی کوشش کی -

ہاں اس آواز کو تو وہ فوراً پہچان سکتا تھا - اسوہ کو اپنے پاس دیکھ کر اتنی کریناک حالت میں بھی سکون پہنچا -

میں کیا کروں مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا حاشر۔ ایک طرف میری محبت رزم ہے تو دوسری طرف تم ہو۔

اس کے الفاظ سنتے حاشر کی تکلیف اور اضافہ ہوا۔

میں بہت مجبور ہوں حاشر۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔ میں نے ہمیشہ رزم کا ساتھ مانگا ہے۔ محبت کی سیڑھیوں پر قدم رکھتے میں نے رزم کو صرف سوچا ہے۔ میرے دل پر صرف اور صرف اسکا قبضہ ہے۔ وہ روتے اپنا دل کا حال بیان کر رہی تھی۔

دوسری طرف حاشر کرب میں مبتلا ہو رہا تھا۔ اسے اپنی جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔

میں کیسے تمہاری محبت پر آمین کہہ دو جب میرے دل میں تمہارے لیے جزبات ہی نہیں ہے۔ تمہاری اس حالت کا سب مجھے ہی قصور وار سمجھ رہے ہیں۔ میں بہت شرمندہ ہوں۔ مم مجھے معاف کر دینا حاشر۔ مجھے معاف کر دینا۔ وہ زار و قطار اس کا ہاتھ پکڑے رو رہی تھی۔

اور دوسری طرف حاشر کو اپنے سانس اٹکتے محسوس ہو رہے تھے۔

دروازے سے آتے عزیم کی نظر ان پر پڑی۔ جس کی ابھی آنکھ کھولی تھی۔ اور وہ حاشر کو دیکھنے آیا تھا۔ لیکن سامنے کا منظر دیکھ کر اس کی آنکھ میں لہو اترتا۔ اس نے بھی بغیر حاشر کی طرف دیکھے اسوہ کو کھینچ کر اٹھایا۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہاں آنے کی۔ وہ کسی شیر کی طرح اس پر دھڑا۔ لیکن دونوں کی توجہ حاشر نے کھینچی جو زور زور سے سانس لینے کی کوشش کر رہا تھا۔

حاشر۔ دونوں بیک وقت بولے۔

حاشر کی حالت دیکھتے دونوں کو اپنی جان جاتی محسوس ہوئی۔

ڈاکٹر۔ عزیم حلق کے بل چلایا۔ جسے سنتے کمرے میں موجود سوئی نرس ہڑبڑا کر اٹھی۔

جلدی سے ڈاکٹر کو بلاؤ۔ عزیم اس پر دھاڑا۔ شور سنتے عمر بھی بھاگ کر اندر آیا۔

Visit For More Novels : www.pdfnovelsbank.com

اسسوہ - اس نے بمشکل سانس لیتے اسوہ کو پکارا -

جج جی - وہ سہمی سی آواز میں بولی - جو اس وقت حاشرہ کو یوں تڑپتے دیکھ کر ہلکان ہو رہی تھی -

مم - میں تمہیں معاف کک کرتا ہوں - وہ سانس کھینچتے تکلیف سے بول رہا تھا اور وہ تینوں ہونک بنے اسے دیکھ رہے تھے -

ااپنا وقت ، اپنی محبت ، تمہارے دل چیر دینے والے الفاظ ، تمہارا تلخ رویہ - مم میری دل سے دعا ہے کہ اللہ تت - تمہیں دنیا جہاں کی محبت دے - مم - مگر ہر محبت میں تمہیں مم - میرا عکس نظر آئے - وہ ہنپتے بول رہا تھا - تمہیں ساری خوشیاں دی - لل - لیکن ہر خوشی میں تمہیں میرے آنسو یاد آئے - تت - تمہیں وہ سب کچھ ملے جس کیلئے میری محبت کی قربانی تمہیں دینا پڑی -

آخری الفاظ لیتے اس نے اپنا اٹکا سانس خارج کیا - اور آنکھیں بند کر گیا -

حاشر - تینوں کی بیک وقت چخ بلند ہوئی -

اب میرا زکر نہیں آئے گا داستان میں
آگے میں کہانی بدلنے والا ہوں



دو سال بعد؛

کیسی ہو - وہ ابھی یونیورسٹی سے گھر آئی تھی - اور آتے کمرے میں بند ہوگئی - اور عائشہ
کو فون کیا -

اچھا آج آئی کیوں نہیں - دوسری طرف سے جواب پاتے اس نے اگلا سوال کیا -

Visit For More Novels : www.pdfnovelsbank.com

کیا ایا۔ مبارک ہو۔ یہ تو اچھی بات ہے۔ اسوہ نے اس کی بات سنتے جواب دیا۔

ہممم۔ انشاء اللہ ضرور آؤں گی۔ اسوہ نے دوسری طرف سے کی گی بات کا جواب دیا۔

ہاں انشاء اللہ تمہاری شادی پر ملاقات ہوگی اس سے بھی۔ اس نے دل پر ہاتھ رکھتے جواب دیا۔

پہلے سڈی کمپلیٹ کر لیتی۔ بعد میں کر لیتی شادی۔ تین مہینے ہی تو تہ گے ہیں۔ بس فائنل میں۔ اسوہ نے تھکے سے لہجے میں کہا۔

چلو اگلے ہفتے ملاقات ہوتی ہے تمہاری شادی پر۔ کہتے اس نے فون رکھا۔ اور آنکھیں موندتی لیٹی۔ آنکھیں بند کرتے ایک سایہ اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا۔ پٹ اس نے اپنی آنکھیں کھولی۔ اور اپنے آس پاس دیکھا جہاں کوئی نہیں تھا۔ وہ تو عادی ہوئی تھی اب ان سب کی۔ پچھلے دو سال میں وہ ایک پل کیلئے بھی سکون حاصل نہیں کر

سکی تھی۔ ہمیشہ اس شخص کی آخری باتیں اس کے کان کے قریب گونجتی رہتی۔
آنکھیں موندتی تو اس کا عکس دیکھائی دیتا۔ وہ یکسر تبدیل ہوگئی تھی۔ اس کی شوخی کہی جا
سوئی تھی۔

آہ۔ اس نے کچھ سوچتے کہا۔ بے اختیار آنسو اس کے گال سے ہوتا ٹھوڑی تک پہنچا۔
جسے وہ پل میں ہی صاف کر گئی۔ کیونکہ وہ چاہ کر بھی اپنے دل کا حال کسی کے سامنے
بیان نہیں کر سکتی تھی۔



اسوہ بیٹا۔ اسعد نے ہلکا دروازہ کھول کر اسے پکارا۔

جی پایا۔ وہ کتابوں سے سر اٹھاتے اپنے بابا کو دیکھ کر بولی جو دروازے پر کھڑے اسے ہی
دیکھ رہے تھے۔

کیسا ہے میرا بچہ - وہ اندر آتے اس کی کتابیں سمیٹتے ایک طرف رکھتے بولے -

آپکے سامنے ہی ہوں - وہ پھسکی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے بولی -

تم ٹھیک ہو نہ بیٹا - وہ اب اس کا ہاتھ تھامتے بولے -

جی بابا میں بالکل ٹھیک ہوں - آپ پریشان نہ ہوں -

تمہاری ماما بتا رہی تھی جب سے یونی سے آئی ہو کمرے میں بند ہو - سب ٹھیک ہے نہ بیٹا -

جی بابا - بس تین ماہ بعد فاسٹلز ہیں - اور آج کل بہت بڑن ہے - تو آتے ہی بڑی ہوگئی - وقت کا پتہ ہی نہیں چلا -

ہمممم - خوش ہو نہ تم - اسعد نے اس سے پوچھا -

جی بابا میں بہت خوش ہوں - آپ کیوں پریشان ہوتے ہیں میرے لیے - میں بالکل ٹھیک ہوں - وہ اب ان کی گود میں سر رکھ کر بولی -

آپ کو پتہ ہے پاپا جو میری دوست ہے نہ عائشہ - اسوہ نے ان سے کہا -

جی پتہ ہے -

بابا اس کی لگے ہفتے شادی ہے - -

ماشاء اللہ یہ تو اچھی بات ہے - اللہ اس کے نصیب اچھے کرے - اور اسے ڈھیروں خوشیاں دے - انہوں نے دل سے دعا دی -

آمین - وہ بھی سچے دل سے بولی -

کسی جاننے والے سے ہی ہو رہی ہے کیا شادی۔ اسعد نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے پوچھا۔

جی یونی میں ہی ساتھ پڑھتا تھا لڑکا۔ سنیر تھا ہمارا۔ پاس آؤٹ ہو گیا ہے پچھلے سال۔ اس نے آنکھیں موندتے جواب دیا۔ اور اپنے بابا کی آغوش میں سکون محسوس کرنے لگی۔ سکون محسوس کرتے ایک دفعہ دوبارہ اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ کیا سے کیا ہو گئی تھی اس کی زندگی۔ وہ لڑکی جس کی ہنسی کی کھلکھلاہٹ چاروں طرف گونجتی تھی آج اپنی بے بسی اور لاچاری پر گھٹ گھٹ کر آنسو بہانے پر مجبور تھی۔



کیا ہوا بیٹا کچھ پریشان نظر آرہے ہو۔ نائمہ ابھی رزم کو چائے دینے کمرے میں آئی تھی اسے یوں سر پکڑے بیٹھے دیکھ کر پریشان ہوئی۔

نہیں ماما۔ بس اسوہ کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ رزم نے موبائل سائیڈ پر رکھا اور چائے کا کپ تھام لیا۔

کیا سوچ رہے ہو پھر۔ وہ رزم کو سنجیدہ دیکھ کر گویا ہوئی۔

کافی بدل گئی ہے وہ۔ میرے ساتھ اس کا رویہ کافی تبدیل ہو گیا ہے۔ وہ سنجیدگی سے بولا۔

ہاں میں نے بھی محسوس کیا ہے۔ نائمہ نے اپنے بیٹے کی تائید کی۔

آج بھی میں نے اس سے ڈنر کی بات کی تو انکار کر دیا۔ جبکہ پہلے تو وہ اپنا زیادہ وقت میرے ساتھ ہی گزارتی تھی۔

ہممسمم کیا وجہ ہو سکتی ہے اس کے پیچھے۔ کہیں وہ کسی اور میں تو۔

نہیں نہیں مام ایسی کوئی بات نہیں ہے - رزم نے فوراً نایمہ کی بات کاٹی -

پھر بیٹا کیا بات ہو سکتی ہے -

آئی تھنک وہ ڈپریشن کا شکار ہے مام - کوئی بات ہے جو اسے اندر ہی اندر کھائے جا رہی ہے - اسے میری ضرورت ہے مام - وہ پریشانی سے بولا۔

تو بیٹا اس سے بات کرو - اس سے پوچھو کیا بات ہے -

آپ کو کیا لگتا ہے میں نے کوشش نہیں کی - کافی دفعہ بات کی ہے میں نے لیکن کوئی حاصل نہیں - مام مجھے لگتا ہے اب آپکو ماموں سے شادی کی بات کر لینی چاہیئے - شادی کیلئے یہ بالکل صحیح وقت ہے - رزم نے اپنے دل کی بات کہی۔

ٹھیک ہے میں کل ہی اسعد سے بات کرتی ہوں تمہاری اور اسوہ کی شادی کی - اس سے پہلے میرے دل کے دوسو سے یقین میں بدل جائیں - انہوں نے رزم کی بات پر حامی بھری -



نہیں ماما میرا دل نہیں کر رہا شاپنگ کا۔ آپ پلیز اکیلی چلی جائے نہ۔ اسوہ نے دلکش کو انکار کیا جو اسے ساتھ شاپنگ پر لے جانے کیلئے بضد تھی -

نہیں تم بھی چلو میرے ساتھ - میں اکیلی بالکل بھی نہیں جاؤں گی۔ اور تم بھی کر لینا نہ شاپنگ عائشہ کی شادی کیلئے -

میں نے کوئی شاپنگ نہیں کرنی - بہت کپڑے پڑے ہیں میرے پاس - میں انہی میں سے کچھ پہن لوں گی - اور میرا بالکل بھی دل نہیں ہے باہر جانے کا - پلیز اب ضد نہ کریں -

ٹھیک ہے اگر تم نہیں جاوگی تو میں بھی نہیں جاؤں گی - اور تم سے بالکل بھی بات نہیں کروں گی - اللہ نے ایک ہی اولاد دی - وہ بھی اتنی نافرمان جو بالکل بھی بات نہیں مانتی - دلکش کی ایوشنل بلیک میلنگ شروع ہو چکی تھی -

اففففف - ماما آپ اچھے سے جانتی ہیں اپنی بات منوانا - کبھی کبھی بالکل بچی بن کر ضد کرنے لگ جاتی ہیں - رکے آپ میں اندر سے اپنا پرس لے آؤں اب - وہ زچ ہوتی بولی - دلکش دلکشی سے مسکرا دی -

مال کے سامنے اترتے سالوں پہلے کا واقعہ اس کی آنکھوں کے سامنے گزرا - کہ کیسے اس شخص نے اس کیلئے مارپیٹ کی تھی - کیسے اس نے اس کی مدد کی تھی - کیا تھا وہ شخص اس کیلئے - کچھ بھی تو نہیں تھا وہ اس کیلئے - ساتھ ہی کتنا تھا اُن دونوں کا -

محض کچھ مہینوں کا۔ اور ان ہی کچھ مہینوں میں وہ اس پر اپنی چھاپ چھوڑ گیا تھا۔ وہ جہاں جاتی تھی اس کی یادیں اس کا پیچھا کرتی تھی۔ اس کی باتیں، اس کی لہجے کی تڑپ آج تک اس کو بھولی نہیں تھی۔ سب آگے بڑھ چکے تھے لیکن اسوہ وہی دو سال اٹک گئی تھی۔ اپنی اور اُسکی آخری ملاقات میں۔ وقت مانو اس کیلئے تھم چکا تھا۔ اور وہ بھی وقت کے ساتھ وہی کہی رک گئی تھی۔

اُس جگہ کو دیکھتے وہ وہی رک گئی تھی۔

کیا ہوا مانو۔ یہاں کیوں کھڑی ہوئی۔ دلکش نے اسے یوں کھڑا دیکھ کر پوچھا۔

کک۔ کچھ نہیں۔ بس کچھ یاد آگیا۔ وہ یادیں جھٹکتی بولی اور آگے کو چل دی۔



یہ منظر ہے شاہ ہاوس کا جہاں مشہور بزنس ٹانکون صائم شاہ نے اپنے بیٹے حاشر شاہ کے ہوش میں آنے کی وجہ سے پارٹی منعقد کی ہے۔

جی تو ناظرین بتاتی چلو کہ حاشر شاہ جو دو سال قبل ایک سنگین حادثے کا شکار ہو کر کومہ میں چلے گئے تھے انہیں تین دن قبل ہوش آیا ہے۔ اور آج اس خوشی میں صائم شاہ نے اپنے گھر میں پارٹی رکھی۔

ہر طرف یہی شور تھا۔ تمام نیوز چینلز پر ایک ہی خبر نشر کی جا رہی تھی۔ اور وہ ساکت سی صوفے پر بیٹھی اس خبر کے زیر اثر تھی۔ اور بت بنی اپنی نظریں ایک ہی سمت پر مرکوز کرے بیٹھی تھی جہاں ایک گھر کا منظر دکھایا جا رہا تھا۔ جو پورا برقی قسموں سے سجا تھا۔ اور ہر طرف ہنستے مسکراتے چہرے نظر آرہے تھے۔

اسے اپنے کانوں پر ابھی بھی یقین نہیں ہو رہا تھا کہ جو اس نے وہ حقیقت ہے یا اس کا بھرم۔ لیکن جو بھی تھا اس خبر نے اسے زندگی کی نوید سنا دی تھی۔ وہ سکون جو دو سال قبل ہوا ہو گیا تھا ایک دفعہ دوبارہ اس کے پور پور میں سرایت کر گیا تھا۔ بے اختیار وہ اپنے ماضی کے پنوں میں کھو گئی۔

دو سال قبل؛

تت۔ تمہیں دنیا جہاں کی محبت دے۔ مم۔ مگر ہر محبت میں تمہیں مم۔ میرا عکس نظر آئے۔ وہ ہنپتے بول رہا تھا۔ تمہیں ساری خوشیاں دی۔ لل۔ لیکن ہر خوشی میں تمہیں میرے آنسو یاد آئے۔ تت۔ تمہیں وہ سب کچھ ملے جس کیلئے میری محبت کی قربانی تمہیں دینا پڑی۔

آخری الفاظ لیتے اس نے اپنا اٹکا سانس خارج کیا۔ اور آنکھیں بند کر گیا۔

حاشر۔ تینوں کی بیک وقت چیخ بلند ہوئی۔

ڈاکٹر کوئی ڈاکٹر کو بلائے۔ عمر اور عزیزیم حواس باختہ حلق کے بل چلا رہے تھے۔

جب ہڑبڑاتی ڈاکٹر اور نرس کمرے میں داخل ہوئے۔

او نو - حاشر کو دیکھ کر بے ساختہ ڈاکٹر بولی -

آپ لوگ باہر جائے جلدی - ڈاکٹر نے حاشر کے قریب آتے کہا - اور نرس نے تینوں کو اس کمرے سے باہر نکالا -

اسوہ کی نظر حاشر کے بے سود جسم پر پڑی جہاں وہ چہرہ موڑے پڑا تھا - اور بند ہوتے دروازے کے ساتھ وہ اس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا -



آئی ایم سوری مینٹل ٹروما کی وجہ سے ہم پیشنٹ کو ریکور نہیں کر سکے اور وہ -

نہیں نہیں - یہ نہیں ہو سکتا - میرے دوست کو کچھ نہیں ہو سکتا ڈاکٹر وہ ٹھیک ہے بلکل - عمر ڈاکٹر کی بات کاٹتا صدمے سے بولا -

اور وہی زمین پر بیٹھ کر رونے لگا۔ دوسری طرف عزیزم اور اسوہ دونوں کی حالت بھی کچھ ایسی تھی اور انہوں نے اپنا بین شروع کر رکھا تھا۔

سٹاپ اٹ رائٹ ناؤ۔ آپکے پیشنٹ کومہ میں چلے گئے ہیں۔ امید کی ایک کرن باقی ہے ابھی۔ ڈاکٹر تینوں کو دیکھ کو تپتی بولی جو بغیر سوچے سمجھے اس سرپس حالت میں بھی ری ایکٹ کر رہے تھے۔

کومہ۔ اسوہ زیر لب بڑبڑائی۔

جی کومہ۔ مینٹل ٹروما کی وجہ سے پیشنٹ کومہ میں چلے گئے ہیں۔ کسی بات کا صدمہ لگا ہے انہیں۔ اسی وجہ سے وہ کومہ میں گئے ہیں۔

تت۔ تو کب تک سٹیبل ہو سکتا ہے حاشر۔ عزیزم کی دھیمی سی آواز نکلی۔

کچھ کہا نہیں جاسکتا - ہو سکتا ہے انہیں کل ہی ہوش آجائے ہو سکتا ہے مہینے بعد یا سال بعد یا پھر آئے ہی نہ - ڈاکٹر نے پروفیشنل انداز میں کہا - اور چلی گئی -

نو نو نو - یہ نہیں ہو سکتا - کچھ نہیں ہوگا حاشر کو - عزیزم چلایا -

کنٹرول یور سیلف عزیزم - اسوہ اسے توصلہ دینے کی خاطر بولی -

شٹ اپ جسٹ شٹ اپ - تمہاری وجہ سے ہوا ہے یہ سب - نہ تم آتی نہ حاشر تمہیں دیکھتا اور نہ اس کی یہ حالت ہوتی - کھاگئی تم میرے دوست کو - چلی جاو یہاں سے دفعہ ہو جاو اس سے قبل میں تمہارے ساتھ کچھ کردوں - اور بہتر ہوگا کہ آئندہ کبھی ہمارا سامنا نہ ہو - میں تمہارا سایہ بھی حاشر پر اب برداشت نہیں کر سکتا - وہ خونخوار لہجہ میں آنکھوں میں سرخی لیے اس پر دھاڑا - اور وہ وہی کونے میں سہمی رونے میں مصروف تھی - اور جاتے جاتے یہی اپنا سکون گئی تھی - اور شاید اپنے سکون کے ساتھ ساتھ دل بھی اس کا یہی رہ گیا تھا - جو بات ابھی اس کی سمجھ میں نہیں تھی -



وہ سب یاد کرتے اس نے لمبا سانس کھینچا۔ اور سکرین کی طرف دیکھنے لگی جہاں صائم شاہ اور مسز صائم کھڑے تھے۔ اور میڈیا پرسن کے سوالات کے جوابات دے رہے تھے

اور اچانک کیمرے کا رخ تبدیل ہوا۔ تمام کیمروں کا فوکس گیٹ کی طرف اس شخص پر تھا جو بلیک تھری پیس میں ملبوس، بڑھی بڑھی شیو، چہرے پر جہاں بھر کی سنجیدگی سجائے عمر اور عزیم کے درمیان چلتا سٹیج کی جانب آ رہا تھا۔ جن کے ہونٹوں کی مسکراہٹ تھمنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ جو آج اپنے دوست کو صحیح سلامت دیکھ کر پھولے نہ سما رہے تھے۔

حاشر پر نظر پڑتے اسوہ کی دل نے ایک بٹ مس کی۔ وہ دو سال قبل والا حاشر لگ ہی نہیں رہا تھا۔

اپنی دلی حالت پر قابو نہ پاتے اس نے جلدی سے ٹی وی ریوٹ چینل چینج کیا۔ جہاں لگے چینل پر حاشر کی ایکسیڈینٹ کی کچھ تصویریں تو کچھ اب کی دیکھائی جا رہی تھی۔ ایک درد سا اٹھا اس کے دل میں یہ سب دیکھ کر۔ خود کو قابو کرتے اس نے دوبارہ چینل چینج کیا۔ جہاں اب حاشر اپنے والدین کے درمیان کھڑا تھا۔

تو کیسا محسوس کر رہی ہیں آپ آج مسز صائم۔ کسی لینکر نے سوال کیا۔

محیثیت ماں میں اپنی دل کی حالت بتانے سے قاصر ہوں لیکن۔ میں اپنے رب کی بہت شکر گزار ہوں جس نے میرے بیٹے کو زندگی دی۔۔ وہ نم سے لہجے میں بولی۔ جسے سنتے حاشر نے انہیں اپنے سینے سے لگا لیا۔ اور مسز صائم اسکے گلے لگے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ اور حاشر نے محبت سے ان کے بالوں پر بوسہ دیا۔

اتنا جذباتی منظر دیکھ اسوہ نے ٹی وی بند کر دیا۔ اور مایوس ہو کر بیٹھ گئی۔ لیکن یہ مایوسی پل بھر کی تھی۔ وہ پھر کھنک دار ہنسی ہوا میں گونج رہی تھی۔ ہاں وہ آج کھل کر ہنس

رہی تھی دو سال بعد، ہاں وہ خوشی منا رہی تھی اس انسان کیلئے جس سے وہ نفرت کرتی تھی۔

اور صوفے سے اٹھتے ہال میں جھومنے لگی۔ اس کی آواز سنتے اسعد اور دلکش کمرے سے نکلے اور اسے یوں گھومتے دیکھ دونوں حیران ہوئے۔

اسوہ بیٹا کیا ہوا۔ اسعد نے اچنبھے سے پوچھا۔

میں بہت خوش ہوں پایا آج بہت خوش میں۔ میرے دل کو سکون مل گیا ہے پایا۔ میں اپنی خوشی لفظوں میں نہیں بیان کر سکتی۔ مجھے لگ رہا ہے آج ہوا میں خوشی کے عنصر شامل ہیں۔ اور وہ عنصر ہر جھونکے کے ساتھ میرے اندر سرایت کر رہے ہیں پایا۔ آج خوشیاں منانے کا دن ہے پایا۔ وہ جھوم رہی تھی اور بول رہی تھی۔

اور اتنے دنوں کے بعد اسوہ کو دوبارہ یوں دیکھ کر دلکش اور اسعد دونوں پرسکون ہو گئے۔ اور مسکراتے اسعد نے اپنا بایاں بازو کھولتے دلکش کو اپنے ساتھ لگا لیا۔ اور بھی اپنا سر اس کے کندھے پر ٹکائی۔ اور دونوں مسکراتے جھومتی اسوہ کو دیکھ رہا تھا۔

جھومتے جھومتے اسوہ کب باہر لاؤنج میں آئی اسے پتہ ہی نہیں چلا۔ جب اچانک اس کی نظر کار سے اترتی نائمہ اور رزم پر پڑی۔ اور ایک پل میں اس کی مسکراہٹ چھو ہوئی۔

پپ۔ پھوپھو۔ آپ۔ وہ مسکرانے کی سعی کرتے بولی۔

جی بیٹا میں۔۔۔ وہ پیار سے اس کا گال کھینچتے بولی۔

آ۔ آپ یہاں۔ اس وقت خیریت۔ وہ کسی احساس کے تحت بولی۔

ہاں بیٹا تمہاری یاد آرہی تھی اسی لیے تم سے ملنے آگئی۔ تم تو پھوپھو کو بھول ہی گئی ہو۔ میں نے سوچا میں ہی اپنی بیٹی سے مل آؤں۔ اور اس دفعہ تمہیں ہمیشہ کیلئے اپنی بیٹی

بنانے کیلئے آئی ہوں - ابھی اسعد سے بات کرتی ہوں - وہ اسے ششدر چھوڑتے اندر کی طرف بڑھی -



کیسی ہو - وہ اپنے پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالے اسے الجھن سے انگلیاں مروڑتے دیکھ رہا تھا -

ٹھیک - تم کیسے ہو - وہ پھکی ہنسی ہنستی گویا ہوئی -

تمہیں دیکھ کر ٹھیک ہو گیا ہوں - وہ اپنی آواز بھاری کرتے بولا - جو اسوہ کے حواس شل کر گیا -

مجھے کیوں لگتا ہے اسوہ تم اب مجھ سے پیار نہیں کرتی - وہ صاف گوئی کا مظاہرہ کر گیا -
اسے اسوہ کی خاموشی ایک آنکھ نہ بھا رہی تھی -

نن۔ نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔ وہ دراصل اس وقت آپکو یہاں دیکھ کر بس تھوڑی سی حیرانگی ہے۔

سریسلی اسوہ۔ تم مجھے آپ کہہ رہی ہو مجھے۔ پہلے تو مجھے بس لگتا تھا لیکن اب یقین ہو گیا ہے کہ تم بدل گئی ہو۔ تم اتنی فارمل کب سے ہو گئی۔ اب بھی وقت ہے اسوہ اگر تم فیصلہ بدلنا چاہتی ہو تو بدل لو۔ یوں زبردستی کے رشتے بنانے کا میں قائل نہیں۔ وہ اپنی بات مکمل کرتے اندر کی طرف بڑھ گیا۔ اور اسوہ کو شش و پنج میں مبتلا کر گیا۔



دراصل میں آج یہاں ایک ضروری کام سے آئی تھی۔ ناٹھ باتوں کے درمیان میں بولی۔

جی آپ بولے۔ دلکش نے پوچھا۔

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں ہم نے اسوہ اور رزم کی شادی ایک کی پڑھائی تک روکی تھی۔ چونکہ اب اسوہ کی پڑھائی تقریباً مکمل ہو چکی ہے۔ تو مجھے لگتا ہے اب ہمیں فیصلہ کر لینا چاہیے۔ نائمہ نے اپنی بات کہی۔ جسے سنتے ایک پل کو تو سب خاموش ہو گئے تھے۔ وہی دروازے پر کھڑی اسوہ بھی ششدر تھی۔

جج۔ جی ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے اب بھلا۔ آپ نے ہمارا، ہماری بیٹی کا اتنا ساتھ دیا نہیں ہم آپ کے بہت مشکور ہیں۔ اب جیسا آپ کہے گی ویسا ہی ہوگا۔ دلکش نے اسعد کی طرف دیکھتے اپنی بات مکمل کی۔ شاید ان کے چہرے سے ان کی رضامندی تلاش کر رہی تھی۔

پر ابھی میری پڑھائی مکمل نہیں ہوئی۔ بات پڑھائی مکمل ہونے تک کی تھی۔ اسوہ دروازے پر کھڑی سنجیدہ لہجے میں بولی۔

تو بیٹا پڑھائی ختم ہونے میں صرف تین مہنے رہتے ہیں۔ اور ابھی ہم صرف بات کر رہے ہیں۔ اور شادی تمہارے پیپرز کے بعد ہی رکھے گے۔ نائمہ نے اسے جواب دیا۔ اور وہ خاموش اسعد کو دیکھنے لگی جو اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

ٹھیک ہے آپی۔ تو طے رہا اسوہ کے پیپرز کے فوراً بعد رزم اور اسوہ کی شادی ہے۔ نائمہ نے اپنا فیصلہ سنایا۔ جسے سنتے سب مسکرا دیے۔ دلکش نے سب کا منہ میٹھا کروایا۔

اب تو اعتراض نہیں ہے نہ تمہیں۔ دلکش اسوہ کو مٹھائی کھلاتی بولی۔
نن۔ نہیں۔ وہ ہلکا سا مسکرا دی۔



بستر پر لیٹتے اسے دن بھر کے واقعات یاد آئے۔ ایک ہی دن میں کتنا کچھ بدل گیا تھا۔

پہلے حاشر کے صحیح سلامت ہونے کی خبر پھر رزم کے ساتھ شادی -

یہ کیا ہو رہا ہے مجھے - کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ - کیا میں واقعی بدل گئی ہوں - کیا چاہئے مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا - یا اللہ میری رہنمائی کر - مجھے راستہ دکھا - میرا خود پر کیوں نہیں قابو ہے - میں کیوں خود کے حالات سمجھنے سے قاصر ہوں - میں تو رزم سے محبت کرتی ہوں تو مجھے کیوں نہیں ویسی خوشی ہو رہی جیسی مجھے ہونی چاہیے - حاشر کی ساتھ جو ہوا میں بس اس کیلئے شرمندہ تھی اور کچھ نہیں تھا - اور اب وہ ٹھیک ہے - اب مجھے اس کے بارے میں بالکل بھی نہیں سوچنا - مجھے بس اپنے اور رزم کے متعلق سوچنا ہے - میں اپنا اور رزم کا رشتہ نہیں خراب کر سکتی - مجھے اپنے رشتے کو وقت دینا ہوگا - ہاں میں نبھاؤں گی اپنے اور رزم کے رشتے کو -

وہ دل میں اٹل فیصلہ کرتی سونے کی تیاری کرنے لگی -



کیا ہوا یہاں پر کیا کر رہے ہو یوں اکیلے بیٹھ کر ۔

عمر اور عزائم دونوں حاشر کے کمرے میں داخل ہوئے ۔ لیکن اسے وہاں نہ دیکھتے وہ کمرے سے ملحق بالکنی میں آئے جہاں وہ کرسی پر بیٹھا کسی گرمی سوچ کے حصار میں تھا۔ اور دونوں کی آواز سنتا ہوش میں آیا ۔

ہونہہ ۔ وہ اپنی سوچ سے نکلتا بولا۔

کیا سوچ رہے ہو ۔ عمر اس کی حرکت کا نوٹس لیتے بولا ۔ اور دونوں کرسی کھسکھاتے اس کے پاس ہو کر بیٹھے ۔

اپنی زندگی کے بارے میں سوچ رہا ہوں ۔ وہ سنجیدہ سا بولا ۔ پہلے والی شوخی کا تاثر کھی کھو سا گیا تھا ۔

اچھا تو کیا سوچ رہے ہو ۔ عزیزم میز پر رکھی باسکٹ سے سیب اٹھاتے بولا ۔

بہت کچھ بدل گیا ہے ان دو سالوں میں - مجھے تو یقین ہی نہیں آ رہا کہ میری زندگی کے دو سال یوں گزر گئے - لیکن تعجب ہوتا ہے خود پر - حیرت ہوتی ہے مجھے کہ یہ دل دو سال بعد بھی اسے نہیں بھلا سکا - وہ صاف گوئی کا مظاہرہ کر گیا تھا جو عمر اور عزیزم دونوں کو ایک آنکھ نہ بھایا -

مجھے یقین ہے کہ اب تک وہ بہت آگے نکل گئی ہوگی - شاید اسے یاد بھی نہ ہو کہ حاشر نامی شخص اس کی زندگی میں آیا تھا - تمہارے جینے کیلئے ضروری ہے کہ تم اس کو بھول جاؤ - اور آگے بڑھو - اپنے لیے جیو - اپنے ماں باپ کیلئے جیو - ہمارے لیے جیو - عمر اسے سمجھاتا بولا -

ہممم - ٹھیک کہہ رہے ہو تم - لیکن میں کیا کروں - میں کیسے جیوں - میرے جینے کی وجہ تو وہ ہے - وہ آنکھیں بند کرتا بے بسی سے لمبا سانس بھرتا بولا -

عمر اور عزیزم لاچاری سے اسے دیکھنے لگے۔ وہ چاہ کر بھی اسوہ کو اس کی زندگی سے نہیں نکال پائے تھے۔ محبت بھی ایک عجیب روگ ہے نہ جس کا علاج ماسوائے آپکے محبوب کے کسی اور کے پاس نہیں ہے۔

اب تک تو اسے بھی پتہ چل گیا ہو گا میرا۔ وہ اچانک اپنی بند آنکھیں کھولتا بولا۔ عمر اور عزیزم جو لاچاری سے اسے ہی دیکھ رہے تھے اس کے یوں اچانک بولنے پر چوکنا ہوئے۔

ہاں۔ خوش تو ایسے ہو رہے ہو۔ جیسے وہ تمہاری خبر سنتے بھاگی چلی آئے گی۔ فار گاڈ سیک حاشر۔ بھول کیوں نہیں جاتے تم اسے۔ کیا وہ تمہارے ماں باپ دوستوں سے زیادہ ضروری ہے تمہارے لیے۔ کیا ہم لوگ تمہارے لیے معنی نہیں رکھتے۔ کیوں تم اسکا راگ الاپتے رہتے ہو۔ ایسی بھی کیا محبت ہے تمہاری اس کیلئے جو تم نے موت کو گلے لگا لیا تھا۔ اب بھی وقت ہے حاشر سنبھال لو خود کو ورنہ اس دفعہ تم بچ نہیں پاؤ گے۔ تمہیں تو شکر ادا کرنا چاہیے اس رب کا جس نے تمہیں فی زندگی دی لیکن تمہیں تمہیں تو سوگ منانا ہے اپنی ناکام محبت کا حد ہے۔ عزیزم بھڑکتے بولا۔

ریلیکس عزیزم - ابھی وہ مکمل طور پر ٹھیک نہیں ہوا یا ر - سنبھالو خود کو - ہم اسے آرام سے بھی سمجھا سکتے ہیں نہ - عمر اسے شانوں سے پکڑتا اسے ریلیکس کرتا بولا -

ارے یہ سمجھے تب نہ - ہم ہی پاگل ہیں جو اس کیلئے دن رات دعائیں مانگتے رہے - اس کیلئے فکر مند رہے - اسے فکر ہے اپنے ماں باپ کی جو دن رات اس کیلئے تڑپتے رہے - جب اسے ہماری کوئی پروا نہیں تو ہم کیوں اس کیلئے ہلکان ہوں - تو چل عمر یہاں سے - اس کیلئے وہ لڑکی زیادہ ضروری ہے - چھوڑ دے اسے اکیلا - منانے دے اسے سوگ - تو چل - عزیزم عمر کو کھینچتا لے گیا - اور پیچھے حاشر انہیں جاتا دیکھتا رہ گیا -



کیسے وہ - کال اٹھاتے اس دشمنِ جان کی آواز گونجی -

میں ٹھیک - تم سناؤ - آج کیسے مجھے یاد کر لیا - وہ بھی شاید زندگی میں پہلی دفعہ ناراضگی جتاتا بولا -

میں شرمندہ ہوں - وہ صاف گوئی کا مظاہرہ کر گئی -

کس لیے - وہ لب دباتے بولا -

تمہیں اگنور کیا اس لیے - لیکن آئندہ ایسا کبھی بھی نہیں ہوگا - رٹیلی سوری رزم - وہ شرمندہ ہوتے اسے مناتے بولی -

وہ جو اس کے بدلے رویے کی وجہ سے پریشان تھا اب اس کی اپنائیت سے بھرپور لہجے پر مسکرایا -

لیکن میں تو نہیں ماننے والا - وہ اپنی ہلکی ہنسی دباتا سنجیگی سے بولا -

لل - لیکن کیوں - اور کیسے مانو گے - وہ افسردگی سے بولی -

اس کیلئے تمہیں مجھ سے ملنا ہوگا۔

اچھا تو کل ہی لیتے ہیں۔ اس میں کونسی مشکل بات ہے۔

نہیں کل نہیں مل سکتے ہم۔

کیوں۔ کل کیوں نہیں مل سکتے۔

کیونکہ میں کینڈا جا رہا ہوں کام کے سلسلے میں۔ اور وہاں مجھے کافی دن لگ جائے گے۔

کیا۔ کینڈا کیوں۔ اور تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں۔ اور اگر تم ادھر جا رہے ہو تو میرے ساتھ عائشہ کی شادی میں کون جائے گا۔ وہ انجھن سے بولی۔

تم اکیلی چلی جانا۔ گویا اس نے بات ختم کی۔

رزم میں نے ناراض ہو جانا ہے تم سے - اور کبھی بھی بات نہیں کروں گی - وہ ناراضگی سے بھرپور لہجے میں بولی -

ہو جاو ناراض - میں نہیں منانے والا تمہیں - کیونکہ میں خود ابھی تک ناراض ہو تم سے - وہ اسے تنگ کرنے کی خاطر بولا -

مجھے پتہ ہے میرا رزم مجھ سے کبھی ناراض رہ ہی نہیں سکتا - اور حالات چاہے جیسے بھی وہ ہمیشہ میرے ساتھ رہے گا - وہ ایک مان سے بولی -

اوہو اتنا یقین - بندہ آپکا گرویدہ ہو گیا ہے - وہ بھی شوخی سے بھرپور لہجے میں بولا -
اور کتنے ہی پل وہ ایک دوسرے سے بات کرتے رہے - دلوں کی دوریاں کافی حد تک ختم ہو چکی تھیں -



وہ دلہن بنی ایک خوبصورت لباس میں سلج پر بیٹھی تھی۔ آج اس کی مہندی تھی۔ دو سال قبل ہی وہ آگے بڑھ چکی تھی۔ وہ کوئی ہمیشہ کامیاب ہو جاتے ہیں جو اپنی ناکام محبت کا سوگ منانے کی بجائے اپنی زندگی میں آگے بڑھ جائیں۔ محبت کو روگ بنا لینے سے محبت حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لیے بہتر ہے کہ انسان خود کو مضبوط کر کے آگے بڑھ جائے۔ اور عائشہ نے بھی وہی کیا تھا۔ وہ دو سال قبل ہی اپنی محبت کے پیوں کو جلا کر آگے بڑھ چکی تھی۔ وقت لگا تھا اسے بھی خود کو سنبھالنے میں۔ اپنے اعصاب کو مضبوط کرنا پڑا۔ اور اب وہ خوش تھی۔ اپنے فیصلے سے، اپنی شادی سے۔ اور اپنے رب کی شکرگزار تھی جس نے اسے بھٹکنے سے بچا لیا۔

سب سوچتے اس نے مسکراتے اپنے ساتھ بیٹھے عمر کو دیکھا۔ جو اس کی زندگی میں خوشی بن کر آیا تھا۔ جو اسے اچھے سے جانتا تھا۔ اور حاشر کو بھولنے میں اس کا ساتھ دیا۔ اور اسے خود کی زندگی میں شامل کرنے کی فرمائش کی۔ واقعی عمر کے روپ میں اسے مسیحا ملا تھا۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہو، نظر لگانے کا ارادہ ہے کیا۔ عمر اس کی نظریں خود پر محسوس کرتا بغیر اس کی طرف دیکھے اپنی نظریں سامنے اپنے دوستوں پر مرکوز کرتے بولا۔ جو پورے جوش و خروش سے بھنگڑا ڈالنے میں مصروف تھے۔ اور جن میں عزیزیم پیش پیش تھا۔

اس کی بات سنتے وہ جھینپی اور فوراً اپنی نظروں کا زاویہ بدلا۔

میں بس آپکو دیکھ رہی تھی اور سوچ رہی تھی۔ اللہ مجھ پر کتنا مہربان ہے جس نے آپکو میری زندگی میں بھیجا۔ آپکو میرا ہم سفر چنا۔ اور مجھے بھٹکنے سے بچایا۔ وہ ہلکی آواز میں نیچے منہ کرتے بولی۔

جس پر عمر نے مسکراتے محبت سے اس کا ہاتھ تھامتے دبایا۔ اور جواباً وہ بھی مسکرا دی۔

آہم آہم۔ عزیزیم گلا کھنگھاتا ان کے قریب آیا۔ جسے سنتے دونوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ چھوڑا اور سیدھا ہو کر بیٹھے۔

بھئی - تھوڑا سا حوصلہ رکھ لو - اتنی بھی کیا جلدی ہے - وہ انہیں چھیڑتا بولا۔

بکواس بند کر - اور حاشر کو فون کر کے پوچھ وہ آیا کیوں نہیں ابھی تک - عمر اسے ڈانٹتا بولا -

میں نہیں کر رہا اسے فون - جسے آنا ہوگا وہ خود آجائے گا -

زیادہ شوخانہ بن آج میری شادی ہے - اور میں کوئی بدمزگی نہیں چاہتا - چل اب کال کر اسے - وہ رعب جھماتے بولا۔

شادی تیری ہے - کال بھی تو کر لے - جب میری شادی ہوگی تب میں کر لوں گا کال - وہ بھی ڈھیٹ بنا بولا -

بڑا ہی کوئی ڈیش انسان ہے - دفعہ ہو - میں خود ہی کر لوں گا کال - وہ سلگتا بولا - جبکہ عائشہ دونوں کی نوک جھونک سے لطف اندوز ہو رہی تھی -

اور عزیزم بھی کندھے اچکاتا اس کے ساتھ والے صوفے پر بیٹھ گیا۔ اور وہ اسے لعن
وطن دینے لگا۔



اسے کس نے بلایا یہاں۔ عزیزم داخلی دروازے سے داخل ہوتی اسوہ کو دیکھتے بولا۔

جب عائشہ اور عمر دونوں کی نظر اسوہ پر پڑی۔ جو گرین اور یلو کلر کے امتزاج کی میکسی
میں نفاست سے چلتی سیج کی جانب بڑھ رہی تھی۔

میں نے بلایا ہے۔ عائشہ نے عزیزم کی بات کا جواب دیا۔ جسے سنتے بس وہ پیچ و تاب
کھاتا رہ گیا۔

حاشر کو کال کرنے کی ضرورت نہیں عمر - میں نہیں چاہتا اس کا سامنا اس لڑکی سے ہو - وہ اس کے ہاتھ سے فون کھینچتے بولا - تب تک اسوہ بھی سٹیج تک پہنچ چکی تھی -

السلام علیکم - مبارک ہو تمہیں بہت بہت - اسوہ مسکراتی عائشہ کے گلے لگتی بولی -

وعلیکم السلام - اور خیر مبارک - وہ بھی مسکراتے اس کے گلے لگتے بول رہی تھی -
اور عزیزم طرح طرح کے منہ بنا رہا تھا -

اس سے الگ ہوتے اُس نے عمر کو سلام اور مبارکباد دی - جس نے خوشدلی سے اسے جواب دیا -

السلام علیکم عزیزم - وہ جھجھکتی عزیزم سے بولی -

وعلیکم السلام - وہ کھا جانے والے سے لہجے سے بولا - جسے سب نے محسوس کیا -

اور اسوہ کیسی ہو۔ اور کیا کرتی ہو آج کل۔ عمر نے ماحول کی تلخی کو ختم کرنے کی خاطر بولا۔

میں ٹھیک ہوں۔ بس آج کل پیپرز کی تیاری میں مصروف ہوں۔ وہ مسکراتے جواب دیتے بولی۔

ہمممم۔ گڈ۔ اور شادی وادی کا کوئی پلان ہے کہ نہیں۔ یا بس ایسے ہی رہنا ہے۔ عمر نے مذاقاً کہا۔

ایسے کیا ضرورت ہے شادی کی۔ اگر شادی ہوگی تو لوگوں کے دل کیسے جلائے گی۔ عزیزم نے طنز کیا۔ جو سب کو خاصا برا لگا۔ خصوصاً اسوہ کو لیکن وہ ضبط کر گئی۔

نہیں ایسے رہنے کا تو ارادہ نہیں ہے۔ انشاء اللہ پیپرز کے فوراً بعد شادی ہے۔ وہ عزیزم کی بات کو یکسر اگنور کرتے مسکراتے عمر کو جواب دینے لگی۔

اوو نائس - یہ تو اچھی بات ہے - کس سے شادی ہے ویسے - عمر نے پوچھا -

میرے کزن سے - رزم - جو ساتھ ہی پڑھتا تھا ہمارے -

چلو اللہ خوش رکھے - عمر نے دل سے دعا دی -

آمین - اسوہ اور عائشہ بیک وقت بولی -



مہندی کا فنکشن عروج پر تھا - سب بہت خوش دیکھائی دے رہے تھے - اسوہ بھی اپنی دیگر یونی کی دوستوں کے ساتھ فنکشن میں مصروف تھی -

کیا ضرورت تھی اسوہ سے ایسے بات کرنے کی - حد ہوتی ہے عزیزم - عمر اب سائیڈ پر کھڑے اسے باتیں سنا رہا تھا -

کچھ غلط نہیں کیا میں نے - اور وہ اسی لالچ ہے - وہ تلخی سے بولا۔

اب میں تمہیں کیسے سمجھاؤں - اس سب میں اس بیچاری کا کیا قصور - اس نے تھوڑی کہا تھا حاشر کو کہ اس سے محبت کرے - یا اپنا ایکسیڈینٹ کروائے - اپنا دل صاف کرو اس کی طرف سے - اگر اس نے حاشر کو نہیں اپنایا تو وہ اس کی اپنی مرضی ہے - ہم زبردستی تھوڑی نہ منوا سکتے ہیں - عمر اسے سمجھاتے بول رہا تھا - جبکہ عزیزم کا دھیان تو کسی اور ہی طرف تھا -

عمر وہ دیکھ دروازے کے طرف - جہاں اب دونوں نظر جمائے ساکت کھڑے تھے۔

جس بات کا ڈر تھا وہی ہوا - عزیزم غصے اور بے بسی سے بولا -



کیا ضرورت تھی اسوہ سے ایسے بات کرنے کی۔ حد ہوتی ہے عزیزم۔ عمر اب سائیڈ پر کھڑے اسے باتیں سنا رہا تھا۔

کچھ غلط نہیں کیا میں نے۔ اور وہ اسی لایق ہے۔ وہ تلخی سے بولا۔

اب میں تمہیں کیسے سمجھاؤں۔ اس سب میں اس بیچاری کا کیا قصور۔ اس نے تھوڑی کہا تھا حاشر کو کہ اس سے محبت کرے۔ یا اپنا ایکسیڈینٹ کروائے۔ اپنا دل صاف کرو اس کی طرف سے۔ اگر اس نے حاشر کو نہیں اپنایا تو وہ اس کی اپنی مرضی ہے۔ ہم زبردستی تھوڑی نہ منوا سکتے ہیں۔ عمر اسے سمجھاتے بول رہا تھا۔ جبکہ عزیزم کا دھیان تو کسی اور ہی طرف تھا۔

عمر وہ دیکھ دروازے کے طرف۔ جہاں اب دونوں نظر جمائے ساکت کھڑے تھے۔

جس بات کا ڈر تھا وہی ہوا۔ عزیزم غصے اور بے بسی سے بولا۔ جب اس کی نظر دروازے سے داخل ہوتے حاشر پر پڑی۔ جو سنجیدگی سے چلتا اندر کی طرف آ رہا تھا۔

مہرون کرتے اور سفید پاجامے میں گلے میں بلیک کلر کا مفلر ڈالے وہ شاہانہ چال چلتے آرہا تھا۔

ارے یہ ساتھ کون ہے۔ عمر حاشر کے ساتھ لڑکی کو دیکھ کر بولا۔ جس نے مہرون کلر کی ستاروں سے جھلملاتی میکسی پہنی تھی۔ جس پر سلور کلر کا کام تھا۔ پاؤں میں سلور کلر کی پنسل ہیلز پہنے وہ حاشر کے ہم قدم تھی۔



ارے یار یہ حاشر ہے نہ۔ لڑکیوں کی طرف سے آواز گونجی۔

ہاں یار یہ حاشر ہے۔ دوسری لڑکی دیکھتے بولی۔ اسوہ جس کی پیٹھ حاشر کی طرف تھی لڑکیوں کی بات سنتے اس کی سانسیں تھمی اور بالکل ساکت ہوگئی۔

اففف یہ تو پہلے سے بھی زیادہ ڈیشنگ ہو گیا ہے - ایک لڑکی حسرت سے بولی -

اسوہ کے دل میں اسے دیکھنے کی چاہ اٹھی لیکن وہ چاہ کر بھی اسے مڑ کر نہیں دیکھ سکی - اس وقت اسے دنیا کا سب سے مشکل کام ہی یہی لگ رہا تھا - اسے یوں محسوس ہو رہا تھا اگر وہ مڑی تو پتھر کی ہو جائے گی -

آج تک اسے مسکراتے ہی دیکھا ہے - اور اس کی مسکراہٹ غضب ڈھاتی تھی - لیکن آج اتنا سنجیدہ دیکھا ہے اور شہزادہ لگ رہا ہے - ایک اور لڑکی کی آواز گونجی -

لیکن یہ لڑکی کون ہے ساتھ - ایک اور لڑکی کی آواز گونجی - اسوہ کو جھٹکا لگا -

گرل فرینڈ ہوگی - دوسری لڑکی نے جواب دیا - جبکہ اسوہ کو ناچاہتے ہوئے بھی برا لگا -

نہیں یار گرل فرینڈ کبھی اس نے یونی لائف میں نہیں بنائی تو اب کیوں بنائے گا - ضرور کوئی منگیتہ وغیرہ ہوگی - ایک اور لڑکی حاشر کی حملیت میں بولی -

ہاں ہاں یار منگیتہ ہی ہوگی - ساری لڑکیاں ہم آواز ہوئی -

چپ کرو وہ ہمارے پاس سے گزرنے والا ہے - ایک لڑکی نے سرگوشی کی -

جبکہ اسوہ کسی گہری سوچ میں کھوئی تھی -

حاشر اور رائہ جونہی اس لڑکیوں کے گروپ کے پاس سے گزرنے لگے کسی احساس کے تحت وہ اسوہ کے پیچھے رکا - اسوہ کی پشت حاشر کی طرف تھی - بے ساختہ اس کی نظریں اسوہ کی پشت کی طرف اٹھی - وہاں گروپ میں موجود لڑکیاں حواس باختہ سی ایک دوسرے کو دیکھنے لگی - اور حاشر پلکیں جھپکاتا اس کی پشت سے ہی اسے دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا - اس کا دل گواہ تھا کہ یہ وہی ہے جس کا اس کے دل کو انتظار تھا -

ہمت جٹاتے اس نے اپنا ہاتھ اسوہ کی طرف بڑھایا اور اس کے کندھے کی طرف لیجانے لگا - کندھے کے قریب ہاتھ کرتے اسے خود کے کندھے پر کسی کے ہاتھ کا احساس ہوا -

کیا ہوا حاشر - رائے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتے بولی -

اپنے پیچھے کسی اجنبی لڑکی کی آواز سنتے اسوہ چونکی اور اپنا سارا دھیان پیچھے اس لڑکی کی طرف لگایا جس نے حاشر کو پکارا - دل کی دھڑکنوں نے رفتار پکڑی - اور خود کو سنبھالتے دل پر ہاتھ رکھا -

ہونہ - رائے کی آواز سنتے وہ اپنے حواس میں آیا -

وہ اس کے پیچھے تھا - یہ احساس ہی اس کی جان ہلکان کرنے کیلئے کافی تھا -

آئی سیڈ کیا ہوا - رائے نے اپنا سوال دہرایا -

سک - کچھ نہیں - حاشر اسوہ کی طرف دیکھتے بولا - جو باقاعدہ کانپ رہی تھی - جو حاشر بھی محسوس کر سکتا تھا -

حاشر کی آواز اتنے قریب سنتے مزید بوکھلائی - اور کانپتے اپنے لب کاٹنے لگی۔

وہ اسوہ کے بالکل قریب ہوا اور اس کے کان کے قریب نہ محسوس طریقے سے سرگوشی کی

تجھے چاہوں انداز بدل بدل کر -
میری زندگی کا اکلوتا عشق ہو تم

کہتے اسے حیران کرتے وہ آگے کو بڑھا۔

بی - یہ کیا تھا - اس نے دل میں سوچا - اس نے مم مجھے پہچان لیا بغیر دیکھے - اف
ابھی تک ویسا ہی ہے - وہ دل کی اتھل پتھل ہوتی سانسوں پر قابو پاتے سوچنے لگی -



عمر اور عزیزم کے پاس پہنچتے وہ عمر کے گلے لگا۔

شکریہ یار۔ آنے کیلئے۔ عمر اس کے گلے لگتے بولا۔

ارے شکریہ کس بات کا میرے دوست کی شادی ہے۔ اور میں نہ آؤں ایسا ممکن ہے۔
اب وہ اس الگ ہوتا باقاعدہ اس کی طرف دیکھتے بولا۔

پر مجھے لگا تم نہیں آؤ گے۔ عمر نے کہا۔

کیوں نہ آتا بھی۔ مفت کی بریانی کون بد نصیب ٹھکراے گا۔ وہ مزاق کرتا بولا۔

بڑا ہی خبیث ہے تو۔ دوست کی شادی سے زیادہ بریانی سے پیار ہے تجھے۔ عمر چڑھتا بولا۔

اور نہیں تو کیا۔ حاشر دوبارہ اس کے گلے لگا۔ اور ساتھ کھڑے عزیزم کی طرف دیکھا جو
دونوں سے بے نیاز بننے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔

مجھ سے ملے گا نہیں۔ حاشر عمر سے الگ ہوتا عزیزم کا سامنے بانہیں پھیلاتا بولا۔

جی۔ آپ نے مجھے بلایا۔ آپ مجھ سے بات کر رہے ہیں۔ عزیزم ڈرامائی انداز میں سنجیدگی سے بولا۔

ڈرامے نہ کر۔ ورنہ تیرے دانت توڑ دوں گا۔ وہ ایک ہاتھ کا مکہ بناتا اسے دیکھانے لگا۔

جان ہو تم لوگ میری۔ وہ خود ہی اس کے گلے لگ گیا۔ اور زور سے خود سے بھینچا۔
دوسری طرف عزیزم نے بھی شدت سے اسے بھینچا۔

آئی ایم سوری۔ عزیزم گلے لگتا ہی بولا۔

اونہہ۔ آئی ایم سوری۔ حاشر اس کی بات کاٹتا خود بولا۔

کبھی غلطی سے بھی نہ کہہ دینا کہ تم لوگ میرے لیے ضروری نہیں۔۔۔ جان بستی ہے تم لوگوں میں۔ تم لوگوں کے سہارے ہی تو زندگی گزاری ہے میں نے۔ جب میں تنہا تھا تم دونوں ہی تو میرے ساتھ تھے۔ دوست نہیں ہو میرے۔ بھائی ہو میرے۔ اگر آئندہ مجھے چھوڑنے کی بات کی تو حاشر شاہ مر جائے گا۔ حاشر کچھ نہیں ہے تم دونوں کے بغیر۔ وہ روندھائی سی آواز میں بولا۔ بیک وقت تینوں دوستوں کی آنکھوں میں آنسو آئے۔

آئی ایم سوری۔ آئندہ کبھی بھی ایسا نہیں ہوگا۔ عزیزم بھی اپنی آنسو سے گیلی پلکیں جھپکاتا بولا۔

یوں گلے لگ کر رو کر تم دونوں یہ ثابت کر رہے ہو جیسے میری شادی نہیں بربادی ہو رہی ہے۔ ارے بھئی میری مہندی ہے رخصتی نہیں جو یوں ٹسووے بہا رہے ہو۔ تم دونوں کو تو بھنگڑا ڈالنا چاہیے الٹا تم گلے لگ لگ رو رہے ہوں۔۔۔ عمر ماحول کی افسردگی زائل کرنے کی خاطر بولا۔ جسے سنتے دونوں مسکراتے ایک دوسرے سے الگ ہوئے۔

ہاں تو بربادی ہی ہے تیری - شادی کے بغیر جو سکون کی زندگی گزار رہا تھا نہ بیٹا اب وہ ختم ہوگئی ہے تیری - اب تیری آزادی ختم جو تو پوری پوری رات ہمارے ساتھ آوارہ گردی کرتا تھا - عزیزم ہنستا بولا -

کیوں - آزادی کیوں ختم - میں شادی کے بعد بھی ایسے ہی گھوما کروں گا تم لوگوں کے ساتھ - وہ بولا -

ہاں پیچھے بھا بھی کی کال آئے گی - اجی سنتے ہو آتے ہوے دو عدد پیپمر لیتے آنا منہ کیلئے - اور دہی تو لازمی لانا - اور چٹنی بنانی ہے تو پودینہ بھی لیتے آنا - اور اگر پودینہ کی جگہ دھنیا لیکر آئے تو آپکی چٹنی بنا دوں گی - اور وقت سے پہلے آجانا آج روٹیاں آپ نے بنانی ہے - اور آج کپڑے دھو دیے تھے میں نے تو رات کو بیٹھ کر سارے استری بھی کرنے ہیں آپ نے - حاشر نے ایک خوفناک نقشہ شادی کا اس کے سامنے کھینچا -

جس سے عمر کا حلق تک تر ہوا - اور حاشر اور عزیزم دونوں کے فلک شکاف قہقہے گونجے -

سا لو ڈراو تو نہ - وہ حاشر کی باتیں سوچتا جھرجھری لیتے بولا - جس پر وہ دونوں ہنس دیے اور اسے کھینچ کر قریب کر کے تینوں گلے لگے -

فکر نہ کر - ہم تینوں مل کر کپڑے استری کر لیا کریں گے - اور جب ہم تینوں کی شادی ہو جائے گی تو سارے کپڑے اکٹھے کر کے ہم اپنے فارم ہاوس چلے جائیں گے جہاں ہم مووی دیکھتے تھے - - پھر وہاں مووی دیکھنے کی بجائے پوری رات بیٹھ کر کپڑے استری کیا کریں گے - عزیزم اپنا خیال بتاتے بولا - جس پر تینوں ایک دفعہ پھر ہنس دیے -

آہم آہم - آواز سنتے تینوں الگ ہوئے - اور پاس کھڑی رائیہ کی طرف متوجہ ہوئے -

ابے یہ چکنی کون ہے - عزیزم نے حاشر کے کان میں سرگوشی کی جواباً اس نے گھوری سے نوازا -

او آئی ایم سوری رائے - تو گائیز یہ ہے رائے میری کزن - کل ہی کینڈا سے آئی ہے - اور رائے یہ ہیں میرے دوست - یہ عمر ہے - اور اس کی بربادی ہے - آئی مین ٹو سے اس کی شادی ہے - جس پر عمر نے اسے گھورا -

ہیلو عمر - رائے مسکراتے بولی - جس پر عمر نے بھی جواب دیا - - شادی کی بہت بہت مبارک ہو - رائے نے کہا - جس پر عمر نے شکریہ ادا کیا -

اور یہ ہے عزیزم - حاشر نے عزیزم سے تعارف کروایا - جس پر رائے مسکرا دی -

اے اسے تو ہیلو بولا - مجھے کیوں نہیں بولا - عزیزم صدمے سے اس کے کان میں بولا - -

تیری شکل ہی ایسی ہے - - حاشر نے اسے جواب دیا -

چل عمر ہمیں ہونے والی بھابھی سے تو ملو - حاشر نے کہا - جس پر عمر اسے لیکر سٹیج کی جانب بڑھا - اور رائے بھی ان کے ساتھ چل پڑی -

اور عزیزم وہی دیکھتا رہ گیا۔

جاتے جاتے حاشر نے ایک اچھٹی نظر اسوہ پر ڈالی جس نے فوراً اپنا رخ پھیر لیا۔ اس کی نظریں وہ کافی وقت سے خود پر محسوس کر رہا تھا۔ اور اب اس کا چہرہ پھیرنا اس کو مسکراتے پر مجبور کر گیا۔



السلام علیکم - وہ عائشہ کے پاس جا کر اپنائیت بھرے لہجے سے بولا۔

وعلیکم السلام - کیسے ہیں آپ - وہ حاشر کو دیکھتی خوشی سے اپنی جگہ سے اٹھی۔

کیسے ہیں آپ - اور اب آپکی طبیعت کیسی ہے - وہ مسکراتے اس سے پوچھنے لگی۔

الحمد للہ بہتر ہوں - حاشر نے جواب دیا۔

مجھے بہت خوشی ہوئی تمہارے لیے - اللہ تمہیں ساری خوشیاں دے - اور تمہارے نصیب اچھے کرے - وہ دل سے بولا۔

آمین - جس پر وہ جواب دے گئی -

ارے کیا باتیں ہو رہی ہیں ہمارے بغیر زرا ہمیں بھی تو پتہ چلے - عمر اور رائے ان کے قریب آتے بولے - جو عزیز کو لینے گئے تھے -

تمہاری گرل فرینڈز کے بارے میں بتا رہا تھا - حاشر نے اس کی جان ہوا کی -

کک۔ کیا ااااا تمہارا دماغ ٹھیک ہے - کیوں مجھے شادی سے پہلے ہی پٹوانا ہے -

مطلب تمہاری سچ میں گرل فرینڈز تھی - عائشہ نے اسے گھورا -

نہیں یار - یہ ویسے ہی لگا ہوا ہے - میں بہت شریف بچہ ہوں - قسم لے لو -- وہ اپنی گردن کی نس پکڑتے بولا -

جس پر سب ہنس دیے -



یار کتنی بورنگ چل رہی ہے تمہاری مہندی - کوئی مزہ نہیں آ رہا مجھے تو - اس سے اچھا گھر بیٹھ کر مووی ہی دیکھ لیتا - حاشر مہندی کی رسم کر رہا تھا - اور عمر کے پاس بیٹھا اس کے کام میں سرگوشی کر رہا تھا - جبکہ اس کے دوسری طرف بیٹھی رائے عائشہ کے ہاتھ پر مہندی لگا رہی تھی - رائے کا حاشر کے ساتھ بیٹھنا کافی لڑکیوں کو ناگوار گزرا --

عمر یہ اسوہ کہی نظر نہیں آ - عائشہ اچانک یاد کرتے عمر سے بولی - لیکن باقی کے الفاظ عمر کی گھوریوں نے دبا دیے - شرمندہ نظروں سے عمر کی طرف دیکھتے اس نے عمر کے ساتھ بیٹھے حاشر کو دیکھا جو بے نیاز بن رہا تھا -

یار عزیزم آکچھ بوریت دور کرتے ہیں - حاشر صوفے سے اٹھتا بولا -

ارے کیا کرنے لگے ہو - عمر بولا -

اور اگلے ہی پل عزیزم اور حاشر ڈھول کی تھاپ پر بھنگڑے ڈال رہے تھے - اور انہیں دیکھتے اور عمر کے کزنز اور دوست ان کے ساتھ شامل ہو گئے تھے - حاشر سب نظروں کا مرکز بنا ہوا تھا - جبکہ اس کی نظریں کسی اور کی متلاشی تھی - جب اسے گہرا سایہ ہال کی بیک سائیڈ پر جاتا نظر آیا - جسے وہ پل میں پہچان گیا تھا - اس کے ہونٹوں پر گرمی مسکراہٹ آئی - سب مصروف کرتے وہ وہاں سے نکلا -



کیا کر رہی ہو - اس کے فون سے آواز گونجی -

انجوائے - وہ شریر لہجے میں بولی -

اوہو۔۔ انجوائے وہ بھی میرے بغیر - اُس ناٹ فیر - وہ مصنوعی خفگی سے بولا -

تو تم ہی مجھے چھوڑ کر گئے تھے یہاں - کہا تھا میں نے تو میرے ساتھ آنے کو - لیکن تم کینڈا چلے گئے - وہ ناراضگی سے بولی -

اچھا پیچھے شور کس چیز کا آرہا ہے - رزم نے پوچھا -

بتایا تو تھا عائشہ کی شادی کا - آج مہندی تھی تو ادھر آئی تھی - اور اندر شور اتنا تھا اسی وجہ سے باہر اتنی سردی میں کھڑی تم سے بات کر رہی ہوں - وہ اس انداز میں بولی کہ رزم کو ہنسی آگئی -

تو میرے لیے سردی برداشت نہیں کر سکتی - وہ شوخ ہوتے بولا -

جن سے محبت کی جاتی ہے ان کا امتحان نہیں لیا جاتا۔ وہ اپنے چہرے پر آتے بالوں کو پیچھے کرتے ایک ادا سے بولی ۔

ہاہاہاہا ۔ تو میڈیم آپکو کس نے کہا کہ ہم آپ سے محبت کرتے ہیں ۔ میں نے تو نہیں کہا کبھی ۔ وہ اپنی ہنسی روکتا سنجیدگی سے بولا۔

جو اسوہ کو طیش دلا گیا ۔ پل میں اس کے ہونٹوں کی ہنسی چھو ہوئی ۔

کیا مطلب ۔ اس بکو اس کا میں کیا مطلب سمجھوں ۔ وہ اپنی آواز دباتی غصے سے غرائی ۔

ہاہاہاہا ۔ میری جان ۔ مزاق کر رہا تھا ۔ اب تم سے شادی کر رہا ہوں یار ۔ محبت ہے تو کر رہا ہوں نہ ۔

تو پھر تم نے پہلے کیوں بولا ایسے ۔ وہ ابھی بھی خفگی سے بولی ۔

بس بول دیا نہ - اب بچے کی جان لوگی۔

بچے وہ بھی تم - استغفر اللہ -

اور یوں ان کی نوک جھونک چلتی رہی -



سب سے چھپ چھپا کر وہ اس طرف آیا تھا۔ اور پہنچتے اس کی نظر اس پر پڑی جو کسی کے ساتھ فون پر بزی تھی - پہنچتے اسے اپنے سامنے محسوس کرتے اس نے اپنی آنکھیں موندی - اور گہرا سانس بھرتے آنکھیں کھولی -

ایک ہفتے قبل اسے ہوش آیا تھا۔ اندھیرے سے وہ رنگینی کی دنیا میں آیا تھا۔ سب ساتھ تھے اس کے۔ اس کے ماں باپ، اس کے دوست سب کا ساتھ تھا اس کے پاس۔ ساتھ نہیں تھا تو صرف اس کا جس نے اسے اس حال میں پہنچایا تھا۔ کتنا ترپا تھا وہ اس کی ایک جھلک دیکھنے کیلئے لیکن وہ چاہ کر بھی ایسا نہیں کر سکا کیونکہ اس کے والدین

نے اسے سختی سے باہر جانے سے منع کیا تھا۔ اور آج شادی ہال کے باہر ہی وہ اس کی موجودگی کو محسوس کر سکتا تھا۔ جیسے جیسے اس کے قدم اندر ہال کی طرف بڑھ رہے تھے ویسے ویسے وہ اسے محسوس کر رہا تھا۔ دل کی دھڑکنوں نے رفتار پکڑ لی تھی اندر آتے اس نے ایک گہری نظر ہال میں ڈالی۔ لیکن نظریں جسے ڈھونڈ رہی تھی اسے نہ پاتے مایوس ہوئی۔ لیکن دل گواہی دے رہا تھا کہ وہ یہی کہی ہے۔ پھر مین ٹریک پر چلتے وہ عمر عزیز کی طرف بڑھنے لگا تو اس کا احساس ایک دفعہ پھر جگہ اور اپنے دائیں جانب اسے دیکھا۔ اور ہاں وہ بغیر دیکھے ہی اسے پہچان چکا تھا۔ اس کا دل کیا کہ وہ اسے خود میں بھیج کر اپنی تمام تر پ دور کر لے لیکن خود پر ضبط کرتا وہ اس کے کان میں سرگوشی کرتا اپنا احساس دلا گیا تھا۔ کب سے اس کا دل مچل رہا تھا اس کے دیدار کو۔ لیکن وہ خود کو مضبوط بنا رہا تھا۔ کتنا بے بس محسوس کر رہا تھا وہ کہ وہ اس کے قریب تھی لیکن وہ اسے کھل کر نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔ اور وہ خود بھی اتنے رش میں کہی چھپی بیٹھی تھی۔ اور سب کو ڈانس میں مصروف کر کے وہ یہاں آیا تھا اس سے ملنے۔ اسے دیکھنے۔

اسے دیکھتے وہ مسکراتے اس کی جانب بڑھ رہا تھا۔ ایک ایک قدم کے ساتھ ساتھ اس کے دل کی حالت غیر ہو رہی تھی۔

پانچ قدم کی دوری پر اسوہ کی آواز گونجی۔ جو شاید وہ فون والے شخص کو کہہ رہی تھی۔

او کے اللہ حافظ۔۔ ٹیک کیر۔ رزم کو کہتے وہ جو نہی مڑی تو کسی کے ساتھ زور سے ٹکرائی۔
اس سے پہلے کے وہ ٹکرا کے زمین بوس ہوتی حاشر نے بروقت اسے کمر سے پکڑا۔ اور
اب وہ اس کے حصار میں قید تھی۔

دونوں ایک دوسرے کو دیکھنے میں لگن تھے۔ اسوہ حیرانی اور پریشانی سے اسے ہی دیکھ رہا
تھا۔ تو دوسری طرف حاشر بھی اس کا ایک ایک نقش اپنے دل میں اتار رہا تھا۔

مجھے جستجوء عشق ہے، تیری قربتوں کا سوال ہے
میں ہوں عشق سے نا آشنا، میرے دوستوں کا خیال ہے
میرا دل ہے گواہ اس پر، میری دھڑکنیں دلیل ہیں
میری سانس ہے جو چل رہی، تیری دعاؤں کا کمال ہے

وہ ایک ٹون میں اس کی طرف دیکھتے بولا۔ اور وہ بھی پلکیں جھپکائے اسے دیکھ رہی تھی۔ فون پر مسیج کی ٹون سے وہ اپنے ہوش میں آئی۔ اور اپنی پوزیشن کا سوچتے جھٹ اس سے الگ ہوئی۔ اور وہ بھی ہوش میں آیا۔

آئی ایم سوری۔ وہ ہکلاتا اس سے بولا۔ جو اس سے نظریں چرا رہی تھی۔

کیسی ہو۔ وہ بات کا آغاز کرتے بولا۔ لیکن وہ اسے اگنور کرتے اس کے پاس سے گزرنے لگی۔ لیکن حاشر نے فوراً اس کا بازو تھام لیا۔

حاشر میرا ہاتھ چھوڑیں پلیز۔ وہ ہکلاتے اسے بغیر دیکھے اپنا بازو چھڑواتی بولی۔

یہ نظروں کا گریز کیوں۔ وجہ جان سکتا ہوں۔ تم ایسی تو نہیں تھی۔ وہ حیران ہوتا بولا۔

پپ۔ پلیز حاشر۔ میرے پاپا آگئے ہیں۔

حاشر نے فوراً اس کا ہاتھ چھوڑا۔ اس بات پر نہیں کہ اس کے بابا آئے ہیں بلکہ اس کے روندھائے لہجے پر۔ حیران ہی تو کر گئی تھی وہ اسے۔ اتنی تبدیلی کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ وہ تو آنکھیں گاڑ کر بات کرنے والوں میں سے تھی۔ وہ ایک سن کر دس سنانے والوں میں سے تھی۔ وہی کھڑا وہ سوچتے اسے جاتے دیکھ رہا تھا۔



رات کے گہرے سائے ہر طرف چھائے تھے۔ سردیاں اپنی عروج پر تھیں۔ آسمان پر بادل اور دھند نے ماحول میں مزید سردی بڑھا دی تھی۔ اور اس پل دو نفوس الگ الگ جگہ اپنے کمرے میں بند بے چین تھے۔

حاشر اسوہ کے ری ایکشن کی وجہ سے بے چین تھا تو دوسری طرف اسوہ حاشر کی باتوں کی وجہ سے بے چین تھی۔ ایسا نہیں تھا کہ حاشر نے پہلی دفعہ اظہارِ محبت کیا تھا۔ لیکن اس دفعہ اس کا اظہار اسے بے چین کر گیا۔ پہلے وہ اس کا ڈٹ کر مقابلہ کرتی تھی۔ لیکن اس دفعہ وہ اسے دیکھ بھی نہ سکی۔ شاید اس حادثے کے بعد ڈر سا اس کے دل

میں بیٹھ گیا تھا یا اتنے عرصے کے بعد دیکھنے کی وجہ سے وہ اسے کچھ کہہ نہیں سکی۔ یا پھر وہ اس کی محبت قبول کر چکی تھی۔

نن۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ مم۔ میں اس کی محبت۔ نو نو نو۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ کر وہ چلانے لگی۔ تاکہ اسے کوئی آواز نہ آئے۔ وہ کچھ سوچ نہ سکے۔ لیکن نہیں۔ وہ نہیں دبا سکتی تھی اس آواز کو جو اس کے دل کی تھی۔

نو۔ نفرت کرتی تھی میں تم سے حاشر۔ اور کرتی رہوں گی۔ مم۔ میں رزم سے محبت کرتی ہوں۔ اور اسی سے شادی کروں گی۔ اور کچھ سوچتے اس نے اپنا اٹل فیصلہ لیا۔

کیا ہو سکتا ہے۔ اتنی تبدیلی کیوں آئی ہوگی اس میں۔ وہ اس کی آنکھوں کا گریز۔ وہ اس کا مجھے دیکھ کر نروس ہونا۔ وہ مجھے دیکھ کر اس کی آنکھوں میں خوشی۔ وہ اس کا مجھ سے

منت بھرے لہجے میں بات کرنا۔ وہ کیا تھا۔ کہی میری محبت نے اس کے دل میں بھی دستک دے دی ہے کیا۔ کیا وہ قبول کرنے لگی ہے میری محبت کو۔ وہ سب کڑیاں ملاتا خوشی سے بولا۔ لبوں پر دلفریب مسکراہٹ تھی۔

اگر ایسا ہے تو مم۔ مجھے اس سے بات کرنی چاہیے۔ مجھے کوشش کرنی چاہیے ایک دفعہ اور۔ اور اس دفعہ حاشر شاہ اپنا ہوہا زور لگا دے گا اسے اپنانے میں اگر اس نے میری محبت قبول کی تو۔

اور اگر اس دفعہ بھی اس نے میرے احساسات روند دیے تو۔ دل میں ایک اور خیال آیا۔ پل میں لبوں کی مسکراہٹ غائب ہوا۔

تو حاشر شاہ وعدہ کرتا ہے خود سے کہ دور چلا جائے گا اس کی زندگی سے۔ کبھی مڑ کر نہیں دیکھے گا اسے۔ دفنا دے گا اپنے سارے احساسات اپنے جہزبات۔ چہرے پر بلا کی سنجیدگی سجائے اس نے اٹل فیصلہ لیا۔



چاروں طرف فجر کی اذانیں گونج رہی تھیں۔ اذان کے بعد پرندے چہچہاتے اللہ کی حمد و ثناء میں مصروف تھے۔ ابھی رات کی تاریکی زائل نہیں ہوئی تھی۔ آسمان پر ہلکی تاریکی اور روشنی نے صبح کو خوابناک بنایا ہوا تھا۔ آج کا دن اہم فیصلے کا دن تھا۔ آج تین لوگوں کی قسمت لکھے جانے کا دن تھا۔ اور انتظار تھا تو صبح وقت کا۔ جب ان فیصلوں پر عملدرآمد ہونا تھا۔

وہ صبح سویرے اٹھتے وضو کرتے فجر کی نماز ادا کرنے لگی۔ دعا مانگتے مانگتے وہ بے آواز رونے لگی۔

یا اللہ۔ نے شک تو بہتر کارساز ہے۔ اے میرے مالک۔ میرے لیے وہی کر جو میرے لیے بہتر ہے۔

جائے نماز رکھتے اس نے فون اٹھایا اور کسی کا نمبر نکالتے اس پر مسج کیا۔



آج عمر اور عائشہ کی شادی تھی۔ نکاح کے بعد دونوں کو اکٹھا لا کر بٹھایا گیا۔ دونوں کے چہرے پر خوشی کے رنگ عیاں تھے۔ عمر کے دوست کبھی عمر کو تنگ کرتے تو کبھی عائشہ کے دوستیں اسے چھیڑتے۔ سلج پر رونق لگی تھی۔ اور دودھ پلائی کی رسم میں عمر کے دوستوں اور عائشہ کی کزنز کی نوک جھونک جاری تھی۔

ان سب سے بے نیاز حاشر کی نظریں گیٹ پر تھی۔ وہ آج اسوہ سے بات کرنے کا اٹل فیصلہ کر کے یہاں آیا تھا۔ لیکن وہ تھی کہ آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ نکاح بھی ہو چکا تھا۔ اور سلامی کے بعد دودھ پلائی کی رسم بھی تقریباً ہو چکی تھی۔

کہاں رہ گئی ڈیم اٹ۔ وہ بے بس سا ہاتھ ساتھ رکھے میز پر پٹختا بولا۔ اور اس کی نظر سامنے عائشہ کے پرس پر پڑی۔

فون - ہاں عائشہ کا فون - ضرور اسوہ نے کوئی نہ کوئی مسیج کیا ہوگا - پر میں یہ فون لوں کیسے -

اور دماغ میں فوراً ایک خیال آیا جس پر اب عمل کرنا تھا -

ارے ارے کیا کر رہے ہو سب - وہ بھیڑ چیرتا عین صوفے پیچھے آیا جہاں عمر اور عائشہ بیٹھے تھے -

دودھ پلائی کی رسم ہو رہی ہے یار - ایک لاکھ مانگ رہی ہیں لڑکیاں جبکہ شکلیں ایک ہزار والی بھی نہیں ہے - عزیزم باقاعدہ رگاڈ لگاتے بولا -

ہاں ہماری تو ایک ہزار کی تو ہے آپکی تو ایک روپے کی بھی نہیں ہے - وہاں درمیان میں بیٹھی لڑکی نے جوابی کاروائی کی ہے -

اس سے پہلے عزیزم کوئی جواب دیتا حاشر بولا۔

بس بس مزید بحث کی ضرورت نہیں - رخصتی کا وقت ہو رہا ہے - جلدی کرو - حاشر نے ایک لاکھ کاچیک لڑکیوں کو پکڑایا جو فوراً لیتی بھاگ گئی۔

اے تو کیا دلہا بنا بیٹھا ہے - چل اٹھ اب - حاشر عمر کو پیچھے سے دھکے دیتا بولا -

سالے دلہا ہی ہوں میں - عمر سنہلتا بولا۔

چل عزیزم یہ سارا سامان اٹھا اور گاڑی میں رکھ - حاشر اسے بولتا ساتھ خود بھی اٹھانے لگا - اور گفٹس اٹھاتے اٹھاتے وہ پرس بھی اٹھا لیا اور فوراً باہر کی جانب بھاگا۔

باہر گاڑی کے پاس پہنچتے اس نے وہ سامان اندر رکھا اور جلدی سے پرس کی تلاشی لی ۔

عشق نے ہمیں کیا سے کیا بنا دیا غالب ۔ وہ سوچتے بولا ۔

یا اللہ بس اس پاگل لڑکی نے پاسورڈ نہ لگایا ہو ۔ اس نے فون آن کرتے کہا ۔ اور فون آن لاک دیکھتے دل تک خوشی سرائیت کر گئی ۔

اور جلدی کال لوگز چیک کرنے لگا جہاں آج کی تاریخ میں عائشہ نے اسوہ کو کال کی ہوئی تھی ۔ لیکن اسوہ کی طرف سے کوئی رسپانس نہیں تھا ۔

پھر مسج اوپن کیے جہاں پہلے نمبر پر ہی اسوہ کا نمبر جگمگا رہا تھا ۔

سوری عائشہ میں آج نہیں آسکتی ۔ میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ۔ میں تحفہ بھیج رہی " ہوں وہ قبول کر لینا ۔ اللہ تمہیں خوش رکھے ۔

یہ اس کا آخری مسیج تھا جو صبح کے وقت تھا۔ اس کے بعد عائشہ نے ڈھیروں مسیج کیے تھے لیکن اس کی طرف سے کوئی رسپانس نہیں تھا۔

تمہاری طبیعت نہیں تمہاری نیت خراب تھی مس اسوہ۔ کونکہ اگر تمہاری طبیعت خراب ہوتی تو سب سے پہلے میرا دل گھبراتا۔ خیر ایک دفعہ تمہیں مس اسوہ سے مسز اسوہ بنا لوں پھر تمہاری طبیعت کے ساتھ ساتھ نیت بھی ٹھیک کر دوں گا۔ وہ سوچتا مسکرایا



کیا ہوا دلکش سب خیریت تو ہے نہ اسوہ نے ہمیں یوں اچانک کال کر کے بلایا ہے۔
نائم پریشانی سے بولی۔

پتہ نہیں آپی۔ ہمیں بھی کچھ نہیں بتایا بس اتنا کہا کہ کچھ ضروری بات کرنی ہے۔ اور
اب آپ دونوں کی بلا لیا۔ دلکش ان کا جواب دیتے بولی۔

پتہ نہیں کیا چلتا رہتا ہے - اس لڑکی کے دماغ میں - دلکش پریشانی سے بولی -

ایم سوری آپ لوگوں کو میری وجہ سے اتنی پریشانی اٹھانا پڑی - اسوہ ہال میں آتی سلام دعا کے بعد سب کو دیکھتے بولی -

وہ تو ٹھیک ہے بیٹا - لیکن تم نے ہمیں کیوں بلایا - سب خیریت تو ہے نہ - وسیم بولے

دراصل مجھے ایک ضروری بات کرنی ہے - مم - میں چاہتی ہوں جو شادی تین مہینے بعد ہونے والی تھی وہ اسی مہینے ہو جائے -

سب کو حیران کر دیا تھا اسوہ کی بات نے - اور سارے اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر اسے حیرانگی سے دیکھنے لگے تھے -

کک - کیا کہا تم نے - دلکش خوشی اور حیرانگی سے بولی -

میں چاہتی ہوں میری اور رزم کی شادی اسی مہینے ہو جائے۔ وہ بھی جلد از جلد۔ وہ سنجیگی سے بولتی سب کو حیران کر رہی تھی۔ شاید وہ ڈر گئی تھی حاشر کی محبت سے، اور بھاگ رہی تھی اس محبت سے جس کا انکشاف اس پر ہوا تھا۔ لیکن وہ اسے ماننے سے انکاری تھی۔

لیکن بیٹا تمہاری پڑھائی۔ اس کا کیا۔ اسعد اس کا چہرہ غور سے دیکھتے بولے۔ شاید کچھ جانچنے کی کوشش کر رہے تھے۔

پیپرز ہی دینے ہیں پاپا۔ شادی کے بعد بھی ہو جائیں گے۔ آپ شادی کی ڈنٹ فلکس کر لیں۔ وہ کہتے اندر کو بھاگ گئی تھی۔

میں یہ خوشخبری رزم کو سنا کر آتی ہوں۔ نامہ خوش ہوتی فون لیتے اٹھی۔



یہ کیا کہہ رہی ہیں مام - اتنی جلدی شادی - وہ بوکھلایا سا بولا - ابھی ابھی نائمہ نے فون کر کے اسے یہ خبر سنائی تھی -

کیا مطلب جلدی - ابھی کل تک تو تم بھی شادی کیلئے تیار تھے - اب یوں اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے - وہ اس کے لہجے کا نوٹس لیتے بولا -

پریشان تو نہیں ہوں میں - بس حیران ہوں یوں اچانک فیصلہ لینے کی وجہ کیا ہو سکتی ہے - کل تک وہ بھی شادی کیلئے تیار نہیں تھی -- وہ کھسیاتا بولا -

یہ تو مجھے بھی نہیں پتہ - بس اتنا پتہ ہے کہ آج سے بیس دن بعد تمہاری اور اسوہ کی شادی ہے - اور اگلے ہفتے تم دونوں کی منگنی ہے - بس جلدی سے اپنا کام پٹاؤ اور آجاؤ - آخر شادی کی تیاری بھی تو کرنی ہے - میرے اکلوتے بیٹے کی شادی ہے - بہت دھوم دھام سے کروں گی -

اچھا مام میں آپ سے بعد میں بات کرتا ہوں - اللہ حافظ - وہ کھٹاک فون رکھ گیا -

ارے اسے کیا ہوا - وہ فون کو گھورتے بولی -

لگتا ہے اسے بھی ہماری طرح جھٹکا لگا ہے - وہ ہنستی اندر کو چلی گئی -



ولیمے کا فنکشن جاری تھا - عائشہ خوش باش سی سلج پر عمر کے ساتھ بیٹھی تھی - دونوں کے چہرے پر ایک خوبصورت رونق تھی -

اور عزیزم دونوں کے ساتھ بیٹھا فوٹو شوٹ کروا رہا تھا -

ابے - اتنی تصویریں تو دلہن کی بھی نہیں بنی ہوں گی - جتنی تو نے بنوالی ہے - عمر چڑھتا بولا -

تو تجھے کیا تکلیف ہے بھئی - اب تیری شادی پر میں فوٹو شوٹ نہیں کرواؤں گا تو اور کون کروائے گا - وہ ایک اور پوز بناتا عمر کو گردن سے پکڑ کر اپنے قریب کرتا تصویر بنوانے لگا -

جس پر عائشہ کی ہنسی نکل گئی -

ہاں ہاں ہنس لو تم - بہت مزہ آرہا ہے نہ اپنے شوہر کو بے بس دیکھ کر - اور یہ کمبخت بھی میرے ہی نصیب میں لکھے تھے - ارے یار حاشر تو ہی سمجھا نہ - اس نے پاس کھڑے حاشر کو بھی اپنی طرف متوجہ کیا - جو نا جانے کن خیالات میں گم تھا -

ہونہہ - وہ حواس میں آتا انکی طرف دیکھتے بولا - جو اسے ہی دیکھ رہے تھے -

کرنے دو یار - یہی موقع ہوتا ہے - سب کے پاس ہنسنے کھیلنے کا - وہ مسکراتا بولا -

میں نے بھی کس بندے سے امید لگالی - عمر اپنے رب سے ہی دعا مانگ وہی تیری مدد کرے گا - تینوں عمر کے انداز پر ہنس دیے -

ارے، میرے یار تو ناراض کیوں ہوتا ہے۔ چل آجا اب آخری پیار بھری تصویر بنواتے ہیں۔ کہتے اس نے عمر کو زبردستی پکڑتے اس کے گال پر کس کی اور کمرہ مین کو اشارہ کیا۔ جس نے فوراً یہ منظر کیمرے میں قید کر لیا۔

ابے تیری تو۔ عمر چھٹے اسے مارنے کیلئے بھاگا اور عزیزم نے بھی فوراً دوڑ لگا دی۔ اب وہ آگے اور عمر پیچھے پیچھے پورے ہال میں گھوم رہے تھے۔ اور لوگ حیرانگی سے دلے کو یوں بھاگتے دیکھ رہے تھے۔

عائشہ ہنسی سے نڈھال ہو رہی تھی۔ جب اس کی نظر حاشر پر پڑی جسکا سارا دھیان دروازے کی طرف تھا۔ اور پل میں وہ اسکی بے چینی سمجھ گئی تھی۔

اُسکا انتظار کر رہے ہیں۔ وہ اپنی سیٹ سے کھڑی ہوتی اسکے قریب جاتے بولی۔

ہاں۔ مم۔۔ میرا مطلب نہیں۔ مطلب کس کا۔ پہلے بے خیالی میں جواب دیتے پھر ہوش میں آتے وہ بولا۔

اس کا جس کا میں کہہ رہی ہوں۔ اور آپ اچھے سے جانتے ہیں میں کس کی بات کر رہی ہوں۔ میں آپکی مدد کر سکتی ہوں اگر آپ چاہے تو۔

کیسے۔۔ کیسے مدد کر سکتی ہوں تم میری۔ اور کیوں کرنا چاہتی ہو مدد۔ وہ جلد بازی میں بولتا پھر خود ہی شرمندہ ہوتا نظریں چراتا بولا۔

ایک وقت تھا۔ جب میں نے آپکو بد دعا دی۔ کہ آپکو کبھی آپکی محبت حاصل نہ ہو۔ آپ ویسے ہی تڑپیں جیسے میں تڑپ رہی تھی۔ مجھے لگتا ہے شاید وہ وقت قبولیت کا وقت تھا۔ شاید اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کر لی تھی۔ میں بہت شرمندہ ہوں اس بات پر۔ بس اپنی شرمندگی کو دور کرنے کیلئے میں آپکی مدد کرنا چاہتی ہوں۔ اور میری دعا ہے اس دفعہ محبت کے سفر میں آپ اپنی منزل حاصل کر لیں۔ وہ اپنا آنسو انگلیوں کی پور سے صاف کرتے بولی۔

آمین۔ حاشر صدقِ دل سے بولا۔

میں اسوہ کو کال کرتی ہوں۔ جس پر حاشر نے اثبات میں سر ہلایا۔



نہیں عائشہ میں نہیں آسکتی سوری یار۔ وہ عائشہ کا فون اٹھاتے بولی۔ جو کب سے اسے آنے کی ضد کر رہی تھی۔

کیوں نہیں آسکتی۔ تمہیں آنا پڑے گا۔ تم کل نہیں آئی میں نے کچھ نہیں کہا۔ پر آج تو تمہیں آنا پڑے گا۔ اگر تم نہ آئی میں تم سے کبھی بات نہیں کروں گی۔ وہ اسے دھمکی دینے لگی۔ فون البتہ سپیکر تھا۔

لیکن عائشہ میری طبیعت نہیں ٹھیک۔ میں کیسے آسکتی ہوں۔ وہ بہانہ بناتے بولی۔

آواز سے تو بلکل ٹھیک لگ رہی ہو۔ اس لیے بہانے بنانے کی ضرورت نہیں۔ چپ چاپ آجاؤ۔

یار پھر بھی نہیں آسکتی۔ بابا گھر نہیں ہے۔ اور ڈرائیور اوپلائیبل نہیں۔ اور ماما کبھی بھی مجھے اکیلے نہیں بھیجے گی۔ اس نے ایک اور بہانہ گھڑا۔

عائشہ نے حاشر کی طرف دیکھا۔ جو اسے اشاروں سے کچھ سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ جیسے سمجھتے وہ ایک دفعہ پھر بولی۔

کوئی مسئلہ نہیں۔ میں ڈرائیور بھیج دیتی ہوں۔ اور آنٹی سے میں خود بات کر لوں گی۔ مجھے یقین ہے وہ مجھے کبھی انکار نہیں کریں گی۔

اور بالآخر اسوہ کو بھی ہار ماننا پڑی۔

اچھا ٹھیک ہے تم بھیج دو میں آجاؤں گی - وہ سانس اندر کھینچتے بولی -

فون رکھتے وہ تیار ہونے کیلئے چلی گئی -

چلیں جی - میں نے تو کر دیا آپ کا کام - اب آپ جانے اور آپکی ہونے والی وہ جانے -
عائشہ مسکراتی اسے چھیڑتے بولی - جس پر وہ کھل کر مسکرا دیا -

ٹھینک یو ٹھینک یو سوووووو مچ - تسی گریٹ ہو - وہ خوشی سے وہاں سے بھاگا

ارے یہ کہاں جا رہا ہے - عمر اور عزیزم جو ابھی سیٹج پر آئے تھے اسے بھاگتے دیکھ کر
بولے -

ووو - وہ کچھ ضروری کام یاد آگیا تھا - کہہ رہے تھے جلد ہی کر کے آجائیں گے - عائشہ
نے بہانہ بنایا -

ایسا بھی کونسا ضروری کام ہے جو میرا ولیمہ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ عمر تعجب سے بولا۔



گولڈن کلر کی اسٹائش میکسی پہنتے وہ اب شیشے کے سامنے کھڑی اپنے بال بنا رہی تھی
- اور دھیان سارا کسی اور طرف تھا۔

یا اللہ - مجھے بس ہمت دینا - میں اس کا سامنا کر سکوں - بس مجھے ثابت قدم رکھنا۔ وہ
بے خیالی میں بال بناتی دل ہی دل میں دعا کر رہی تھی - کب دلکش کمرے میں داخل
ہوئی۔

ارے اسوہ - کیا کرتی ہو بیٹا - ابھی تک تیار نہیں ہوئی - کبھی بھی عائشہ کا ڈرائیور تمہیں
لینے آتا ہوگا - اور تم یہاں کھڑی بال بنا رہی ہو - وہ تاسف سے اسے دیکھتے بولی -

ادھر بیٹھو میں تیار کرتی ہوں - ورنہ جس سپیڈ سے تم تیار ہو رہی ہو نہ تب تک فنکشن ختم بھی ہو جانا ہے - دلکش کرسی کی طرف اشارہ کرتے اس سے بولی - اور وہ بھی چپ چاپ بغیر چوں چراں کرسی پر بیٹھ گئی -

شادی ہونے والی ہے - لیکن تمہارا بچپنا ابھی تک نہیں گیا - پتہ نہیں کب میری بیٹی سمجھدار ہوگی - اب سب کچھ خود کرنا سیکھ لو سسرال میں ماں نے ساتھ نہیں جانا - جا کر ناک نہ کٹوا دینا میری - کیا کہے گی تمہاری بھوپھو کہ دلکش نے اپنی بیٹی کو کچھ نہیں سکھایا - وہ ساتھ ساتھ اسے تیار کر رہی تھی اور ساتھ ساتھ اسے سنا بھی رہی تھی -

ارے اس میں پریشانی والی کیا بات ہے - آپ فکر نہ کریں - آپکو ساتھ لے کر جاؤں گی میں اپنے جہیز میں - اسی لیے کوئی ٹینشن والی بات ہی نہیں - وہ اپنا لہجہ خوشگوار رکھتی دلکش سے بولی -

جس پر وہ است گھورتی گال پر ہلکی چپت لگائی -

ارے لگتا ہے ڈرائیور آگیا ہے - وہ باہر سے ہارن کی آواز سنتے اندازہ لگاتے بولی -

اچھا تم اپنا سامان وغیرہ دیکھ لوں - میں ذرا ڈرائیور کو دیکھ لوں - پتہ نہیں کیسا ہوگا۔ کون ہوگا۔ ایسے تھوڑی نہ ہر کسی کے ساتھ بھیج دوں گی میں اپنی بیٹی کو۔ کہتے وہ کمرے سے نکل گئی۔ اور مسکرا کر انہیں جاتے دیکھنے لگی۔ ایسی ہی ہوتی ہے ماں۔ اولاد کے معاملے میں ہمیشہ حساس ہو جاتی ہے۔



آ بھی جاؤ بیگم۔ اور کتنا انتظار کروانا ہے۔ حاشر ڈرائیور کی سفید وردی پہن کر کار سے باہر بڑی بڑی۔ نکلی مونچھیں لگائے کھڑا تھا۔

دلکش ابھی ابھی اسے دیکھ کر گئی تھی۔ اور سو سوال کر گئی تھی۔ وہ تو اسے ڈرائیور ماننے سے انکاری تھی۔

بقول ان کے کہ شکل سے کسی اچھے بھلے گھر کا لگ رہا ہے۔ تو بھلا اسے کیا ضرورت تھی۔ ڈرائیور کی نوکری کرنے کی۔

ہزار دلیلیں دے کر وہ انہیں قائل کرنے میں کامیاب ہوا تھا۔

لگتا ہے پورا خاندان ہی ضدی ہے۔ جس بات پر ضد کر لیں مجال جو پھر قائل ہوں۔

وہ سانس بھرتا بولا۔

اور پتہ نہیں کیا کیا بننا پڑے گا مجھے۔ کبھی ڈیلیوری ہوئے تو کبھی موبائل چور تو کبھی ڈرائیور۔

اب آ بھی جاویا۔ وہ خود سے ہی بڑبڑا رہا تھا۔ جب کار کی سائیڈ ونڈو پر اسے اسوہ کا عکس نظر آیا۔ اور اسے دیکھتے وہ مبہوت سا رہ گیا۔



وہ دبیز قدم بھرتے چلتی آرہی تھی۔ وہی شیشے میں اس کا عکس اپنی طرف بڑھتا دیکھ اس کے دل میں ہل چل مچی ہوئی تھی۔

اس کے آنے سے پہلے ہی وہ گاڑی کا پچھلا دروازہ اس کیلئے کھول چکا تھا۔ اور اپنا سر نیچے کو جھکا لیا تھا۔

گاڑی کے قریب پہنچتے اس نے ڈرائیور کی طرف دیکھا۔ چونکہ اس کا سر جھکا تھا۔ اور سر پر سائز سے بڑی کیپ کی وجہ سے وہ اس کا چہرہ دیکھ نہ سکی۔ اسے اگنور کرتے وہ اندر گاڑی میں بیٹھی۔ اور حاشر نے فوراً دروازہ بند کر کے اپنی سیٹ سنبھالی۔ اور گاڑی سٹارٹ کر دی۔ چہرے پر اطمینان اور ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ دل میں ایک امید تھی کہ آج اس کی محبت رد نہیں کی جائے گی۔ مرر سیٹ کرتے اس نے پیچھے بیٹھی اسوہ پر کیا۔ جس کا سارا دھیان باہر تھا۔ باہر تیزی چلتی ہوا سے اس کے بال اڑ

کمر اس کے چہرے پر آرہے تھے۔ لیکن وہ سب سے بے نیاز باہر کے نظارے دیکھ رہی تھی۔ ناجانے کیوں آج کا سفر اسے بھلا لگ رہا تھا۔

وہ بھی شیشے میں اس کا عکس دیکھتا مسکرا رہا تھا۔ جب اچانک ایک گاڑی اس کے سامنے آئے۔ اگر بروقت وہ گاڑی نہ روکتا تو کافی نقصان ہو جاتا۔

دھیان سے نہیں گاڑی چلا سکتے۔ اچانک بریک لگنے سے اسوہ کا سر سیٹ سے لگتے لگتے بچا۔ وہ دل پر ہاتھ رکھتے۔ غصے سے بولی۔

سوری میم۔ حاشر اپنی آواز تبدیل کرتا بولا۔

اسوہ نے چونک کر ڈرائیور کی بیک کو دیکھا۔ لیکن اپنا وہم سمجھتے سر جھٹک دیا۔

آج سے ہماری خوشگوار زندگی شروع ہو جائے گی۔ اسوہ جہاں پر تم ہوگی۔ میں ہوگا۔ میں تمہیں یہاں سے بہت دور لے جاؤں گا۔ ایسی جگہ لے جاؤں گا جہاں ہم اپنی محبت بھری زندگی گزارے گے۔ وہ سوچتا مسکرا رہا تھا۔

شاید آج میں اسے آخری دفعہ دیکھوں۔ آج محبت کا ایک باب ختم کر آؤں گی میں اسے آخری دفعہ دیکھ کے۔ ایک ایسا باب جو شروع ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جائے گا۔ میرے لیے سب سے زیادہ ضروری میرے بابا کی خوشی ہے۔ اور میں انہیں مایوس کر کے اپنی محبت آباد نہیں کر سکتی۔ سب سوچتے اس نے اپنی بھگی آنکھیں انگلی کی پوروں سے صاف کی۔



اسوہ کی سوچوں کا حصار اچانک لگنے والی بریک سے ٹوٹا۔ جب اس کی نظر اپنے دائیں جانب بینکویٹ پر پڑی۔ لیکن کہی سے بھی نہیں رہا تھا کہ یہاں کوئی شادی کا فنکشن ہے۔ اس نے الجھن بھری نگاہوں سے بینکویٹ کو دیکھا۔ اور نکل کر باہر آئی۔

کارڈ پر تو کچھ اور لکھا تھا یہ مجھے کہاں لے آیا ہے۔ وہ یہی سوچ رہی تھی۔

یہ تم مجھے کہاں لے آئے ہو۔ اس نے اپنے پیچھے دیکھا جہاں اب نہ گاڑی تھی نہ کوئی ڈرائیور۔

ارے یہ مجھے کہاں چھوڑ گیا۔ وہ درمیان سڑک تن تنہا کھڑی غصہ سے بولی۔

بڑی عجیب جگہ ہے جہاں نہ کوئی بندہ ہے نہ کوئی بندے کی ذات۔ وہ سوچتی رہ گئی ہے۔
- اندر جگہ جا کر دیکھتی ہوں۔ کیا پتہ کوئی مل جائے۔
سوچتے وہ اندر کی طرف بڑھی۔

اندر داخل ہوتے اس نے آس پاس دیکھا جہاں کوئی بھی نہ تھا۔ دیوار پر لگے ایک سائن
پر اس کی نظر پڑی جو دائیں جانب جانے کا سائن تھا۔ اس پر عمل کرتے وہ دائیں
جانب چل پڑی۔۔۔۔

وہاں کارنر پر اسے ایک اور سائن بورڈ نظر آیا جہاں پر لیفٹ سائیڈ کا مارک تھا - اس پر عمل کرتے وہ اس راستے چل پڑی - آخر وہ ایک ہال میں پہنچی - اور اسے دیکھتے ششدر ہو گئی -

اندر قدم رکھتے ساری لائٹس بجھ گئی - اور ہال میں ہلکی ہلکی ڈم لائٹ - اور فانوس پڑتی ہلکی لال روشنی تھی - پورے ہال میں چاروں طرف لال غبارے بکھرے پڑے تھے - اور درمیان میں ایک میز رکھا تھا - جو گلاب کی پتیوں سے سجا ہوا تھا - سب دیکھتے اسے وہ دن یاد آیا جب حاشر نے اس کا ویلکم کیا تھا -

اپنے پیچھے قدموں کی آہٹ پر اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا جہاں وہ اپنے چہرے پر دنیا جہاں کی مسکراہٹ سمیٹے اس کے دل میں حشر برپا کر گیا تھا - بلیک تھری پیس میں ہاتھ میں ایک گلاب کا پھول لیے چہرے پر دلفریب مسکان سجائے وہ اس کی طرف ہی قدم بڑھا رہا



تیری صورت کو نگاہوں میں بسا کے رکھوں
دل یہ کرتا ہے تجھے تجھ سے چرا کے رکھوں
تجھے دیکھوں تجھے چاہوں تجھ سے پیار کروں
تیری رنگ روپ کو میں سب سے چھپا کے رکھوں -

وہ ایک ایک قدم اسکی طرف بڑھا رہا تھا - وہی اسوہ کے دل میں ہل چل سی مچی تھی -
وہ خود ان پل کے حصار میں تھی -

کر لوں قید اپنے دل میں تیرے جیون کو
تجھے میں عشق کی زنجیر پہنا کے رکھوں
کوئی بھی جان نہ پائے تیری آنکھوں کی گہرائی
میں تجھے ایسی کنول جھیل بنا کے رکھوں
دل یہ کہتا ہے تیرے بعد کوئی تجھ سا نہ ہو

میں تجھے آخری تحریر بنا کے رکھوں ۔

وہ چلتا اب بالکل اس کے قریب آچکا تھا ۔ اس کے سامنے آتے وہ مسکراتا گھٹنوں کے بل نیچے زمین پر بیٹھا ۔

اسوہ بس اس کے ہر ایک عمل کو دیکھے گی ۔

جھک کر تیرے آگے میں پھر اقرار کرتا ہوں ۔۔
میں تجھ سے میری جان بہت پیار کرتا ہوں ۔

وہ گلاب کا پھول اسے پیش کرتا اپنا سر جھکاتے بولا ۔

مجھے نہیں پتہ تھا کہ ایک نظر کی پسندیدگی میری دیوانگی بن جائے گی ۔ مجھے نہیں پتہ تھا
تم میری زندگی بن جاؤ گی ۔ مجھے نہیں پتہ تھا میری ہر چلتی سانس کیلئے تم ضروری ہو جاؤ
گی ۔ مجھے نہیں پتہ تھا مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز ہو جاؤ گی ۔ مجھے نہیں پتہ تھا کہ تم

میرے جینے کی وجہ بن جاو گی - مجھے نہیں اندازہ تھا کہ میں حاشر شاہ اتنا بے بس اور
مجبور ہو جاؤں گا کہ آج مجھے اپنی محبت کی بھیک مانگنا پڑے گی -

ہاں اسوہ ہاں - میں آج تم سے بھیک مانگنے آیا ہوں اپنی محبت کے اقرار کی ، اپنے
سکون کی بھیک ، اپنی زندگی کی بھیک - اب وہ باقاعدہ پھول ایک طرف رکھ کر اس کے
سامنے ہاتھ پھیلاتے بول رہا تھا -

مجھے زندگی کی نوید سنا دو اسوہ - میری محبتوں کو قرار دے دو اسوہ - میرے دل کو سکون
پہنچا دو اسوہ - ایک آنسو ٹوٹ کر اس کے گال پر پھسلا -

وہی ایک آنسو اسوہ کی آنکھ سے نکلا - اور چہرے سے پھسلتا حاشر کی پھیلی ہتھیلی پر گرا -
اپنی ہتھیلی پر نمی محسوس کرتے اس نے سر اٹھا کر اسوہ کو دیکھا جو خاموش آنسو بہا رہی
تھی - اور نفی میں سر ہلا رہی تھی - پل میں حاشر کو ایک دفعہ پھر اپنی محبت کے رد
ہو جانے کا احساس ہوا -

اگلے ہفتے میری منگنی ہے - الفاظ تھے یا سور - حاشر کو دنیا ہلتی محسوس ہوئی - اور وہ خاموش نظروں سے اسوہ کے چہرے کو دیکھ رہا تھا - جواب کسی مجرم کی طرف سر جھکائے کھڑی تھی -

محبت کرتی ہو مجھ سے - اپنے آنسو صاف کرتے وہ سنجیدہ لہجے میں بولا -

اسکی آواز سنتے اسوہ نے حاشر کی طرف دیکھا --

محبت کرتی ہو مجھ سے - سوال ایک دفعہ پھر دہرایا گیا -

بیس دن بعد میری رزم سے شادی ہے - وہ آنکھیں جھکا کر بولی -

یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے اسوہ - مجھے بس یہ بتاؤ مجھ سے محبت کرتی ہو کہ نہیں - وہ آنکھوں میں دنیا جہاں کا غصہ سمائے خونخوار لہجے میں بولا -

بتاؤ مجھ سے محبت کرتی ہو کہ نہیں - وہ اسے کندھے سے پکڑ کر غصے سے بولا -

نہیں -- نہیں - نہیں - نہیں کرتی میں تم سے محبت - سن لیا تم نے نہیں کرتی کوئی محبت - میری شادی رزم سے ہونے والی ہے - تو میں محبت بھی اس سے ہی کرتی ہوں -

اور میں بھیک مانگتی ہوں تم سے خدا را چلے جاؤ میری زندگی سے - چھوڑ دو میرا پیچھا - مت پریشانیاں بڑھاؤ میرے لیے - پلیز چلے جاؤ حاشر پلیز زرز - مشکلات بڑھاؤ میرے لیے - پہلے غصے سے پھر روتے وہ نیچے بیٹھتے اس کے آگے ہاتھ جوڑتی بولی - اور وہ ششدر اسے دیکھتا رہ گیا -

اور کچھ پل کے بعد بولا -

میں وعدہ کرتا ہوں تم سے اسوہ اسعد علی حاشر شاہ کی وجہ سے تمہیں کبھی بھی کوئی مشکل برداشت نہیں کرنی پڑے گی - شوق سے کرو تم شادی - میں تمہاری محبت بھری

شادی میں رکاوٹ نہیں بنو گا۔ باہر ڈرائیور کھڑا ہے۔ تمہارا آنے کا شکریہ۔ تمہیں میری وجہ سے تکلیف ہوئی اس کیلئے معذرت۔ تم جا سکتی ہو۔ وہ پیٹھ موڑتا آنکھ میں آیا آنسو صاف کرتا پتھراے سے لہجے میں بولا۔

ابھی اسوہ نے جانے کیلئے قدم باہر رکھا ہی تھا کہ ایک زوردار آواز سے وہ چیخ مارتے لگی۔

حاشر ایک دفعہ دوبارہ ٹوٹ چکا تھا۔ غصے سے پاگل ہوتے اس نے ایک زوردار ٹانگ میز کو مارا۔ جو کھٹاک سے نیچے زمین بوس ہوا۔ غصے کی شدت میں اور اضافہ ہوا تو کرسی اٹھاتے شیشے سے بنی دیوار ماری۔ جس سے وہ چکناچور ہوتے نیچے زمین پر بکھر گئی۔ اور اسی شیشے کی طرح کی حالت حاشر تھی جسے وقت نے ایک دفعہ اور چکناچور کر دیا تھا۔

یا اللہ۔ میرے ساتھ ہی کیوں۔ وہ روتا نیچے زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔ گھٹنوں کے بل بیٹھنے سے زمین پر بکھرا کانچ اسکے گھٹنوں میں پیوست ہو گیا۔ پر یہ درد دل کے درد کے آگے کچھ نہیں تھا۔

حاشر - اس کے گھٹنوں سے بہتے خون کو دیکھ کر وہ تڑپتی اس کی طرف بڑھی -

وہ یہ رک جاو - خبردار جو میرے پاس آنے کی کوشش کی - وہ وہی سے حلق کے بل چلایا۔ کیوں کھڑی ہو یہاں - کس چیز کا تماشہ دیکھ رہی ہو - میری بے بسی کا - دفعہ ہو جاؤ یہاں سے - چلی جاؤ یہاں سے - چلی جاووو - وہ اپنا ہاتھ نیچے زمین پر بکھرے کانچ پر ہاتھ مارتا بولا -

حاشر پلیز اپنے آپ کو تکلیف نہ دیں - وہ روتے اس کی طرف بڑھی -

میں نے کہا چلی جاؤ یہاں سے - وہ اب بایاں ہاتھ شیشے پر مارتا بولا۔

جس سے چار و ناچار وہ روتے وہاں سے نکلی -

اور وہ ایک دفعہ پھر ٹوٹ کر بکھر گیا -

حقیقت جان کر ایسی حماقت کون کرتا ہے
بھلا بے فیض لوگوں سے محبت کون کرتا ہے
بتاؤ جس تجارت میں خسارہ ہی خسارہ ہو
بنا سوچے ، خسارے کی تجارت کون کرتا ہے
ہمیں ہی غلط فہمی تھی کسی کے واسطے ورنہ
زمانے کے رواجوں سے بغاوت کون کرتا ہے
خدا نے صبر کرنے کی مجھے توفیق بخشی ہے
ارے جی بھر کر ترپاؤ ، شکایت کون کرتا ہے



حاشر - عزیزم کی نظر حاشر پر پڑی تو وہ تقریباً چیختے ہوئے اس کی جانب بڑھا -
جو لوٹی بکھری حالت میں سنجیدہ سا مردہ قدم اٹھاتے ان کی جانب بڑھ رہا تھا -

وہ تینوں بیک وقت اس کے طرف لپکے -

حاشر کیا ہوا۔ یہ سب کیسے ہوا۔ عمر بھی اس کی حالت دیکھ کر پریشان ہو رہا تھا۔

عائشہ جاؤ پانی لیکر آو۔ فاسٹ۔ عمر زور سے چلایا۔

وہ لڑکھڑاتا چل رہا تھا۔ عمر اور عزیزم اس کے ساتھ ساتھ چلتے اس کی مدد کی کوشش کر رہے تھے جبکہ وہ اپنے حواسوں میں کہا تھا۔ چلتا وہ صوفے تک آیا اور اس پر ڈھے سا گیا۔ عائشہ بھی پانی لیکر پہنچ چکی تھی۔

حاشر بتاؤ گے کیا ہوا ہے۔ کس نے کی تمہاری حالت۔ عمر اور عزیزم باری باری پوچھ رہے تھے۔ حاشر کچھ تو بولو۔ آخر ہوا کیا ہے۔

اس نے مجھے پھر سے توڑ دیا عائشہ۔ میری محبت کو پھر سے روند دیا اس نے۔ میری محبت کا ایک دفعہ پھر مزاق بنا دیا اس نے۔ آج مار دیا اس نے مجھے۔ میرے

احساسات کو، میرے جذبات کو، میرے خلوص کو - سب کچھ اس نے راکھ کر دیا سب کچھ - - ایک آنسو اس کی آنکھ سے بہتا گال سے ہاتھ تھوڑی سے نیچے گرا -

اس کی ابتر حالت کو دیکھتے عائشہ کی آنکھوں میں بھی آنسو آگئے - اور پل میں عمر اور عزیزم کو سارا معمہ سمجھ آچکا تھا -

تو لینے کیا گیا تھا اس احساس سے عاری لڑکی کے پاس - ایک دفعہ ٹھوکر کھا کر تجھے سمجھ نہیں آئی تھی جو تو دوبارہ چلا گیا مرنے کیلئے - تو چاہتا کیا ہے - کیا چاہتا ہے آخر -

اسے چاہتا ہوں ڈیم اٹ اسے چاہتا ہوں - تجھے کیوں نہیں سمجھ آتا کہ عشق کرتا ہوں اس سے - اسے دیکھ کر جینے لگتا ہوں - اسے دیکھ کر زندگی خوبصورت لگتی ہے - اس کیلئے جیتا ہوں - میرے جینے کی وجہ ہے وہ - وہ عزیزم کی بات سن کر اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا چلا یا - کہ وہاں کھڑے سب نفوس کو مانو سانپ سونگھ گیا -

پر توڑ دیا اس ظالم نے مجھے - روند دیا اس نے مجھے - میں نے اپنی عزت مار کر اس سے اپنی محبت کی بھیک مانگی ، اس سے اپنی زندگی کی بھیک مانگی ، مگر وہ ظالم بنی میری اور میری محبت کا مزاق اڑا گئی - کچل دیا آج اس نے میرا دل - آج حاشر شاہ مر گیا ہے - آج مر گئی ہے میری محبت - آج سے حاشر شاہ زندہ تو رہے گا - لیکن اس کا وجود ایک پتھر کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوگا - آج سے حاشر شاہ میں نہ تو کوئی جذبات ہوں گے نہ ہی کسی کیلئے محبت - وہ پتھر اے لہجے میں بولتا گیسٹ روم کی طرف بڑھ گیا -

عمر تم ڈاکٹر کو کال کرو - میں اُسے سنبھالتا ہوں - عزیزم عمر کو کہتا حاشر کی طرف بڑھا جو لڑکھڑاتا جا رہا تھا -



رات تھی کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی - اس کی نظروں کے سامنے بار بار کچھ دیر پہلے منظر کا لہرا رہا تھا -

جب وہ جھکا اس سے اپنی محبت کا اظہار کر رہا تھا۔ جب وہ اس سے اپنی زندگی کی بھیک مانگ رہا تھا۔ تب ایک لمحے کو اس کا دل کیا کہ بھول جائے سب رسمیں، سب وعدے اور اس کی سچی محبت کو قبول کر لے۔ لیکن کیسے رد کر آئی تھی وہ اس کی محبت کو۔ کیسے اس کے سارے خواب چکنا چور کر آئے تھی۔

اس کی آنکھوں کے سامنے اس کی آنکھوں کی تڑپ نظر آئی۔ وہ اس کے گھٹنوں سے بہتا خون نظر آیا۔ اس کے ہاتھوں کے زخم نظر آئے۔ تڑپ تو وہ بھی رہی تھی۔ سنگدلی سے رد کر آئی تھی وہ اس کی محبت کو لیکن اب اتنا ہی وہ تڑپ رہی تھی جتنا وہ تڑپ رہا تھا۔

محبت بھی کتنی مجبور ہوتی ہے نہ۔ جھک جانا پڑتا ہے محبت کو اکثر حالات کے سامنے دنیا کے سامنے، اپنوں کیلئے، اپنوں کی خوشیوں کیلئے، اور اسوہ کی محبت بھی جھک گئی تھی اپنوں کی خوشیوں کیلئے، کیونکہ وہ ایک بیٹی تھی۔ اور اسے پاس رکھنا تھا اپنے رشتوں کا، اپنے ماں باپ کی عزت کا۔ جیسے اس کے والدین اس کیلئے دنیا کے بہترین ماں باپ ثابت ہوئے تھے۔ ویسے ہی اسے بھی بہترین بیٹی ثابت ہونا تھا۔

اور وہ ایک بیٹی ہونے کی حیثیت سے مطمئن تھی۔ لیکن اس مجبور دل کے آگے بے بس تھی۔ اور اب اسے اپنے دل کو سنبھالنا تھا۔ اسے پتھر بننا تھا۔ اسے سخت بننا تھا۔ اور آج کی یہ رات ان دونوں کیلئے بہت ہی تاریک رات تھی۔ جہاں دونوں ایک دوسرے کی محبت اپنے دل سے ختم کرنے کیلئے کوشاں تھے۔ لیکن محبت ایک فطری عمل ہے۔ اس کا کسی پر کوئی اختیار نہیں۔ نا یہ بتا کر ہوتی ہے نہ یہ کوشش سے ہ ختم ہو جاتی ہے۔ ہاں بعض اوقات محبت مفلوج ہو جاتی ہے۔



کچھ دیں بعد،

کیا ہوا عائشہ یہ کیا پکڑا ہوا ہے۔ عمر باہر دروازے کی طرف آیا۔ اور عائشہ کو ہاتھ میں کچھ پکڑے دیکھ کر بولا۔۔

کارڈ ہے۔ وہ پھیکی سے لہجے میں بولی۔

اچھا اندر چلو۔ اندر چل کر بات کرتے ہیں۔۔ وہ کارڈ پکڑتا اندر آیا۔

یہ کیا ہے۔ عزیزم عائشہ کے ہاتھ میں کارڈ دیکھ کر بولا۔

صائم اور مسز صائم ایک قریبی دوست کی شادی میں گئے ہوئے تھے اور حاشر کی بھی طبیعت خراب تھی۔۔ اسی وجہ سے عمر نے حاشر کو اپنے گھر رکھا ہوا تھا۔ اور عزیزم تو ویسے بھی اکیلا رہتا تھا۔ تو عمر نے اسے بھی اپنے ساتھ رہنے کی دعوت دی۔ جو وہ قبول کر گیا۔

لگتا ہے کسی کا شادی کارڈ ہے۔ حاشر جو ڈائینگ ٹیبل پر بیٹھا تھا اندازہ لگاتا بولا۔

عائشہ یہ اندر رکھ آؤ اور ناشتہ لگاؤ۔ آفس جانا ہے میں نے۔ عمرہ سنجیدہ سے لہجے میں بولا۔

کیوں - اندر کیوں رکھنا ہے - اسے کھول کے پڑھو تو صحیح کس نے بھیجا ہے - مینیو کیا ہے ، ٹائمنگ کیا ہے ، لوکیشن کیا ہے ، اور سب چھوڑو شادی ہے کس کی - ضرور عائشہ کے ، رشتے داروں میں ہوگی - کیونکہ تیرے رشتے دار تجھے جھوٹے منہ سے بھی نہ بلائیں - عائشہ ہمیں بھی ساتھ ضرور لیکر جانا - ہم نے گھر رہ کر بور نہیں ہونا - حاشر عمر کو دیکھتے بولا۔

بعد میں دیکھ لیں گے کارڈ، پہلے ناشتہ کر لو سب - وہ اب بھی عائشہ کو اندر جانے کا اشارہ کر رہا تھا - جو حاشر کی تیز نظروں سے چھپ نہ سکا -

عائشہ رکو - عائشہ جو اندر جا رہی تھی - حاشر نے اسے روکا - اور وہ فوراً رک گئی -

یہ پیکٹ مجھے پکڑاؤ۔

حاشر ناشتہ کر لو - عمر اسے لٹکتے بولا۔

تم چپ کر جاؤ - میں عائشہ سے بات کر رہا ہوں - وہ سرد سے لہجے میں بولا -

مجبوراً عائشہ نے اسے وہ لفافہ تھمایا۔

لفافہ کھولتے ایک خوبصورت کارڈ اس میں سے نکلا۔ وہ کارڈ کھولتا اسے پڑھنے لگا۔ وہی دوسری طرف سارے حاشر کا چہرہ غور سے دیکھ رہے تھے۔

کارڈ پر اسوہ کا نام دیکھتے اس کے دل میں ٹیس اٹھی۔ تاثرات یکدم پتھر یلے ہوئے۔

نائس - کارڈ اچھا بنا ہے۔ اور آج رات نو بجے گھر میں فنکشن ہے - کارڈ لیٹ دیا ہے ورنہ یقیناً ہم پوری تیاری کے ساتھ جاتے - بھی آج سب تیاری کر لو - تیار شیار ہو کر فنکشن پر جانا ہے -

پر حاشر - عزیزم اسے لٹکتے بولا -

پر ور کچھ نہیں - میں نے کہہ دیا جانا ہے تو جانا ہے - وہ انہیں فیصلہ سناتا بغیر ناشتہ کیے اندر کو بڑھ گیا - دل اچاٹ ہو چکا تھا ہر چیز سے - اب وہ تنہا رہنا چاہتا تھا -



پورا اسعد ہاؤس دلہن کی طرح سجا ہوا تھا - ہر طرف چہل پہل تھی - لڑکیوں نے اپنی رونقیں لگائی ہوئی تھی - ہر کوئی خوش نظر آ رہا تھا - دلکش اور اسعد نے اپنی طرف سے بھرپور تیاری کی تھی - تقریب کا وقت ہو چکا تھا - رزم اور اس کی فیملی بھی آچکی تھی - دلکش اب بھی دروازے پر کھڑی مہمانوں کا استقبال کر رہی تھی -

السلام علیکم - عائشہ نے مسکراتے انہیں سلام کیا -
دلکش نے اسے دیکھا جہاں اس کے پیچھے تین لڑکے کھڑے تھے -

وعلیکم السلام - انہوں نے مسکراتے جواب دیا -

ہم اسوہ کے یونی فیلوز ہیں - حاشر نے ان کی سوالیہ نظروں کا مفہوم سمجھتے جواب دیا -

اووو - آؤ بیٹا - انہوں نے اندر آنے کی دعوت دی -

سجاوٹ بہت اچھی کی ہے ویسے - حاشر آس پاس کا جائزہ لیتا اشتیاق سے بولا - - عائشہ عمر عزیزم اسے غور سے دیکھ رہے تھے - - داد دینی پڑے گی - - سجانے والے کی -

حاشر پلیز - ڈرامے نہ کرو - چلو واپس چلتے ہیں - عزیزم اس سے بولا -

تم نے جانا ہے جاؤ - میں مٹھائی کھا کر جاؤں گا - وہ ڈھٹائی سے بولا -



وہ سبھی سنوری سی ولیٹ اور لائٹ بلو فراک میں نفاست سے کیے میک اپ میں اپنا عکس دیکھ رہی تھی۔ ایک پھیکی مسکراہٹ خود کو دیکھتے اس کے لبوں سے چھو کر گزری۔

اسوہ بیٹا آجاؤ۔ رزم انتظار کر رہا ہے۔ دلکش کمرے میں داخل ہوتے بولی۔

ماشاللہ ماشاللہ۔ مجریہ بیٹی بہت خوبصورت لگ رہی ہے۔ وہ اس کی نظر اتارتے بولی۔

اللہ نظر بد سے بچائے۔ وہ محبت سے بولی۔

آجاو بیٹا۔ وہ اسے اٹھاتے نیچے کی طرف چل دی۔

وہ اسکو محسوس کر رہی تھی۔ ہر قدم کے ساتھ اس کی دھڑکن تیز ہو رہی تھی۔ دل گھبرا رہا تھا۔ ایک دل کیا بھاگ جائے وہ یہاں سے اور چھپ جائے اس ستم گر کی بانہوں میں۔۔۔ لیکن خود پر جبر کرتے وہ آنکھوں میں آئے آنسو دکھیل کر آگے کو بڑھ گئی۔

حاشر جو ارد گرد اپنی نظریں دوڑا رہا تھا - اندر سے آتی اسوہ کو دیکھ کر ساکت رہ گیا۔ اس کا خوبصورت سراپہ اسے اپنی طرف راغب کر رہا تھا۔ لیکن ستم کے آج کی یہ سجاوٹ کسی اور کے نام کی تھی - اور بس وہ خاموش تماشائی بنا اسے دیکھ رہا تھا -

وہ نظریں جھکائے سیج کی جانب بڑھ رہی تھی - اور وہ بے بس نظروں سے اسے جاتا دیکھ رہا تھا - اسے اپنی سانسیں روکتی محسوس ہو رہی تھی -

دلکش نے سیج پر اسے رزم کے بالکل قریب بٹھایا - کسی احساس کی تحت اس نے اپنا جھکا سر اٹھایا اور دور کھڑے حاشر کو دیکھا - جو کرب بھری نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا - وہ اسے یہاں دیکھتے ششدر سی ہو گئی - وہ کیسے یہاں آسکتا ہے - پہلا سوال اس کے دل میں یہی آیا -

رسم کا وقت شروع ہو چکا تھا - رزم نے مسکراتے ایک ہاتھ میں انگوٹھی پکڑ کر دوسرا ہاتھ اسوہ کے سامنے پھیلا دیا - بے ساختہ اسوہ کے سامنے حاشر کا پھیلا ہاتھ نظر آیا - لرزتے

کانپتے اس نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھوں میں تھما دیا۔ رزم نے مسکراتے انگوٹھی اس کے ہاتھوں میں پہنائی۔ دور یہ منظر حاشر کیلئے تکلیف کا باعث بن رہا تھا۔ لیکن وہ مضبوط مجسمہ بنے کھڑا تھا۔

اسوہ بیٹا اب تم پہناؤ انگوٹھی۔ نائمہ اسوہ کو خیالوں میں کھوئے دیکھ کر بولی۔ اسوہ نے کانپتے ہاتھوں سے انگوٹھی پکڑی۔ ایک اچھٹی نظر حاشر پر ڈالی۔ جو آس بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ کیا کچھ نہ تھا ان نظروں میں، بے بسی، کسی چیز کے کھو جانے کا خوف، درد۔ اور نظر ہی نظر میں وہ اس سے ایک دفعہ پھر محبت کی بھیک مانگ رہا تھا۔ اسوہ کا دل پھٹ جانے کے قریب تھا۔

یا اللہ۔ میری سانسیں چھین لے۔ یا مجھے اتنا حوصلہ بھی عطا کر۔ وہ دل ہی دل میں بولی۔

اسوہ بیٹا۔ رزم انتظار کر رہا ہے۔ اسعد نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

اسوہ اپنے خیالات سے باہر آئی - اور حاشر کیہ طرف دیکھنے سے اجتناب کرتے کانپتے ہاتھوں سے انگوٹھی رزم کو پہنائی - دوسری طرف کرب سے حاشر نے آنکھیں بند کی اور ایک آنسو گرا -



حاشر - - رسم کے ادا ہوتے ہی وہ فوراً باہر بھاگ آیا تھا - اور عائشہ عزیزم عمر اسے آواز لگاتے اس کے پیچھے بھاگے تھے -

وہ گھٹنوں میں منہ دیے سرک پر ایک طرف بیٹھا تھا - وہ تینوں چلتے اس کے پاس آئے - اس وقت اُس کی حالت قابلِ رحم لگی تھی - وہ چاہ کر بھی اُس کا درد ختم نہیں کر سکتے تھے - لیکن اسے دلاسہ دے کر اس کی دلجوئی ضرور کر سکتے تھے -

حاشر میرے یار - سنبھال خود کو - عمر اور عزیزم سرک پر اس کے قریب بیٹھتے بولے -

میری آخری امید بھی ختم ہو چکی ہے - ایک آخری امید باقی تھی - وہ بھی ختم ہو گئی ہے - اور اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں دوبارہ کبھی بھی یہاں نہیں آؤں گا - اور بہت جلد پاکستان چھوڑ کر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے یہاں سے چلا جاؤں گا - وہ گھٹنوں سے سر اٹھا کر سنجیدہ سے لہجے میں اٹل فیصلہ کرتے بولا -

عمر اور عزیزم کو بھی یہ فیصلہ ٹھیک لگا کیونکہ اس وقت حاشر کیلئے سب سے زیادہ ضروری ذہنی سکون تھا - اور ذہنی سکون حاصل کرنے کیلئے یہ لازمی تھا کہ وہ اس ماحول سے دور رہے - انہوں نے بھی اس کی فیصلے کی حمایت کی - اور اسے اٹھاتے گاڑی کی طرف بڑھے - گاڑی میں بیٹھتے وقت ایک آخری نظر اس نے گھر کی جانب اٹھائی اور اس بھری نظر سے دروازے کی طرف دیکھا - لیکن مایوس ہوتے اپنی کرب ناک حالت کو سنبھالتے وہ گاڑی میں بیٹھا اور دوبارہ اس ستم ظرف کو کبھی مڑ کر نہ دیکھنے کا عہد کرتے وہ وہاں سے نکلا -

کوشش بھی نہ کرنا اب مجھے سمیٹنے کی
بے حساب ٹوٹا ہوں جی بھر کر بکھر جانے دو



رات کے تقریباً بارہ بج چکے تھے - وہ کپڑے تبدیل کر کے ابھی باہر آئی تھی - اور نائٹ بلب چلا کر وہ بیڈ تک آئی - نظر سیدھا سائیڈ ٹیبل پر رکھی انگوٹھی پر پڑی - جسے دیکھتے وہ تلخی سے مسکرا دی -

کچھ سال پہلے اگر یہ منگنی ہوئی ہوتی تو وہ بہت خوش ہوتی - کتنا غلط فیصلہ کیا تھا اس نے آگے پڑھنے کا - نہ وہ پڑھنے کی ضد کرتی نہ وہ آج زندگی کے اس مقام پر ہوتی - وہ انگوٹھی کو دیکھتے سوچ رہی تھی -

زندگی بھی ایک عجیب چیز ہے - کچھ بھی آپ کے حساب سے نہیں چلتا - سب کچھ غیر متوقع اور آپ کی سوچ کے برعکس ہو جاتا ہے - کتنا خوش تھی وہ رزم کے ساتھ - پھر حاشر اس کی زندگی میں آیا - وہ اُس کی طرف ایک قدم بڑھاتا تو وہ دس طرح کی رکاوٹیں

کھڑی کر دیتی۔ لیکن آہستہ آہستہ وہ ساری رکاوٹیں عبور کرتا گیا۔ اور اس کے دل میں بھی دستک دے گیا۔

اسے بچپن سے بتایا گیا تھا کہ اس کی شادی رزم سے ہونی ہے۔ شاید اسی لیے یہ سب اسے بتایا گیا تھا تاکہ وہ خود کو ذہنی طور پر رزم کیلئے تیار رکھے۔ اور شاید اس نے بھی ہمیشہ اپنا ہمسفر رزم کو ہی سوچا تھا۔ اور اپنی دوستی اور اٹیچمنٹ کو محبت کا نام دے بیٹھی تھی۔ لیکن محبت کے حقیقی معنی اسے حاشر کی آنکھوں میں نظر آتے تھے۔ اس کی تکلیف پر جب تکلیف ہوتی تھی تو محبت کا احساس ہوتا تھا۔ اسے دیکھنے کے بعد دل تیز رفتار میں دوڑتا تھا تو اسے محبت سمجھ آتی تھی۔

لیکن وہ کمزور نہیں تھی۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا رزم سے شادی کا تو۔ اب وہ اس رشتے کو نبھائے گی۔ بھول جائے گی کہ کوئی حاشر شاہ اس کی زندگی میں آیا تھا، بھول جائے گی کہ کبھی اس نے محبت کی تھی، یاد رکھے گی تو فقط یہ کہ اسکے والدین کا فیصلہ اس کی اولین ترجیح ہے۔

اکثر وقت سے پہلے کیے فیصلے بعد میں تکلیف کا باعث بنتے ہیں۔ اسی لیے ہمیشہ صحیح وقت کا انتظار کرنا چاہیے۔



دن گزرتے جا رہے تھے۔ آج اسوہ اور رزم کی مہندی تھی۔

عائشہ میں نے کہہ دیا نہ ہم وہاں نہیں جائیں گے تو نہیں جائیں گے۔ بات ختم۔ عمر اسے جھڑکتا بولا۔

لیکن کیوں۔ اسوہ نے ہمیں بلایا ہے۔ تو ہمیں جانا تو پڑے گا نہ۔ بی نیوٹرل عمر۔ اگر وہ حاشر سے محبت نہیں کرتی تو ہم اسے زبردستی قائل نہیں کر سکتے۔ آپ سمجھنے کی کوشش کرے عمر۔ وہ اسے سمجھاتے بول رہی تھی۔

میں اس لیے نہیں کہہ رہا عائشہ - کل حاشر کی فلائٹ ہے - وہ ہمیشہ کیلئے یہاں سے جا رہا ہے - اور کبھی بھی لوٹ کر نہیں آئے گا - اسی لیے بس کچھ وقت میں اس کے ساتھ گزارنا چاہتا ہوں - سمجھنے کی کوشش کرو - ہم اسے یہاں اکیلا چھوڑ کر نہیں جا سکتے - اور ویسے بھی مجھے ایک ضروری کام ہے - جسے کرنا بہت ضروری ہے - وہ اسے سمجھاتے بول رہا تھا -

کوئی ضرورت نہیں ہے تم لوگوں کو میرے لیے یہاں رکنے کی - تم لوگوں نے جس کسی کی بھی شادی پر جانا ہے جا سکتے ہو -

حاشر کمرے میں داخل ہوتا بولا - اور وہ دونوں اسے دیکھ رہے تھے -

سوری میں یہاں سے گزر رہا تھا - اور تم لوگ اتنی اونچی بول رہے تھے کہ نا چاہتے ہوئے بھی مجھ تک تم دونوں کی آواز آئی - اور پھر میں خود کو روک نہ سکا - تم دونوں چلے جاؤ شادی پر - ویسے بھی میں کچھ وقت اکیلے گزارنا چاہتا ہوں -

وہ کہتے ان کی بغیر سننے وہاں سے جانے کیلئے مڑا - پھر ایک پل کیلئے روکا -

مجھے اچھا لگے لگا اگر تم دونوں مجھ پر ترس نہ کھاؤ۔ اور شادی اٹینڈ کرو۔ میں نہیں چاہتا میری وجہ سے عائشہ اپنی دوست کی شادی میں نہ جاسکے۔ اس کی ہر بات مانا کرو عمر۔ اسے خوش رکھنے کی کوشش کیا کرو۔

کہتے وہ وہاں سے چلا گیا۔



ایک دفعہ پھر پورا اسعد ہاوس دلہن کی طرح سجا ہوا تھا۔ گھر رنگ برنگی روشنیوں سے جگمگا رہا تھا۔ پورے لاونج کو پیلے اور لال پھولوں سے سجایا ہوا تھا۔ ہر طرف چہل پہل اور رونقیں بکھری ہوئی تھی۔

نائمہ بھی پوری دھوم دھام سے اپنے بیٹے کی مہندی لے کر آئی تھی۔ رزم کے دوست کینڈا سے آئے ہوئے تھے۔ تو کچھ دوست پاکستان کے تھے۔ لڑکیاں ڈھولکی کی تھاپ پر

علاقائی گانے گا رہی تھی۔ ہر کوئی فنکشن بھرپور طریقے سے انجوائے کر رہا تھا۔ ہر کوئی خوش دیکھائی دے رہا تھا۔

عمر عائشہ اور عزیز بھی فنکشن میں آچکے تھے۔ اور باقی اپنے یونی والوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ عمر اور عزیز کو تو یہاں آنے میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ لیکن حاشر کی وجہ سے انہیں یہاں آنا پڑا۔ اور بے زاریت سے ادھر ادھر دیکھنے میں مصروف تھے۔ اور ساتھ ہی ساتھ ایک دوسرے کو کچھ اشارے بھی کر رہے تھے۔

رزم سٹیج پر بیٹھا اسوہ کا انتظار کر رہا تھا۔ جب وہ پیلے جوڑے میں، پھولوں سے بنے زیور پہنے، ہلکے سے میک اپ میں لال چوٹری کے سائے میں اپنی کمرز کے درمیان ہلکے ہلکے قدم رکھتی اسی جانب آرہی تھی۔ راستے میں اسعد نے اسے روک کر اپنے گلے لگایا۔ اور وہ بھی باپ کے گلے لگ کر رونے لگی۔ جس پر اسعد نے اسے چپ کروایا اور اپنے بازوؤں کے حصار میں باندھ کر سٹیج تک لایے اور رزم کے ساتھ بٹھایا۔ رزم نے مسکراتے اسوہ کی جانب دیکھا جو سر پر دوپٹہ لٹکائے سر جھکائے بیٹھی تھی۔

بہت پیاری لگ رہی ہو۔ وہ جھکتا اس کے کان میں سرگوشی کر گیا۔
جس پر اسوہ محض اپنا سر اثبات میں ہلا گئی۔ اور اس کی طرف دیکھتے جواباً مسکرائی۔
دونوں ایک دوسرے کی طرف مسکراتے دیکھ رہے تھے۔ وہی کیمہ مین نے یہ منظر
کیمہ مین میں محفوظ کر لیا۔

مہندی کی رسم شروع ہو چکی تھی۔ جب اچانک رزم کے فون کی بیل بجی۔ جسے دیکھتے اس
نے فون کاٹ دیا۔ ایک دفعہ دوبارہ گھنٹی بجی۔ جسے پھر رزم نے کاٹ دیا۔

کوئی ضروری کال ہوگی۔ سن لو۔ تیسری دفعہ دوبارہ رنگ ہونے پر اسوہ رزم سے بولی۔ رزم
ایکسکیوز کرتا اٹھا۔

کچھ منٹوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے چہرے کے زاویے اترے ہوئے تھے۔ پہلے والے
تاثر کہی جا سوتے تھے۔

کیا ہوا سب ٹھیک تو ہے نہ۔ وہ اس کے چہرے کے تاثرات دیکھتے بولی۔

ہاں سب ٹھیک ہے۔ ان نوں نمبر سے کال تھی۔ بس کوئی سر پھیرا تھا کوئی۔ وہ سر جھٹکتے بولا۔



رسم ختم ہو چکی تھی۔ سب لوگ آہستہ آہستہ اپنے گھروں کو جا رہے تھے۔ دلکش اور عائشہ اسوہ کو اپنے کمرے چھوڑ کر گئی تھی۔

کپڑے بدلنے کی غرض سے جب وہ لانڈری گئی تو اسے اپنے کمرے میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ باہر نکلتے اس نے آس پاس دیکھا جہاں کوئی نہیں تھا۔ اپنا وہم سمجھتے وہ شیشے کے سامنے آئی اور بال بنانے لگی۔ جب ایک عکس اسے شیشے میں نظر آیا۔ ابھی وہ پیچھے مڑ کر دیکھتی کہ وہ شخص پل میں اس کے قریب آیا اور ایک رومال اس کی ناک پر رکھا۔ اور وہ ہوش و حواس سے بیگانہ اس کی بانہوں میں جھول گئی۔



کیا ہوا اسعد - کیا سوچ رہے ہیں - دلکش چوڑیاں اتارتی شیشے سے اسعد کو گم سم سا بیٹھے دیکھ کر بولی -

ہونہہ - کچھ نہیں - وہ اپنے خیالات سے باہر نکلتے چونکنا ہوتے بولے -

کچھ تو ہے - جو آپکو پریشان کر رہا ہے - سب کچھ ٹھیک تو ہے نہ اسعد - اب کے وہ پریشان ہوتے سنجیدہ سے لہجے میں بولی -

کچھ نہیں بس اسوہ کے متعلق سوچ رہا تھا - مجھے ایسا لگتا ہے جیسے وہ اس شادی سے خوش نہیں ہے - وہ گہری نظروں سے دلکش کی طرف دیکھتے بولے - ان کی بات سنتے دلکش کے چوڑیاں اتارتے ہاتھ رکے - اور اس نے مڑ کر اسعد کو دیکھا - جو پریشان کن نظروں سے اسے ہی دیکھ رہے تھے -

ایسا آپ کو کیوں لگا۔ مجھے تو ایسا کچھ محسوس نہیں ہوا۔ دلکش اس کے قریب آتے ان کے پاس بیٹھتے بولی۔

مجھے اسوہ کے چہرے پر وہ رونق نظر نہیں آتی جو دو سال قبل اس کے چہرے پر تھی۔
مجھے محسوس ہوتا ہے وہ اندر ہی اندر تڑپ رہی ہے۔ کچھ ہے جو ہم سے چھپا رہی ہے۔ وہ خوش نہیں لے دلکش۔ وہ خوش نہیں ہے۔
وہ اپنی جگہ سے اٹھتے بولے۔

ایسا کچھ نہیں ہے اسعد۔ یہ سب آپ کے دل کا وہم ہے۔ یہ بات آپ بھی اچھے سے جانتے ہیں اسوہ ہر وہ کام کرتی ہے جس کیلئے اس کا دل و دماغ دونوں راضی ہوتا ہے۔
وقت کے ساتھ ساتھ انسان میں تبدیلیاں آتی ہے۔ ہماری اسوہ کا بچپنا ختم ہو گیا ہے۔
اب وہ سنجیدہ رہنے لگی ہے۔ اسی لیے شاید آپکو محسوس ہو رہا ہے یہ سب۔ وہ ان کے شانے پر ہاتھ رکھتے بولی۔

اب انہیں کیا اب ان کی بیٹی دل و دماغ کی جنگ لڑ رہی تھی۔ اور اس جنگ میں بس وہ اپنے دماغ کی سب رہی

لیکن میں ایک دفعہ اسوہ سے بات کرنا چاہوں گا اپنی تسلی کیلئے۔ اگر وہ دل سے راضی ہے تو ٹھیک ورنہ میں اس کی خوشی کیلئے کچھ بھی کر سکتا ہوں۔

ٹھیک ہے۔ میں بھی آپکے ساتھ چلتی ہوں۔



یہ دروازہ کیوں نہیں کھول رہی۔ اسعد پریشانی سے بولے۔ جو پچھلے دس منٹ سے دروازہ کھٹکھٹا رہے تھے۔

سو گئی ہوگی۔ وہ انہیں تسلی دینے کی خاطر بولی۔ جبکہ خود کا دل بھی اندر سے گھبرا رہا تھا۔

ڈیپلیکیٹ کی لیکر آؤ دلکش - جلدی جاؤ - وہ دروازہ کھٹکھٹاتے دلکش سے بولے -

دلکش جلدی سے چابیاں لیکر آئی -

اسعد نے دروازہ کھولتے اندر جھانکا جہاں خالی کمرہ دونوں کا منہ چڑھا رہا تھا -

دونوں ایک دوسرے کو دیکھ خالی نظروں سے دیکھ رہے تھے -

اسعد میں گھر کا ایک ایک کونہ دیکھ چکی ہوں - اسوہ کہیں بھی نہیں ہے - وہ روتے
لاونج میں اسعد کے پاس آئی جو صوفے پر بیٹھے صدیوں کے بیمار لگ رہے تھے - اسوہ کی
غیر موجودگی سمجھ سے بالاتر تھی - دل میں ہزاروں وسوسے آرہے تھے - لیکن وہ یوں ہاتھ
پر ہاتھ دھرے بیٹھے نہیں رہ سکتے تھے - انہیں سراغ لگانا تھا - اپنی بیٹی کا - اپنی زندگی کی
آخری سانسوں تک -

دلکش کار کی چابیاں لاؤ - اسعد کی بات سنتے وہ فوراً کار کی چابیاں لائی -

میں جا رہا ہوں اپنی بیٹی کو ڈھونڈنے - اور تمہیں بھی جیسے ہی کوئی اطلاع ملے مجھے سب سے پہلے فون کرنا۔ اور اسوہ غائب ہے۔ یہ بات ہم دونوں کے علاوہ کیسی تیسرے کو نہیں پتہ چلنی چاہیے۔ وہ کہتے فوراً باہر نکلے۔ پیچھے وہ ایک دفعہ دوبارہ رونے میں مصروف ہوگئی۔



مجھے سمجھ نہیں لگی عزیم۔ اسے کیڈٹپ کر کے ہمیں کیا حاصل ہوگا۔ اور ہم کب تک اسے یوں ادھر رکھے گے۔ عمر کرسی کے ساتھ بندھی بے ہوش اسوہ کو دیکھ کر عزیم سے بولا۔

کچھ بھی نہیں کرنا۔ دو دن یہاں رکھیں گے پھر واپس بھیج دے گے۔ وہ بے نیازی سے بولا۔

لیکن کیوں - کل اس کی شادی ہے۔ اور یوں اسے کیڈنیپ کر کے ہم اس پر اتنا بڑا ظلم نہیں کر سکتے۔ اس کی پوری زندگی کا سوال ہے عزیزم - وہ عزیزم کی طرف دیکھتے رنج سے بولا۔

میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ اس کے ساتھ ویسا ہو جیسا حاشر کے ساتھ ہوا تھا۔ اس کی محبت اسے ٹھکرا جائے جیسے اس نے حاشر کو ٹھکرایا تھا۔ تب اسے احساس ہوگا۔ حاشر کی تکلیف کا۔ اس کے دکھ کا جو اس سنگ دل نے اسے دیا ہے۔ وہ ناگوار نظروں سے اسوہ کی طرف دیکھتے بولا۔

بہت غلط کر رہے ہو تم عزیزم۔ میں کہتا ہوں چھوڑ دو اسے۔ اگر حاشر کو یہ بات پتہ چلی تو وہ تمہیں جان سے مار دے گا۔ عمر فکر مندی سے بولا۔

، اور اگر یہ بات حاشر کو پتہ چلی تو تم میرا مرا منہ دیکھو گے۔ وہ بھی اسے دھمکی دیتا وہاں بیٹھے دو لڑکوں کو اسوہ کا خیال رکھنے کو کہتا باہر نکلا۔

پچھے عمر تاسف سے اس کی پیٹھ دیکھتا رہ گیا۔



دس منٹ قبل وہ ہوش میں آئی تھی۔ اور تب سے وہ روتے چنچ رہی تھی۔

مجھے یہاں کیوں لائے ہو۔ بتاؤووو تو میرا قصور کیا ہے۔ وہ روتے رسیاں چھڑانے کی سعی میں چنچ رہی تھی۔

اے چپ کر۔ جب سے اٹھی ہے دماغ کھائے جا رہی ہے۔ ایک لاپھڑ پڑے گا نہ تو ساری آواز اندر دب جائے گی۔ چپ چاپ بیٹھی رہ۔ ان میں سے ایک آدمی اٹھتا بد تمیزی سے بولا۔

اور اس کے لہجے پر وہ کھول اٹھی۔

ہاتھ کھول -- میرے ایک دفعہ موٹے ساند - پھر تجھے میں بتاتی ہوں اسوہ علی کیا ہے -
وہ بھی سدا کی جذباتی تپ کر بولی۔

بڑا جوش آرہا ہے تجھ میں - کہتی ہے تو ایک منٹ میں ہوا کر دوں تیرا سارا جوش - وہ اس
کا دوپٹہ کھینچتا خباثت سے بولا۔ وہی اسوہ کوچپ سی لگ گئی - دل و جان سے کانپ
اٹھی۔

اے او - کیا کر رہا ہے - آرام سے رہ - باس نے سخت تنقید کی ہے لڑکی کے ساتھ کوئی
برا برتاؤ نہیں کرنا - اپنے جذبات سنبھال ورنہ اس کا خمیازہ ہمیں ہی بھگتنا پڑے گا۔
دوسرا آدمی اس کی حرکت پر اسے سمجھاتا بولا۔

اور وہ ہونہ کہتا ایک کونے میں جا کر بیٹھ گیا۔

لیکن اسوہ کی آنکھوں سے تواتر آنسو بہہ رہے تھے - پاپا پلیز مجھے بچا لیں - آپکی اسوہ
تکلیف میں ہے پاپا۔ مجھے نکال لیں یہاں سے۔ وہ روتی دل ہی دل میں بولی -

کل اس کی شادی تھی۔ اور وہ یہاں اس حالت میں تھی۔ اسے کیڑنیپ کرنے کا کیا مقصد تھا وہ یہ بھی نہیں جانتی تھی۔ دل میں بار بار اسعد کا خیال آ رہا تھا۔ وہ کیا سوچے گے اپنی بیٹی کی بارے میں۔ لوگوں کو کیا جواب دیں گے۔ یہ سوچ اسے رلا رہی تھی۔ لیکن وہ ایسے چپ کر کے بیٹھنے والوں میں سے نہیں تھی۔ اسے کیسے بھی کر کے بھاگنا تھا یہاں سے۔ اپنے لیے۔ اپنے بابا کی عزت کیلئے۔ اپنی عزت کیلئے۔ وہ نیچے پڑے اپنے دوپٹے کو دیکھتے سوچنے لگی۔

اسی کی نظر کھڑکی سے پار دوسری طرف پڑی۔ ساتھ والا کمرہ مکمل ویران تھا۔ اور اس کا دروازہ بھی کھولا تھا۔ سامنے اس کی نظر پانی کی بوتل پر پڑی۔ اس کے دماغ میں ایک خیال آیا۔ اس پر عمل کر کے وہ یا تو یہاں سے بھاگ سکتی تھی یا تو وہ مزید پھنس سکتی تھی۔ لیکن ایک دفعہ کوشش کرنے میں کیا حرج ہے۔ یہی سوچتے اس نے انہیں پکارا۔

پانی۔ وہ خشک سے لہجے میں بولی۔

دونوں اس کی طرف متوجہ ہوئے - جوتاش کھیلنے میں لگن تھے -

جا اسے پانی پلا کر آ - ان میں سے ایک آدمی بولا - دوسرا منہ کے زاویے بناتا اٹھا اور ایک گلاس پانی کا لا کر اس کے منہ کے ساتھ لگایا۔

اونہ - میں تمہارے ہاتھوں سے قطعی پانی نہیں کیوں گی - میرے ہاتھ کھولو - میں خود پانی پیوں گی - وہ اپنا چہرہ دور لے جاتے بولی۔

اے زیادہ نکھرے نہ کر - یہ تیرے باپ کا گھر نہیں ہے - پینا ہے تو پی - وہ غصے سے غرایا -

میں تمہارے ان گندے ہاتھوں سے بالکل بھی نہیں پیوں گی - دیکھو میرے ہاتھ کھول دو - پانی پی کر دوبارہ باندھ دینا - میں کونسا بھاگ جانا ہے - اب کے وہ مظلومیت سے بولی -

چل یار کھول دے ہاتھ - پانی ہی تو پینا ہے - دوسرا بندہ بولا۔

ہاتھ کھولتے اس نے گلاس اسوہ کو پکڑایا - اسوہ نے بغیر وقت لگائے وہ پانی اس کے چہرے پر گرایا - اس سے پہلے وہ سنبھلتا وہ فوراً کھڑے ہوتے اپنی ایک ٹانگ سے اسے دھکا دیتے نیچے زمین پر گرایا - دوسرا آدمی جو اسکی طرف بڑھ رہا تھا - اس پر پوری شدت سے وہ سٹیل کا گلاس مارا - اور بغیر وقت لگائے دروازے کی طرف بڑھی اور انہیں بندھ کر کے باہر کا راستہ تلاش کرنے لگی -



رات کا سایہ پھیل چکا تھا اور وہ سب سے چھپتی سڑک پر اندھا دھند بھاگ رہی تھی۔۔۔ آنکھوں میں بے تحاشہ آنسو تھے۔۔۔ وہ ایک مضبوط لڑکی تھی - جس پر آج تک کسی نے غلط نظر ڈالنے کی کوشش نہیں کی تھی اور آج وہ اپنی عزت کی حفاظت کیلئے بھاگ رہی تھی - بھاگتے بھاگتے اب وہ ہانپنے لگی تھی۔۔۔ اور پاؤں بھی بھاگ بھاگ کر زخمی ہو چکے تھے۔۔۔ رکتے سنسان سڑک پر اس نے نظریں دوڑائی۔۔۔ جہاں کوئی بشر اسے

نظر نہیں آیا۔ اور پیچھے نظر دوڑائی جہاں اسے کوئی نظر نہیں آیا۔۔ لیکن اسے یقین تھا وہ ڈھونڈنے ابھی اس کے پیچھے آجائیں گے۔ اور وہ ان کے حصار سے فرار ہو جانا چاہتی تھی۔ اب سانس بحال کرتے وہ ایک دفعہ دوبارہ بھاگی۔ لیکن پاؤں کے درد اور پیاس کی شدت سے بھاگا نہیں جا رہا تھا۔۔۔ اور اب اپنے پیچھے وہ آوازیں بآسانی سن سکتی تھی۔ یقیناً وہ دروازہ توڑ کر نکلے تھے اور اس دفعہ دو سے زیادہ آدمی تھے۔۔ شاید انہوں نے اپنے باقی ساتھیوں کو بھی بلا لیا تھا۔ اب خود میں ہمت پیدا کرتی اس نے تیز دوڑنے کی کوشش کی۔ اور وہ لوگ جو اس کا پیچھا کر رہے تھے اسے پکارتے صرف دس قدم کی مسافت پر تھے۔۔

جلدی بھاگو سالو۔ بھاگنی نہیں چاہیے۔ وہ آواز بآسانی سن سکتی تھی

یا اللہ میری مدد کر۔۔ بھج کسی مسیحا کو۔ وہ روتی بھاگتی دل ہی دل میں اپنے رب سے مخاطب ہوئی جب اچانک سامنے سے آتی گاڑی کی روشنی سے آنکھیں چندھیا ئی۔۔۔ رات کے اس پہر اس سڑک پر وہ کسی کی بھی آمد کی امید نہیں کر سکتی تھی۔ لیکن رب کا شکر ادا کرتے وہ گاڑی کی جانب بھاگی۔

ہانپتے وہ گاڑی کے سامنے پہنچی اور ہاتھ کے اشارے سے روکنی کی سعی کرنے لگی۔ حاشر جو اپنی ہی دھن میں گاڑی چلاتا آ رہا تھا۔ سامنے سڑک پر کسی کو اشارہ کرتے دیکھ چوکنا ہوا۔

ہیڈ لائٹ کی روشنی میں سامنے کھڑے شخص کو دیکھنے کی کوشش کرنے لگا۔ روشنی میں چمکتا اسوہ کا چہرہ دیکھ کر وہ قدرے حیران ہوا۔ اور فوراً گاڑی سے اترا۔

ہانپتے وہ گاڑی کے سامنے پہنچی اور ہاتھ کے اشارے سے روکنی کی سعی کرنے لگی۔ حاشر جو اپنی ہی دھن میں گاڑی چلاتا آ رہا تھا۔ سامنے سڑک پر کسی کو اشارہ کرتے دیکھ چوکنا ہوا۔

ہیڈ لائٹ کی روشنی میں سامنے کھڑے شخص کو دیکھنے کی کوشش کرنے لگا۔ روشنی میں چمکتا اسوہ کا چہرہ دیکھ کر وہ قدرے حیران ہوا۔ اور فوراً گاڑی سے اترا۔

اسوہ - وہ اچنبھے سے کہتا اس کی جانب بڑھا۔

اپنے سامنے حاشر کو دیکھ کر اس کی جان میں جان آئی۔ اسکے بابا کے بعد یہی شخص اُس کی حفاظت کر سکتا تھا۔ اسکے دل سے آواز آئی۔ اور اس کی طرف دوڑی۔

اسوہ - تم یہاں کیا کر رہے۔ حاشر کے باقی کے الفاظ دم توڑ گئے جب اسوہ اس کے سینے سے لگی۔ وہ کچھ پل کیلئے بالکل ساکت ہو گیا۔ وہ اس کی دھڑکنیں بخوبی سن سکتا تھا۔۔۔ اُس کی دھڑکنوں کی آہٹ نے حاشر کی دھڑکنیں منتشر کر دی۔ دل کے سوے جزبات ایک دفعہ پھر جاگ چکے تھے۔ وہ جزبات جنہیں وہ پچھلے بیس دنوں نے دفنانے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ ساری کوششیں رائیگاں چلی گئی تھی۔ دل پھر اس کیلئے دھڑکنے لگا تھا۔

مجھے بچا لے حاشر۔ وہ اس کے سینے سے لگی سسک رہی تھی۔ حاشر اپنے حواس میں آیا۔ اور اپنے سینے سے لگی اسوہ کو دیکھا۔

پلیز حاشر مجھے بچا لیں - وہ اس کا کوٹ مسٹھوں میں لیتی اس کے حصار میں چھپنے کی کوشش کر رہی تھی۔

دو پٹے سے بیگانہ وجود، وہ گھبرائی، ڈری سہمی کھڑی تھی - حاشر کو انہونی کا احساس ہوا۔

کیا ہوا - تم اس وقت یہاں کیا کر رہی ہو۔ وہ اسے خود سے الگ کرتے دو قدم کی دوری پر کرتے پوچھنے لگا۔ جواب رونے میں مصروف تھی۔

وو۔ وہ میرے پیچھے پڑے ہیں - پپ۔ پلیز مجھے بچا لیں۔ وہ گھبراتی بولی۔

کون پیچھے پڑا ہے - کس کی بات کر رہی ہو۔ وہ الجھن سے بولا۔

وو۔ وہ غنڈے - پتہ نہیں کون ہیں - مجھے گھر سے لے آئے - بب۔ بہت مشکل سے بچ کر نکلی ہوں - وہ ہکلاتی گھبرائی سی بولی۔



ارے وہ رہی لڑکی - وہ غنڈے وہاں پہنچتے اسوہ کی طرف اشارہ کرتے بولے -

حاشر نے سر اٹھا کر سامنے کھڑے آدمیوں کو دیکھا جو تعداد میں اب چھ تھے -

یہ لڑکی ہمارے حوالے کر دو - ان میں سے ایک آدمی حاشر کو اسوہ کے ساتھ دیکھتے بولے - اسوہ گھبرا کر حاشر کے پیچھے چھپی -

حاشر جو پہلے اسوہ کی حالت دیکھ کر پریشان تھا - اب ان لوگوں کو سامنے دیکھ کر طیش میں آیا -- کیونکہ ان کی وجہ سے کئی اسوہ اس حالت میں تھی -

ہمت ہے تو ہاتھ لگا کر دیکھا - حاشر اسوہ کو اپنے پیچھے چھپاتا غصے سے غرایا -

اے لگتا ہے زیادہ چربی چڑھ گئی ہے تجھے اکیلی لڑکی کو سڑک پر دیکھ کر - دیکھ چپ چاپ لڑکی ہمارے حوالے کر دے۔ تجھے اکیلے اس کے مزے ہم لوٹنے نہیں دیں گے۔ اور جو یہ ہمارے ساتھ کر کے آئی ہے نہ اس کے بعد تو ہم اسے چھوڑنے والے نہیں۔ ان میں سے ایک آدمی اپنا ماتھا سہلاتا بولا۔۔ اور اسوہ کو پکڑنے کیلئے آگے بڑھا۔

اس سے قبل وہ اسوہ کو ہاتھ لگاتا۔ حاشر نے اس کا بازو پکڑا۔ اور ایک جھٹکے سے اسے مروڑتے اسے دور پھینکا۔ چٹاخ کی آواز سے اس آدمی کی بھی دل خراش چیخ نکلی۔

اس کے بعد دو آدمی اکٹھے اس کی طرف بڑھے۔ دونوں آدمیوں کو بازو سے پکڑتے اپنے سامنے کیا۔ اور دونوں کے منہ پر ایک ایک مکہ رسید کیا۔ پھر دونوں کو پکڑتے اس نے ان کا سر آپس میں اس قدر زور سے مارا کہ وہ وہی ڈھیر ہو گئے۔

وہاں کھڑے ایک آدمی نے گن کا نشانہ حاشر پر بنایا۔ اس سے قبل وہ حاشر پر گولی چلاتی بروقت پاس پڑا ڈانڈا اٹھا کر اسوہ نے اس کے ہاتھ پر مارا۔ جس سے گن چھوٹتے دور

جاگرمی -- حاشر نے اس جانب دیکھا۔ اور آدمی کو پکڑتے مکے گھونسوں کی برسات کر دی۔ جس سے وہ وہی نڈھال ہو کر نیچے گر گیا۔

اب وہ کھڑا باقی کے دو آدمیوں کی طرف دیکھنے لگا۔ جو کانپتے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ اور وہی باقی کے اپنے ساتھیوں کو چھوڑ کر فرار ہو گئے۔

حاشر نے اسوہ کیلئے گاڑی کا دروازہ کھولا۔ اور اسے بیٹھاتے گاڑی دوڑا دی۔



خاموشیاں احساس ہیں۔

تمہیں محسوس ہوتی ہیں کیا

وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے سفر میں تھے۔ اور دونوں کے درمیان ایک گہری خاموشی حائل تھی۔ حاشر کب سے اسوہ کے ساتھ ہوئے واقعے کے متعلق سوچی جا رہا تھا۔

گھر رہ کر اسے گھٹن محسوس ہو رہی تھی۔ تو اپنے دل کا غبار نکالنے وہ گھر سے باہر نکلا تھا۔ اور کب گاڑی دوڑاتے وہ اس روڈ پر آیا تھا۔ اسے کچھ معلوم نہ ہوا۔۔ اور یہاں اسوہ کو اس حالت میں دیکھ کر ایک پل کیلئے تو وہ لرز گیا تھا۔ اگر وہ ادھر نہ آتا تو کیا ہوتا اسوہ کے ساتھ۔ اس سے آگے اُس سے سوچا نہیں جا رہا تھا۔ لیکن اس سب کے پیچھے کون تھا۔۔ یہ بات اسے پریشان کر رہی تھی۔ لیکن بہت جلد وہ یہ پتہ لگوا لے گا۔ وہ ایسے انہیں آزاد نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ اس سب کے پیچھے کون ہے۔ اس بات کی تہہ تک وہ ضرور جائے گا۔

ایک دفعہ پھر حاشر نے اسے بچا لیا تھا۔ ہمیشہ وہ اس کا محافظ بن جاتا تھا۔ اس کی حفاظت کرنے والا۔ یہ سوچتے اسوہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی۔ لیکن آج یہ خاموش کیوں ہے۔ بول کیوں نہیں رہا۔ دل سے ایک اور آواز آئی۔ کبھی خاموش نہ رہنا والا آج خاموش بیٹھا تھا۔ لیکن وہ کیوں بولے گا مجھ سے۔ میں نے ہمیشہ اس کی بات کا جواب نفرت سے دیا ہے تو اب وہ مجھ سے کیوں بولے گا۔ اور شاید میں اسی لائق ہوں۔ حاشر کی خاموشی کے لائق۔ وہ دل ہی دل میں سوچ سکی بس۔

کچھ جانتی ہو۔ کون ہو سکتا ہے اس سب کے پیچھے۔ حاشر ڈرائیونگ کرتا سنجیدگی سے بولا۔

مم۔ مجھے نہیں پتہ۔ وہ ہکلاتی نروس سی بولی۔

کسی کی کوئی دشمنی تم سے یا تمہارے بابا سے۔ وہ ہنوز سنجیدگی سے بولا۔

نن۔ نہیں بابا کی کسی سے نہیں ہے دشمنی۔ اور میری جس سے تھی وہ ادھر یہاں میرا محافظ بنے بیٹھا ہے۔ وہ حاشر کی طرف دیکھتے بولی۔

حاشر نے بھی اسے دیکھا۔ دونوں کی نظریں ملی۔ لیکن دونوں نے فوراً اپنی نظروں کا زاویہ بدلہ۔ - -

کڈنیپنگ کے وقت کہاں تھی تم۔ مطلب کیسے ہوئی کڈنیپ کس جگہ سے۔ پانچ منٹ کی خاموشی کے بعد وہ ایک دفعہ دوبارہ بولا۔

مہندی کے بعد کپڑے چنچ کر کے بال بنا رہی تھی جب کوئی پیچھے سے آیا۔ اور میرے منہ پر ایک رومال رکھا اس کے بعد کیا ہوا مجھے کچھ نہیں یاد۔ جب ہوش آیا تو میرے ہاتھ ایک کرسی سے بندھے ہوئے تھے اور دو آدمی نگرانی کر رہے تھے۔

ہممم تو وہاں سے کیسے نکلی۔ حاشر نے ایک اور سوال کیا۔

دو آدمی تھے۔ ایک کو دھکا دیا۔ اور ایک کو گلاس مار کر۔ اس نے مختصراً ساری اپنی کاروائی بتائی۔

ویسے ہی تو نہیں میں اسے شیرینی کہتا۔ وہ دل ہی دل میں بڑبڑایا۔



کیا ہوا اسعد اسوہ کا کچھ پتہ چلا۔ کہاں ہے ہماری بیٹی۔ دلکش اسعد کو اندر آتے دیکھ بولی۔

لیکن وہ مایوسی سے وہی صوفے پر ڈھے سے گئے۔

پتہ نہیں کہاں چلی گئی میری بیٹی۔ شادی تھی آج میری گڑیا کی۔۔ نا جانے وہ کہاں ہوگی۔
کیسے ہوگی۔ وہ پریشان سے روندھائے سے لہجے میں بولے۔۔

نامہ کو بتادیں کیا۔ دلکش ان کے پاس کھڑی پریشانی سے بولی۔

اسعد نے مایوس کن نظر سے اپنی بیوی کی جانب دیکھا جو پہلے پریشان کھڑی تھی۔ دونوں کو
اپنی عزت خاک ہوتی معلوم ہو رہی تھی۔ انہیں اپنی بیٹی پر یقین تھا۔ لیکن یہ بات
انہیں کھائی جا رہی تھی کہ وہ گئی تو گئی کہاں۔ ان کی تو کسی سے بھی دشمنی نہیں تھی پھر
کہاں گئی اسوہ۔

آپ نے پولیس کی مدد لی۔۔ دلکش نے پوچھا۔

اسعد نے انہیں دیکھا - نن - نہیں - پولیس - پولیس کو انفارم کرنا چاہیے - وہ کھڑے ہوئے اور باہر کی طرف لپکے -

گاڑی رکتے اسوہ نے حاشر کو دیکھا -

تمہارا گھر آگیا ہے - وہ سنجیگی سے بولا - اسوہ نے سامنے اپنے گھر کو دیکھا -

رات ڈھلنے کو تھی - صبح کا اجالا آہستہ آہستہ پھیل رہا تھا - آج فضا میں خوشی کے رنگ سماے تھے - آج فیصلہ سنائے جانے کا دن تھا - آج سے منزلیں بدلنے والی تھی -

وہ گاڑی سے اترا اور دوسری طرف آکر اسوہ کی طرف آیا - اور دروازہ کھولتے اسے اتارتے اسے لیکر اس کے گھر کی طرف بڑھا -

اسعد نے جونہی دروازہ کھولا سامنے اسوہ دروازہ نوک کرنے والی تھی ۔

اپنے بابا کو دیکھتے وہ ان سے لپٹی ۔ اور جوں دونوں باپ بیٹی رونے لگے کہ حاشر کو درمیان میں مداخلت کروا کر انہیں علیحدہ کرنا پڑا۔



پوری بات بتاتے وہ ابھی بھی اپنے بابا کے گلے لگی ہوئی تھی۔ اور دلکش ان کے ساتھ بیٹھی تھی ۔

اچھا ٹھیک ہے انکل آنٹی میں چلتا ہوں ۔ حاشر اٹھتے بولا ۔

ایسے کیسے بیٹا - میری اسوہ کی آج شادی ہے - میری خواہش ہے کہ آج تم شادی اٹینڈ کر کے جاؤ - اسعد اسے دیکھتے بولے - شادی کے نام پر دونوں کی بیک وقت دھڑکنیں تھمی - دونوں نے چور نظر سے ایک دوسرے کو دیکھا -

نہیں انکل بہت شکریہ - اللہ آپکی بیٹی کو ہمیشہ خوش رکھے - میں چلتا ہوں - حاشر اسوہ کے وجود سے نظریں چراتا بولا -

نہیں بیٹا - میں ایسے نہیں جانے دوں گی - شادی تو تمہیں اٹینڈ کرنی پڑے گی - اور اب میں کوئی بات نہیں سنوں گی - دلکش اسے حکم دیتے بولی -- اور وہ مزاحمت بھی نہ کر سکا -



بارات آچکی تھی ----- اسعد نے بہت پرتپاک سے سب کا استقبال کیا تھا - نامہ کے ہونٹوں کی مسکان ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی - ہر طرف شور برپا تھا -

شادی کی رونقیں ہر جگہ بکھری تھی۔ رزم سٹیج پر سنجیدہ سا بیٹھا تھا۔ حاشر کو وہ تھوڑا عجیب سا لگا۔ منگنی والے دن جو رونق اس نے رزم کے چہرے پر دیکھی تھی اب ویسی رونق اس کے چہرے پر ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل رہی تھی۔ یا پھر یہ اس کا وہم تھا۔ ہاں شاید اسکا دل اداس تھا اسی وجہ سے اسے اپنے آس پاس سب کچھ برا لگ رہا تھا۔ یہ رونقیں اس وقت اُسے کانٹے کی طرح چبھ رہی تھی۔ لوگوں کے چہرے کی ہنسی اس وقت اسے زہر لگ رہی تھی۔ سامنے بیٹھا رزم اسے اپنی محبت کا دشمن لگ رہا تھا۔ وہ تو بھاگ جانا چاہتا تھا یہاں سے سب سے دور۔ لیکن قسمت نے اسے دوبارہ یہاں لا کھڑا کیا تھا۔

رات دو بجے کی اس کی فلائٹ تھی۔ شادی سے فارغ ہوتے وہ یہاں سے چلا جائے گا۔ ان کی زندگیوں سے دور۔ اور کبھی پلٹ کر نہیں دیکھے گا۔ اس نے اٹل فیصلہ کر لیا تھا۔

دلہن آگئی دلہن آگئی کے شور نے سب کی توجہ اینٹرس پر مبذول کرائی۔ عروسی لہنگے میں نفاست سے کیے میک اپ نے اس کے حسن کو دوبالا کر دیا تھا۔ جو نظر اس کی طرف

اٹھتی وہ ساکت رہ جاتی - حاشر نے بمشکل اس کے وجود سے اپنی نظریں چرائی - اور پیٹھ موڑ کر کھڑا ہوا -

اسے رزم کے سامنے لا کر بٹھایا گیا تھا - دونوں کے درمیان ایک باریک جالی دار پردہ حائل تھا - مولوی صاحب آچکے تھے -

اسوہ علی ولد اسعد عی آپکا نکاح رزم حیدر ولد وسیم حیدر سے ایک لاکھ مہر کے عوض ہونا طے پایا ہے - کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے -

یہ الفاظ سنتے حاشر اور اسوہ دونوں نے بیک وقت ضبط سے اپنی آنکھیں میچی - حاشر ابھی بھی پیٹھ موڑے کھڑا تھا - اس میں یہ سب دیکھنے کی ہمت نہیں تھی - کسی ریت کی طرح اسے اپنی جان ہاتھ سے جاتی محسوس ہو رہی تھی -

مولوی صاحب نے الفاظ دو دفعہ مزید دہرائے - لیکن جواب نادر - سب خاموش اسوہ کے بولنے کا انتظار کر رہے تھے - اسعد نے بڑھتے اپنا ہاتھ اس کے کندھے پر رکھا -

اپنے باپ کا کانپتا ہاتھ خود کے کندھے پر محسوس کرتے اس نے اپنی آنکھیں کھول کر دوبارہ میچی - اور مرمری آواز سے جواب دیا۔

قبول ہے -

سنتے حاشر کی بند آنکھوں سے ایک آنسو نکلا۔ کان ابھی تک سائیں سائیں کر رہے تھے - شاید اپنی سماعت پر یقین نہیں کر پارہے تھے - اس کے دل سے آواز آئی کہ وہ سب کچھ تھس تھس کر دے - لیکن وہ ضبط کیے کھڑا رہا۔

کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے - ایک دفعہ پھر پوچھا گیا۔

قبول ہے -

کیا یہ نکاح قبول ہے -

قبول ہے ۔

سب نے سکھ کا سانس لیا ۔ اور اسوہ سے نکاح نامے پر دستخط کروائے ۔ حاشر ابھی بھی اپنی جگہ ساکت اس سے پیٹھ موڑے کھڑا تھا ۔ اپنے آس پاس سب کچھ ہلتے محسوس کر رہا تھا ۔

اب سب دوسری طرف رزم کی جانب آئے جو سنجیدہ سا بیٹھا تھا ۔ کوئی بھی اس کے تاثر سے پاک چہرے پر کسی بھی قسم کا تاثر اخذ نہیں کر سکتا تھا ۔

رزم حیدر ولد وسیم حیدر آپکا نکاح اسوہ علی ولد اسعد علی سے بمعاوضہ ایک لاکھ حق مہر کے ہونا طے پایا ہے ۔ کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے ۔ مولوی صاحب نے پوچھا ۔

حاشر کے دل کی دھڑکینیں بڑھ رہی تھیں ۔ دل بار بار خاموش دعا کر رہا تھا ۔

سب رزم کے جواب کا انتظار کر رہے تھے۔

رزم حیدر ولد وسیم حیدر آپکا نکاح اسوہ علی ولد اسعد علی سے ہ معاوضہ ایک لاکھ حق مہر کے ہونا طے پایا ہے۔ کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے۔ ایک دفعہ دوبارہ سوال پوچھا گیا۔ لیکن جواب ندارد۔ سب رزم کے جواب کا انتظار کر رہے تھے۔



رزم حیدر ولد وسیم حیدر آپکا نکاح اسوہ علی ولد اسعد علی سے ہ معاوضہ ایک لاکھ حق مہر کے ہونا طے پایا ہے کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے۔ مولوی صاحب نے تیسری دفعہ سوال دہرایا۔ سب پریشان رزم کے جواب کا انتظار کر رہے تھے۔

نہیں نہیں نہیں۔ نہیں قبول مجھے یہ نکاح۔ اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا۔ وہ جو کب سے گھڑ کر بیٹھا تھا۔ ایک دم چلایا۔ سب غیر یقینی نظروں سے اسے دیکھ رہے

تھے۔ اسوہ نے بھی اپنا سر اٹھا کر پردے کے پیچھے سے اسے دیکھا۔ حاشر بھی موڑتے
اسے حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

رزم - سب سے پہلے ہوش ناٹھ کو آیا۔ وہ غصے سے بولتی اس کی جانب آئی۔

کیا بکواس کر رہے ہو۔ کیوں نہیں قبول یہ شادی تمہیں۔ وہ غصے سے بولی۔

نہیں قبول تو بس نہیں قبول۔ نہیں کرنی مجھے کوئی شادی۔ اور کوئی بھی میرے ساتھ
زبردستی نہیں کر سکتا۔ وہ لڑکا جس سے کبھی اپنے ماں باپ کے سامنے کبھی اف تک
نہیں بولا تھا۔ آج وہ بغاوت پر اتر آیا تھا۔

ہوش میں تو ہو رزم کیا کہہ رہے ہو تم۔ اب کے وسیم غصے سے بولے۔ باقی سب تو ہکا
بکا تماشا دیکھ رہے تھے۔

ہوش میں تو اب آیا ہوں ڈیڈ - خوش فہمی میں جی رہا تھا میں کہ یہ مجھ سے پیار کرتی ہے - لیکن یہ محض خوش فہمی ہی تھی ڈیڈ - میں اس جس بد کردار لڑکی سے ہر غرض شادی نہیں کر سکتا - وہ اسوہ کی طرف اشارہ کرتا حقارت سے بولا -

خبردار جو ایک بھی لفظ تم نے اپنی زبان سے میری بیٹی کے متعلق نکالا - اسعد اپنا آپا کھوتے اس کے گرمیابان سے پکڑتے بولے -

یہ میرا گرمیابان پکڑنے کی بجائے اپنی بیٹی سے پوچھے کہ رات بھر کہاں گل کھلا کر آئی ہے - خود کی بیٹی پر کنٹرول نہیں اور چلے ہیں میرا گرمیابان پکڑنے - وہ اپنی تمام حدود پار کرتا درشتگی سے بولا - اس کی بات سنتے سب کو تو مانو جیسے سانپ سونگھ گیا - اسوہ کا دل کیا کہ یہی اس مقام پر مر جائے - اسے موت کیوں نہیں آئی یوں ذلیل ہونے سے پہلے - اسعد کے ہاتھوں کی گرفت رزم کے گرمیابان پر ہلکی ہوئی - دلکش بھی بے یقینی سے رزم کو دیکھی جا رہی تھی - حاشر کا دل کیا سامنے کھڑے شخص کو آگ لگا دے - وہ لڑکی جو خود کو سمیٹ سمیٹ کر اس شخص کیلئے خود کو محفوظ کرتی آئی تھی - آج وہی اس کی عزت کی دھجیاں اڑا رہا تھا -

یہ کیا بکواس کر رہے ہو رزم - کچھ اندازہ ہے تمہیں - نائمہ شاک کی سی کیفیت میں مبتلا بولی -

سب اندازہ ہے مجھے مام - کہ میں کیا بول رہا ہوں - یہ جو آپکی لاڈلی بھتیجی ہے نہ - اس سے پوچھے کہاں تھی یہ کل پوری رات - کس کے ساتھ گزار کر آئی ہے اپنی رات -

بس رزم بس - ایک لفظ اور نہیں - ضرور تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے بیٹا - ہم جانتے ہیں اسوہ کو - وہ ایسا کوئی کام نہیں کر سکتی بیٹا - نائمہ اسے سمجھانے کو بولی رہی تھی - سب بس ششدر سے رزم کو دیکھ رہے تھے - اسعد دلکش اسوہ سب حیران اسے دیکھ رہے تھے -

ثبوت ہے میرے پاس - یہ دیکھیں کیسے کسی غیر مرد کے گلے لگی کھڑی ہے - آپ سب کی لاڈلی رات کے پچھلے پہر - پوچھے اس سے کون ہے یہ - اور کس کے ساتھ تھی - ضرور

شادی سے پہلے آخری دفعہ ملنے گئی ہوگی۔ ماموں اب کیا کہنا ہے اپنے اپنی بیٹی کے بارے میں۔ وہ اپنے فون میں موجود تصویر سب کو دیکھاتے بولا۔

یہ رات کی تصویر تھی۔ جہاں اسوہ حاشر کے گلے لگے کھڑی تھی۔ یہ تصویر اس طرح لی گئی تھی کہ حاشر کی پیٹھ تھی اور اسوہ اس کے کندھے سے سر ٹکائے کھڑی تھی۔

دیکھ لیا سب نے۔ کیا کہنا ہے آپ سب لوگوں کا اس بارے میں۔

اسعد دلکش افسوس سے رزم کو دیکھ رہے تھے۔ اسوہ کا زمین میں زندہ دفن ہو جانے کو دل کر رہا تھا۔ وہ مدد طلب نظر سے اپنے باپ کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جنہیں خود کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیسے ری ایکٹ کریں۔ غصہ دکھ رنج سب بیک وقت وہ محسوس کر رہے تھے۔ چاروں طرف بے بسی ہی تھی۔ اس سب جے پوری پیچھے ان کی اپنی غلطی تھی۔ اگر وہ رات کو ہی اسوہ کی گمشدگی کی خبر انہیں بتا دیتے تو آج ان کی بیٹی کا کردار یوں داغدار نہ بناتے۔

وہاں موجود مہمانوں میں کھسر پھسر شروع ہو چکی تھی۔

یہ کیا کہہ رہے ہو بیٹا۔ تم نہیں جانتے کل کیا ہوا۔ مم۔ میں بتاتی ہوں بیٹا سب۔
دلکش آگے بڑھتے رزم سے بولی۔

مجھے نہیں سننا کچھ بھی۔ مجھے بس اتنا پتہ ہے کہ آپکی بیٹی نے دھوکہ دیا ہے مجھے۔ وہ
تلخی سے بولا۔

نائمہ تم سمجھاؤ نہ رزم کو۔ دیکھو کسی باتیں کر رہا ہے وہ۔ اب دلکش اسکی طرف بڑھی۔
اور ان کا ہاتھ پکڑتے بولی۔

اب سمجھنے سمجھانے کو باقی کیا رہ گیا ہے دلکش۔ سب کچھ واضح ہے۔ میں کچھ بول کر
تم لوگوں کو تکلیف نہیں دینا چاہتی۔ لیکن سچ یہ کہ اسوہ نے مجھے مایوس کیا ہے۔

کچھ نہیں کیا میری بیٹی نے۔۔ کچھ بھی نہیں کیا اس نے۔ کیڈنیپ ہوگئی تھی کل رات وہ۔ بی۔ یہ سامنے جو لال۔ لڑکا کھڑا ہے نہ۔ یہ بچا کر لایا ہے میری بیٹی کو۔ پوچھو اس سے۔ اسعد چیختے اسے سچ بتاتے حاشر کی طرف اشارہ کرتے بولے۔ جو خود حیران پریشان کھڑا تھا۔

واہ ماموں واہ۔ کیا لوجک دیا ہے اپنے اپنی بیٹی کی کرتوت کو چھپانے کیلئے۔ آپ کو کیا لگتا ہے میں آپکی من گھڑت باتوں میں آجاؤں گا تو یہ آپکی بھول ہے۔ آپکے کہنے کا مطلب ہے آپکی لاڈلی کل رات مہندی کے بات۔ کیڈنیپ ہوئی۔ اور رات ہی رات میں بازیاب ہو کر واپس آگئی۔ اتنا بے وقوف سمجھا ہے کیا۔

وہ بالکل سچ کہہ رہے ہیں۔ اسوہ کا کیڈنیپ ہوا تھا۔ میں ہی ان غنڈوں سے بچا کر لایا تھا اسوہ کو۔ حاشر نے پہلی دفعہ مداخلت کی۔

شٹ اپ جسٹ شٹ اپ۔ میں بالکل بھی باتوں میں نہیں آنے والا۔ سچائی میرے سامنے ہے۔ اس تصویر میں۔ اور آپ سب لوگ میرا فیصلہ سن لیں میں رزم حیدر کبھی بھی اس بد کردار لڑکی سے شادی نہیں کروں گا۔

بکواس بند کرو اپنی۔ خبردار جو تم نے ایک دفعہ بھی ایک لفظ اور اسوہ کے خلاف نکالا تو۔ بہت بول لیے تم۔ اور بہت سن لی ہم نے تمہاری بکواس۔ اسوہ کے کردار کی اس کی پاکیزگی کی میں گواہی دیتا ہوں۔ اس کے کردار میں کوئی جھول نہیں ہے۔ اس کا کردار بالکل صاف ہے۔ اور تمہیں کوئی حق نہیں کہ تم یوں اسکے کردار کی دھجیاں اڑاؤ۔ بس اتنا ہی یقین ہے تمہیں اپنی محبت پر۔ جو ایک بے بنیاد تصویر پر تم اس محبت کا گلہ دبا رہے ہو۔ میں تمہیں ہر غرض اسوہ کے ساتھ ناانصافی نہیں کرنے دوں گا۔ شادی تو تمہیں کرنا پڑے گی اسوہ سے۔ اور وہ میں کروا کر رہوں گا۔ وہ اس کی کالر پکڑتا غصے اور درشتگی سے بولا۔

سب لوگ حیرت سے کھڑے حاشر کو دیکھ رہے تھے۔ جو کتنے یقین سے اسوہ کے کردار کی گواہی دے رہا تھا۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرا کالر پکڑنے کی - اور ہوتے کون ہو تم ہمارے معاملات میں مداخلت کرنے والے - اگر اتنا یقین ہے تمہیں اسکی پارسائی کا تو تم کیوں نہیں کر لیتے اپنی پارسا سے شادی - میرے ساتھ زبردستی کیوں کر رہے ہو - وہ اپنا کالر چھڑاتے بولا - اس کی بات سنتے اسوہ نے حیرت بھری نظروں سے رزم کو دیکھا - وہ آج کہی سے بھی وہ پرسکون سا رزم نہیں لگ رہا تھا جو ہمیشہ ہنستا مسکراتا رہتا تھا - وہ آج اس کا یقین توڑ گیا تھا - اس کا مان توڑ گیا تھا - وہ ڈھیر ہوتی وہی نیچے زمین پر بیٹھتی چلی گی - زبان تو مانو کنگ ہوگئی تھی -

میں یہ شادی نہیں کر سکتا - آئی ایم سوری - وہ کہتے وہاں سے جانے لگا -

مت جاو بیٹا - - ایسا نہ کرو - مم - میں معافی مانگتی ہوں اپنی بیٹی کی طرف سے - اسے معاف کر دو - اس سے شادی کر لو - کون شادی کرے گا اس سے اب - وہ بے قصور ہے بیٹا - یقین کرو ہمارا - میں آپ لوگوں کے سامنے ہاتھ جوڑتی ہوں - ناؤ تم تو یقین

کرو میری بیٹی کا۔ وہ روتی تڑپتی پہلے سبج سے اترتے رزم پھر نائمہ سے بولی جو رزم کے پیچھے سبج سے اتر رہی تھی۔

اسوہ اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی جو اس کیلئے بھیک مانگ رہی تھی۔ دل میں ایک درد سا اٹھا۔ بے چینی سے اپنے باپ کو دیکھا جو دکھ سے اپنا سر پکڑے بیٹھے تھے۔

آئی ایم سوری دلکش۔ اسوہ میری بیٹی جیسی ہے۔ لیکن میں کبھی بھی اسی لڑکی کو اپنے بیٹے کی بیوی نہیں بنا سکتی جس کا کردار مشکوک ہو۔ وہ کہتے انہیں روتا تڑپتا چھوڑ کر چلی گئی۔



آنٹی سنبھالیں خود کو۔ حاشر انہیں یوں روتا دیکھ کر ان کی طرف بڑھا۔

کیسے نہ روؤں میں۔ سب کچھ ختم ہو گیا ہمارا۔ اتنے سال کی عزت پل میں خاک ہو گئی۔ وہ بیٹی کے دکھ میں سسک رہی تھی۔ اب لوگ جینے نہیں دیں گے میری بیٹی کو۔

چچ۔ چچے۔ مجھے تو پہلے ہی پتہ تھا۔ ایک دن یہ لڑکی ضرور کوئی گل کھلائے گی۔ ہال میں سے ایک سرگوشی بلند ہوئی۔ اسوہ نے کرب سے آنکھیں بند کی۔ دوسری طرف حاشر ضبط سے مٹھیاں بھینچ گیا۔

پہلے ہی چل چلن ٹھیک نہیں تھے۔ اس لڑکی کے۔ اب یہ تو ہونا ہی تھا۔ دوسری آواز سنائی دی۔ اسعد کی آنکھ سے اٹکے آنسو رواں ہوئے۔

بھئی۔ میں نے تو اکثر دیکھا ہے۔ رات کے پچھلے پہر تک گھر سے باہر آ جا رہی ہوتی تھی۔ آخر کچھ تو نتیجہ نکلنا ہی تھا اب۔ تیسری آواز بلند ہوئی۔

صحیح کہہ رہی ہو بہن۔ اس میں قصور ماں باپ کا ہے۔ شروع سے لگائیں کھینچی ہوتی تو اس سب کا سامنا نہ کرنا پڑتا انہیں آج۔

بس۔ بہت ہو گیا۔ جانتے کیا ہیں آپ سب اسوہ کے بارے میں۔ آپ لوگوں کو کوئی حق نہیں بنتا یوں کسی کے بارے میں کچھ بھی اول فول بولنے کا۔ کیسے لوگ ہیں آپ سب بجائے ان کا ساتھ دینے کے انہیں دلاسا دینے کے آپ انکو اور تکلیف دے رہے ہیں۔ وہ غصے سے کھڑا ہوتا چلا یا۔

بھئی ہمارے کہنے نہ کہنے سے کیا ہو جانا ہے۔ ہم تو وہی کہیں گے جو سچائی ہے۔ جو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اور یہ سچ ہے کہ ایسی لڑکیوں کو ہمارا معاشرہ قبول نہیں کرتا۔ ارے اس جیسی لڑکیاں ہی تو معاشرے میں بگاڑ کا سبب بنتی ہیں۔ جو ہوا بالکل صحیح ہوا۔ ایسی لڑکیوں کے ساتھ ایسا ہونا چاہیے۔ ایک عورت ہال میں سے بولی۔

شرم آنی چاہیے۔ ایسی بکو اس کرنی سے پہلے۔ صنفِ نازک ہو کر کسی دوسری صنفِ نازک کو ذالالت کا نشانہ بنا رہی ہیں۔ وہ افسوس سے بولا۔

بس کرو حاشر بیٹا۔ کوئی فائدہ نہیں اس سب کا۔ لوگوں کو بات مل گئی ہے اور اب وہ بات بنائے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اور سچ کہہ رہی ہیں یہ۔ یہ معاشرہ کہاں قبول کرتا ہے ایسی لڑکی کو جس کی بارات لوٹ جائے۔ کہاں عزت دیتا ہے یہ معاشرہ ایسی لڑکی کو۔ کون قبول کرتا ہے ایسی لڑکی کو۔ اب کوئی بھی میری بیٹی کو عزت نہیں بنائے گا اپنے گھر کی۔ کون کرے گا شادی میری بیٹی سے۔ کوئی بھی نہیں۔ اسعد رنج سے روتے حاشر کو روکتے بولے۔

میں کروں گا شادی آپکی بیٹی سے۔ حاشر ایک جذبے سے بولا۔ سب نے حیرت سے اسے دیکھا۔

ہاں میں کروں گا شادی اسوہ سے۔ میں بناؤں گا اسے عزت اپنے گھر کی۔ میں دوں گا اپنا نام اسے۔ آپ نکاح کی تیاری کریں۔ لوگ حیرانگی سے اس جذباتی لڑکے کو دیکھ رہے تھے۔ اسوہ نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ کیا وہ ڈیزرو کرتی تھی اس شخص کو۔ کتنا دکھ دیا اسے۔ ہمیشہ تکلیف دی اسے۔ لیکن وہ ہمیشہ ڈھال بنا رہا اس کی۔ کرب اور تکلیف سے آنسو رواں ہوئے۔

اور ایک دفعہ دوبارہ وہاں نکاح پڑھایا گیا۔ لیکن اس دفعہ سب کے جذبات یکسر مختلف تھے۔ اب کے کسی کے چہرے پر رونق نہیں تھی۔ سب بس تماشہ دیکھ رہے تھے ان تماشائی کا جن کی زندگی آج تماشہ بن گئی تھی۔

اسوہ علی ولد اسعد علی آپکا نکاح حاشر شاہ ولد صائم شاہ سے بمعاوضہ پانچ لاکھ حق مہر ہونا طے پایا ہے۔ کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے۔

مولوی صاحب نے یہ الفاظ دوبارہ دہرائے۔ لیکن اب کے نام بدل چکے تھے۔ وقت کا فیصلہ ہو چکا تھا۔

کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے سوال دوبارہ دہرایا گیا۔ اسعد نے اس کے سر پر اپنا ہاتھ رکھا۔ وہ فوراً قبول ہے بول گئی۔ اور تین بول بولنے کے بعد وہ اپنا سب کچھ اسے سونپ چکی تھی۔

حاشر شاہ ولد صایم شاہ آپکا نکاح اسوہ علی ولد اسعد علی سے بمعاضہ پانچ لاکھ حق مہر ہونا طے پایا ہے کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے -

وہ دھڑکنے دل سے تین دفعہ قبول ہے بول کر اس کے سارے اختیارات لے چکا تھا۔
اور وہ اسوہ اسعد علی سے اسوہ رزم حیدر کی بجائے اسوہ حاشر شاہ بن چکی تھی۔



مجھے تم سے اس گھٹیا پن کی امید نہیں تھی عزیزم تم کیسے اسوہ کے ساتھ ایسے کر سکتے ہو۔ جانتے ہو تم نے کیا کیا ہے۔ عمر چند پل کیلئے اس کی بات سنتے ششدر رہ گیا تھا۔
اور اب عزیزم کو باتیں سنا رہا تھا۔

کیا غلط کیا ہے میں نے۔ وہ نظریں چراتے بولا۔ شاید اپنی غلطی کا احساس تھا اسے۔
لیکن اب دیر ہو چکی تھی۔

تم پوچھ رہے ہو کیا غلط کیا ہے میں نے۔ میں پوچھتا ہوں تم نے ٹھیک کیا کیا ہے۔ پہلے تو تم نے مہندی کی رات رزم کو کال کر کے اسوہ کے متعلق اول فول بلکواس کی۔ اور بعد میں اس کی کڈنیپنگ اور پھر اس کی تصویریں تم نے رزم کو بھیج دی۔ تم نے ایک لڑکی کی زندگی برباد کر دی ہے عزیزم۔ اس کے کردار کو مشکوک بنا دیا ہے۔ اب کیا ہوگا اس کے ساتھ۔ پتہ نہیں اب رزم اس سے شادی کرے گا بھی کے نہیں۔ وہ پریشان سا بولا۔

تو اسے کیا ضرورت تھی وہاں سے بھاگنے کی۔ آرام سے بیٹھی رہتی وہاں میں صحیح سلامت عزت سے اسے چھوڑ کر آتا اسے گھر۔ لیکن نہیں وہ تو اسوہ ہے۔ ہار ماننا سیکھا نہیں اس نے۔ کیوں بھاگی وہ وہاں سے۔ اور بس اس لڑکے کے ساتھ اسے ایسے دیکھ کر میرے پاس یہ شادی رکوانے کا یہی حل رہ گیا تھا۔ اور مت بھول کیڈنیپنگ میں تم نے بھی ساتھ دیا تھا۔

ہاں دیا تھا میں نے ساتھ تمہارا۔ اور اب مجھے احساس ہے کہ میں نے بہت غلط کیا۔ لیکن اس گھٹیا کام میں ساتھ نہیں تھا میں تمہارے اور اگر وہ بچ گئی تھی تو جانے دیتے

نہ اسے۔ تصویریں بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ اور اگر بنا بھی لی تھی تو رزم کو بھیجنے کی کیا ضرورت تھی۔ اب پتہ نہیں وہ کیسے ری ایکٹ کرے گا۔ کیا ہوگا اس کے ساتھ۔ بہت نازک ہوتی ہے لڑکیوں کی عزت۔ وہ خود کو سمیٹ سمیٹ کر پروان چڑھتی ہے اور ایک چھوٹی سی غلطی ان کی پوری محنت ضائع کر دیتی ہے۔ اور اسوہ اس بیچاری نے تو کچھ کیا بھی نہیں ناجانے کیا ہوا ہوگا اس کے ساتھ۔ وہ پریشانی سے بول رہا تھا۔

یار پلیز۔ مجھے گلٹی فیل نہ کروا۔ اس نے جو حاشر کے ساتھ کیا وہ میں نہیں بھول سکتا۔ اور اگر رزم اس سے پیار کرتا ہوا۔ اگر اسے اسوہ پر یقین ہوا۔ تو وہ ضرور اسوہ کا ساتھ دے گا۔ میں تو بس اس لڑکے کے بارے میں سوچ رہا ہوں وہ کون تھا جو اسوہ کے ساتھ تھا۔ اس کا چہرہ بھی نہیں دیکھ پایا میں۔ اور حاشر بھی پتہ نہیں کل رات سے کہاں غائب ہے۔ اور تین بجے کی فلائٹ ہے اس کی۔ اور اس کا آتا پتہ نہیں۔ فون بھی بند کر کے بیٹھا ہوا ہے۔ وہ پریشانی سے سوچ رہا تھا۔ اور عمر تاسف سے اسے دیکھ رہا تھا جو اپنے کیے پر بالکل بھی شرمندہ نہ تھا۔



گاڑی ایک گھر کے سامنے کی۔ بریک لگنے سے اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ باہر سامنے ایک عالیشان سفید گھر نظر آیا۔ پھر ساتھ بیٹھے حاشر کو دیکھا۔ جو سٹیئرنگ تھامے سامنے دیکھ رہا تھا۔

گھر آگیا ہے۔ پورے راستے ان کے درمیان ہونے والی پہلی بات تھی یہ۔

وہ دروازہ کھولتے باہر آیا۔ اور اس کی طرف کا دروازہ کھولا۔ جو خالی نظروں سے سامنے گھر کو دیکھ رہی تھی۔

باہر آتے وہ حاشر کے تعاقب میں چلنے لگی۔ خارجی دروازے سے داخل ہوتے اس کی نظر باہر لان پر پڑی۔ جو بہت خوبصورتی سے آرائش کیا گیا تھا۔

باہر لان سے ہوتے اندرونی دروازے سے وہ گھر میں داخل ہوئے۔۔ رخصتی کے بعد وہ اسے عمر کے گھر کی بجائے اپنے گھر لایا تھا۔۔

وہ سامنے میرا کمرہ ہے ادھر چلی جاؤ۔ گھر میں کوئی اور نہیں ہے۔ ماما پاپا شادی پر گئے ہیں۔ اور میرے کمرے کے علاوہ باقی سب لاکڈ ہیں۔ وہ اسے کہتے وہی لاونج میں صوفے پر بیٹھ گیا۔ کتنا بے مروت انسان تھا جو اسے خود اپنے کمرے میں اکیلے بھیج کر باہر بیٹھ گیا تھا۔

وہ مرمری چال چلتی بغیر اس کی طرف دیکھے سر جھکائے سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ پورا گھر خالی تھا اور سنسان تھا۔ اس کے ہر ایک قدم کے ساتھ اس کے پاؤں میں پھنی پائل کی چھن چھن پورے گھر میں گونج رہی تھی۔ جسے سنتے حاشر کا دل دھڑک رہا تھا۔

کمرے میں داخل ہوتے اس نے ایک نظر پورے کمرے کا جائزہ لیا۔ بلیک اور ولیٹ کلر سے پورا کمرہ فرنیشرڈ تھا۔ ایک عجیب سا سکون اسے یہاں محسوس ہوا۔ پورے دن کی تھکاوٹ محسوس کرتے وہ چلتے بیڈ تک آئی اور وہی بیٹھ گئی اور آج کے متعلق سوچنے لگی۔

تم نے تو مجھے اپنی ہی نظروں میں گرا دیا رزم۔ تم تو مجھے مجھ سے زیادہ جانتے تھے۔ ہمارا تو بچپن کا ساتھ تھا رزم۔ کیسے سوچ لیا تم نے میرے بارے میں۔ کیسے تم نے اتنا غلط بول لیا۔ کیسے میرے کردار کو داغدار بنا دیا تم نے۔ کیسے تم نے مجھے پوری دنیا کے سامنے رسوا کر دیا۔ کیا یہی محبت تھی تمہاری۔ کیا بس اتنا ہی یقین ہی تھا تمہیں مجھ پر۔ وہ سوچتے ایک دفعہ پھر رونے لگی۔ درد سے اس کا سر پھٹا جا رہا تھا۔ دل درد سے بھاری ہو رہا تھا۔ اسے رہ رہ کر اپنے باپ کا جھکا سر نظر آ رہا تھا۔ وہ جو ہمیشہ اپنے باپ کا مان بننا چاہتی تھی۔ ایک پل میں ان کا سر جھکا آئی تھی۔ اپنی ماں کے آنسو یاد آرہے تھے۔ ان کی درد بھری فریادیں یاد آرہی تھی جو وہ اس کیلئے رزم اور نایمہ سے کر رہی تھی۔

دروازہ کھولنے کی آواز سے اس نے اپنا جھکا سر اٹھا کر کمرے میں داخل ہونے والے شخص کو دیکھا۔ جو ایک ہاتھ میں کھانے کی ٹرے اور دوسرے ہاتھ میں ایک ڈیس لیے کھڑا تھا۔

دلہن کے روپ میں یوں ٹوٹی بکھری حالت میں آنکھوں میں آنسو سجائے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ اس کے دل میں ایک ٹھیس سی اٹھی۔ وہ چلتے اس کے پاس آکر بیٹھا۔ اس کے پاس بیٹھنے پر وہ سمٹ کر بیٹھی۔ جو حاشر نے بھی محسوس کیا۔

یہ کھانا ہے۔ مجھے یقین ہے تم نے کچھ بھی نہیں کھایا ہوگا۔ تو یہی کھا لینا۔ اور یہ ماما کے ڈریس ہیں۔ کل میں تمہارے لیے نئے لے آؤں گا۔ تب تک تم ان میں گزارہ کر لو۔ وہ سرعت سے نا آشنائی کی دیواریں گراتا بول رہا تھا۔

مجھے بھوک نہیں ہے۔ خشک لہجے سے بولے۔

کھانا تو کھانا پڑے گا۔ ورنہ ایسے تو بیمار پڑ جاؤ گی۔ اور اب چونکہ تم میری ذمہ داری ہو تو میرا فرض بنتا ہے میں تمہارا خیال رکھوں۔ وہ کھانے کی ٹرے سامنے رکھتا پہلی دفعہ اسے ان کے درمیان رشتے کی نوعیت باور کرا گیا تھا۔

نوالا توڑتے اس کے منہ کے سامنے کیا۔ جسے کچھ پل کیلئے وہ دیکھتی رہی۔ ندیدی نظروں سے نہ دیکھو۔ کھا لو تمہارے لیے ہی ہے۔ وہ اسے یوں نوالے کو تکتا دیکھ بولا۔ اسکی بات سنتے وہ اسے دیکھنے لگی۔

بھی۔ میرا ہاتھ دکھ رہا ہے۔ کھا لو اب۔ اتنے پیار سے کھلا رہا ہوں۔ وہ پیار سے بولا۔ جسے سنتے اس نے اپنا منہ کھلا۔ اور اس کا دیا نوالہ چبانے لگی۔

ابھی وہ دوسرا نوالہ بناتا وہ فوراً بولی۔

میں خود کھا لوں گی۔ جسے سنتے حاشر نے اپنے شانے اچکا دیے۔ اور وہ خاموشی سے نوالے بناتے کھانا کھانے لگی۔ اور وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

کھانا کھاتے وہ حاشر کے لائے ڈیس میں سے ایک نکالتے واشروم چلی گئی۔ باہر آتے اس نے بیڈ پر لیٹے حاشر کو دیکھا۔ جو اسے دیکھتے فوراً اٹھ بیٹھا۔۔۔

یہ میڈلسن کھا لینا۔ میں نیچے گیسٹ روم میں ہوں۔ کسی چیز کی ضرورت ہو تو میں نیچے ہی ہوں۔

وہ نظریں چراتا اسے میڈلسن پکڑنے لگا۔ جسے وہ خاموشی سے ہاتھ میں پکڑے دیکھنے لگی۔

ہمارے درد بھی ان گولیوں کی طرح کڑوے ہوتے ہیں۔ اور جس طرح کڑوی گولیاں چبائی نہیں جاتی بلکہ نگلی جاتی ہیں اس طرح لوگوں کی کڑوی باتوں کو بھی نگل جانا چاہئے۔ کیونکہ انہیں جتنا یاد کریں گے زندگی اتنی ہی کڑوی لگے گی۔ وہ چھوٹی بات میں ایک بڑی بات اسے کہہ گیا تھا۔

اور وہ خاموشی سے اسے جاتا دیکھتی رہی۔ وہ جاچکا تھا۔ اب اپنے ہاتھ میں موجود میڈلسن کو دیکھ رہی تھی۔ وہ بغیر کسے اس کے دل کی بات سمجھ چکا تھا۔ وہ کڑوا گھونٹ بھرتے گندے منہ بناتے وہ گولی نگل گئی۔ اور شاید گولی کے ساتھ کڑوی یادیں بھی نگل گئی تھی۔



وہ تھکا ہارا آرام کی غرض سے گیسٹ روم میں آیا تھا۔ ایک دن میں اس کی زندگی بدل چکی تھی۔ بلاشبہ وہ اسوہ سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ لیکن اس طریقے سے وہ اسے اپنی زندگی میں شامل نہیں کرنا چاہتا تھا۔ زندگی نے ایک نیا موڑ لے لیا تھا۔ دل کو ایک سکون تھا۔ لیکن ایک رمت ابھی باقی تھی۔ بے شک اسوہ اب اس کی بیوی تھی۔ لیکن یہ بات وہ کیسے بھول سکتا تھا کہ وہ اس سے محبت نہیں کرتی۔ اور یہ شادی بھی شادی اس کیلئے مجبوری کے سوا کچھ نہیں تھی۔ اور شاید وہ ہنگامہ نہ ہوا ہوتا تو یقیناً وہ اس وقت رزم کے ساتھ ہوتی۔ وہ کرب سے سوچتا رہ گیا۔ لیکن اب جو بھی تھا اسوہ اس کی بیوی تھی۔ اس کی دعائیں رائیگاں نہیں گئی تھی۔ بس اسی کا شکر ادا کرنے وضو کر کے اس نے سجدہ شکر ادا کیا۔ اور شکرانے کے نفل ادا کیے۔

نفل ادا کرتے وہ بیڈ کی جانب آیا۔ کیا قسمت ہے حاشر تیری شادی کی رات ہی گیسٹ روم میں سونا پڑ رہا ہے۔ اور کتنی سنگ دل بیوی ملی ہے ایک دفعہ بھی نہیں روکا مجھے۔ وہ بیڈ شیٹ ٹھیک کرتا بڑبڑا رہا تھا۔

آنکھیں بند کرتے اس کے سامنے اسوہ کا روتا چہرہ نظر آیا۔ پٹ آنکھیں کھولتا وہ بیڈ پر بیٹھا - دل کیا جا کر وہ اسے خود میں سمیٹ لے۔ اس کے سارے درد اس کی ساری تکالیف نوچ لے۔ لیکن وہ اسے وقت دینا چاہتا تھا۔ اسے سپیس دینا چاہتا تھا تاکہ وہ پرسکون ہو سکے۔ اور آج کے واقعہ کے باہر آسکے۔

لیکن رزم کو وہ تصویریں بھیجی کس نے ہوگی۔ کون ہوگا اس کے پیچھے۔ اور اس کی کیڈنپنگ کے پیچھے کون ہو سکتا ہے۔ وہ بس سوچتا رہ گیا۔ کون ہو سکتا ہے اس کا دشمن - ابی نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ اس کی سوچوں کا حصار محض اسوہ کے ساتھ ہوئے واقعے کی طرف تھا۔ اور وہ نہایت باریک بینی سے اس سب کے متعلق سوچ رہا تھا۔

ویسے جو بھی ہے اس سب کے پیچھے میرا تو بھلا ہی ہوا ہے۔ ایک شیطانی خیال اس کے دماغ میں آیا۔

استغفر اللہ استغفر اللہ اللہ معاف کرے حاشر کیا سوچے جا رہا ہے - ہاں میں اسوہ سے محبت کرتا تھا۔ کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا۔ لیکن میں ایسا کچھ نہیں چاہتا تھا۔ انفیکٹ میں تو اس کی زندگی سے جا رہا تھا۔ یہ تو قسمت نے ہمیں ملا دیا۔ لیکن اس کے پیچھے جو کوئی بھی ہے - میں اسے چھوڑوں گا نہیں - کسی نے سوچا تو سوچا بھی کیسے اس طریقے سے اسوہ کو نقصان پہنچانے کی۔ وہ اپنی سوچ جھٹکتے خود سے عزم کرتا بولا۔

اور سونے کیلئے آنکھیں موند لی۔ جو اسے بالکل نہیں ہونے والا تھا۔ کیونکہ رہ رہ کر اسے اسوہ کا خیال آ رہا تھا۔ کہ وہ کیا کر رہی ہوگی۔ سوئی ہوگی یا رو رہی ہوگی۔ بس انہیں سوچوں میں مقید کب اس کی آنکھ لگی اور کب وہ حوش و حواس سے بیگانہ ہو گیا اسے پتہ ہی نہ چلا۔



وہ چائے کا کپ اور سر درد کی گولی لیکر کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ لیکن کمرے میں ایک حشر برپا تھا۔ سب کچھ بکھرہ پڑا تھا۔ ڈریسنگ ٹیبل کی چیزیں نیچے زمین پر بکھری

تھی۔ شیشے کا ٹیبل کڑچی کڑچی ہوا پڑا تھا۔ شاید کسی نے بے دردی سے اسے پٹخا تھا۔
 بیڈ شیٹ نیچے زمین پر پڑے تھے۔ تو تکیے اور کشن دور کارنر میں پڑے اپنی حالتِ زار پر
 رو رہے تھے۔ نائمہ نے کمرے کی حالت دیکھ کو جھرجھری لی۔ اور سامنے رزم کو دیکھا جو
 سوٹ کیس میں کپڑے ڈال رہا تھا۔ غصہ چہرے سے چھلک رہا تھا۔

رزم بیٹا۔ تم کہاں جا رہے ہو۔ وہ پریشانی سے بولتی اس کے سامنے آکھڑی ہوئی۔

جا رہا ہوں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے پاکستان چھوڑ کر۔ اور کبھی نہیں لوٹوں گا واپس۔ وہ غصے
 اور نخوت سے بولا۔

کک۔ کیوں۔ بیٹا۔ وہ غم سے محض اتنا ہی بول پائی۔

کیا مطلب کیوں ماما۔ کیا کوئی اور وجہ دینا باقی ہے۔ کیا کچھ اور ہونا باقی ہے کیا۔ توڑ دیا
 ہے آپکی بھتیجی نے مجھے۔ یقین توڑا ہے اس نے میرا۔ کتنی محبت دی میں نے اسے۔
 ہر جگہ اس کا ساتھ دیا۔ اور میرے پیچھے عشق کی کہانیاں لکھ رہی تھی۔ مان توڑا ہے

اس نے میرا۔ اگر میں مزید یہاں رہا نہ تو میرا دل پھٹ جائے گا۔ اور میں جا رہا ہوں ہمیشہ کیلئے۔ نہیں رہ سکتا میں آپکے منافق رشتے داروں کے ساتھ۔ کوئی واسطہ نہیں اب میرا آپکے بھائی یا اس کی بیٹی سے۔ مر گئے وہ میرے لیے۔ اور مر گیا رزم ان کیلئے۔ وہ غصے سے کہتا بیگ اٹھا کر باہر کی جانب چل دیا۔

اور نائمہ بس اپنے تحمل مزاج بیٹے کو دیکھتی رہ گئی۔ جو کبھی اونچی آواز میں بولنا تو دور کبھی نظریں اٹھا کر بات بھی نہیں کرتا تھا اب وہ گستاخی پر اتر آیا تھا۔ وہ سوچتی کرب سے وہی بیٹھ گئی تھی۔

سب سے بڑا غم تو انہیں ملا تھا۔ ایک طرف بھائی تھا جو بیٹی کے غم میں ہلکان ہو رہوگا تو دوسری طرف بیٹا تھا جو ٹوٹ کر بکھر چکا تھا۔ وہ وہی بیٹھی آنسو بہانے لگی۔



صبح ہو چکی تھی۔ آج کی صبح ایک الگ پیغام لائی تھی۔ فضا میں سکون پھیلا تھا۔ درد کے بادل چھٹ چکے تھے۔ ایک نئی امید، ایک نئے جوش سے صبح کا سویرا چڑھا تھا۔ اور سورج کی یہی کرنیں سب کو نیا ولولہ دے رہی تھی۔

کمرنوں سے پریشان ہوتے حاشر نے اپنی آنکھ کھولی۔ اٹھتے اس نے ٹائم دیکھا۔ صبح کے اٹھ بج چکے تھے۔ وہ جلدی سے اٹھا۔ یا اللہ میں اتنی دیر کیسے سویا رہ گیا۔ اف فجر بھی رہ گئی میری تو۔ کیا کرتا ہے حاشر شادی کی شروعات ہی ایسے ہوئی۔

اور میرے کپڑے بھی کمرے میں پڑے ہیں۔ وہ نخوت سے سوچتا رہ گیا۔ اور برے منہ بناتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

وہ ابھی فریش ہو کر باہر آئی تھی۔ گیلے بال کمر پر بکھرے پڑے تھے۔ خود کو حاشر کے امی کے کپڑوں میں دیکھ کر اس نے جھرجھری لی جو اسے کافی کھلے تھے۔ خیر اس کے علاوہ وہ کر بھی کیا سکتی تھی۔ بے دلی سے وہ شیشے کے سامنے آئی۔ اور دوپٹہ سائیڈ پر رکھتے ٹاول سے بال خشک کرنے لگی۔

حاشر نے آہستہ سے دروازہ کھولا۔ اور ایک پل کیلئے تو وہ اسے دیکھتا رہ گیا۔ جو اس سے بے نیاز خود میں مگن بال خشک کر رہی تھی۔ دوپٹے سے بے نیاز اس کا ہوش رہا حسن اس کے ہوش اڑا رہے تھے۔ اور یہ نیا رشتہ اسے اس کی جانب کھینچ رہا تھا۔ وہ وہی کھڑا اس کے نقوش کا معائنہ کرنے لگا۔ جو اپنی پشت کیے اس کے جانب کھڑی تھی۔ لیکن سامنے شیشے میں وہ اسکا عکس صاف دیکھ سکتا تھا۔ اس کے وجود سے نظریں چرانا اسے دنیا کا سب سے مشکل کام لگ رہا تھا۔

صبح صبح نیت خراب کر رہی ہے میڈیم۔ وہ دل ہی دل میں بڑبڑایا۔

خود پر پر تپش نظروں کے احساس سے اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اور حاشر کو خود کو یوں
تکتا دیکھ کر حواس باختہ سی ہوئی۔ اور جھٹ سے ٹاول سائیڈ پر رکھتے اپنا دوپٹہ پکڑا۔
سوری رخ موڑ کر کھڑی ہوئی۔

حاشر سخت بدمزہ ہوا۔

وہ۔ وہ کپڑے لینے آیا تھا میں۔ وہ جھجک دور کرتا بولا۔

وہ بس خاموش بت بنی چہرہ دوسری طرف کیے کھڑی رہی۔

اور وہ بھی خاموشی سے کپڑے لیتے واشروم میں چلا گیا۔

وہ فریش ہوتا باہر آیا۔ اسوہ اپنے گیلے بال کیچر میں مقید کر چکی تھی اور دوپٹہ خود کو اچھی
طرح لپیٹ چکی تھی۔

مجھ سے شرمانے کی اتنی کیا ضرورت ہے۔ محرم ہوں تمہارا۔ وہ شوخ ہوتا اپنے بال بناتا بولا۔ اور وہ محض اسے گھورتے رہ گئی تھی۔

بے شرم انسان۔ وہ دل میں ہی سوچ کر رہ گئی۔

اچھا میں نے ضروری کام سے باہر جانا ہے۔ ناشتہ بنا دو میرے لیے۔ وہ مصروف سے انداز میں بولا۔ اور وہ بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی۔

ارے ایسے کیسے دیکھ رہی ہو۔ زیادہ پیارا لگ رہا ہوں کیا۔ وہ اب کنگھا نیچے رکھ کر براہ راست اس سے مخاطب ہوا۔

خوش فہمیاں۔ وہ چڑتی بولی۔

آہاں خوش فہمی نہیں بھرم ہے میری جان۔ اب زرا ناشتہ بنا دو میں نے جانا ہے۔ وہ اس کے چہرے پر آتی بالوں کی لٹوں کو کھینچتا شوخی سے بھرپور لہجے میں بولا۔ اس کی اس حرکت پر وہ سٹیٹا گئی۔

مم۔ مجھے کھانا باب۔ بنانا نہیں آتا۔ وہ دو قدم دور ہوتے بولی۔

اچھا تو پھر کیا آتا ہے میری بیوی کو۔ وہ دو قدم کا فاصلہ طے کرتے اس کے قریب ہوا۔ اور کمر سے کھینچتا اپنے قریب کیا۔

حج۔ حاشر۔ پپ۔ پلیز۔ نہ کرے نہ۔ وہ اپنی خراب ہوتی حالت کے زیر اثر بولی۔

تو کیا کروں۔ جانِ حاشر خود ہی بتا دو نہ۔ وہ اس کی گردن پر جھکتا بولا۔

حج۔ حاشر پلیز۔ وہ رونے کو تیار تھی۔

حاشر کو کوفت ہوئی۔ اچھا میرے لیے ناشتہ بناؤ پھر۔ وہ اس سے پیچھے ہٹتا ہوا۔

مم۔ میں بنا دیتی ہوں۔ وہ اس کی بغیر سنے کمرے سے بھاگی۔ فلحال بھاگنے میں ہی اس نے اپنی عافیت جانی۔



وہ ایئرپورٹ میں باہر ہال میں کرسی پر بیٹھا اپنی فلائٹ کا انتظار کر رہا تھا۔ بظاہر وہ کافی پرسکون نظر آ رہا تھا لیکن دل میں ہل چل مچی تھی۔ ایک پل میں اس کا سب کچھ برباد ہو گیا تھا۔ محبت میں بے وفائی برداشت نہیں ہو رہی تھی۔ کرب ہی کرب اسے محسوس ہو رہا تھا۔ وہ رونا چاہتا تھا۔ دھاڑنا چاہتا تھا۔ چیخنا چاہتا تھا۔ لیکن وہ سب برداشت کر رہا تھا۔ فلحال وہ بھاگ جانا چاہتا تھا سب سے دور، جہاں وہ سکون حاصل کر سکے۔ لیکن بار بار اس کے سامنے اپنی ماں کا روتا چہرہ نظر آ رہا تھا۔ اور اپنے بابا کے چہرے کی بے سکونی نظر آرہی تھی۔ وہ ان کے بڑھاپے کا سہارہ تھا تو پھر کیسے وہ انہیں چھوڑ کے جاسکتا تھا۔

عجیب کشمکش میں مبتلا تھا وہ۔ ایک طرف اسوہ کی بے وفائی کا غم تھا تو دوسری طرف والدین تھے۔

وہ اتنا خود غرض نہیں ہو سکتا تھا۔ کیسے وہ اپنے والدین کو تنہا چھوڑ کر جا سکتا تھا۔ آخر وہ بھی تو تکلیف میں تھے۔ پھر کیسے وہ جا سکتا تھا انہیں یہاں اکیلے چھوڑ کر۔ فلائٹ کی اناؤنسمنٹ ہو رہی تھی۔ وہ ایک ہاتھ میں موجود اپنا پاسپورٹ اور ٹکٹ دیکھ رہا تھا تو دوسرے ہاتھ میں فون کو جہاں نائمہ کی کال آرہی تھی۔

اپنی تمام سوچیں جھٹکتے اس نے ایک فیصلہ لیا اور اپنے قدم اٹھائے۔



حد ہوگئی ہے۔ گھر ہے یا ویران خانہ۔ کچھ بھی نہیں رکھا یہاں بنانے کیلئے۔ وہ کوفت سے تمام کبرڈ اور فریج چیک کر کے بولی تھی۔ اور اب کمر پر ہاتھ رکھے کچھ ڈھونڈنے کے

جتن میں تھی۔ جب اس کی نظر کچن کے دروازے پر کھڑے حاشر پر پڑی۔ اس کا دل کیا سامنے کھڑے انسان کا سر پھاڑ دے جو صبح صبح اسے مصیبت میں ڈال چکا تھا۔

کیا ہوا ابھی ناشتہ نہیں بنایا۔ وہ وہی دروازے سے ٹیک لگائے بولا۔ اسوہ کا یہ روپ اسے بہت بھلا لگ رہا تھا۔ اور ناشتہ بنوانے کا مقصد بھی اس کا کل کے واقعے سے دھیان بھٹکانہ تھا۔ اور جس میں وہ کافی حد تک کامیاب بھی ہو چکا تھا۔ ورنہ اپنی نئی نویلی بیوی سے وہ بھلا کیسے کام کروا سکتا تھا

خود کو بھون کر پیش کر دوں کیا۔ کچھ ہے ہی نہیں بنانے کو۔ وہ تپتی بولی۔ وہ چیزیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر زچ آگئی تھی۔

خیال اچھا ہے۔ لیکن تمہیں ٹیسٹ کرنے کیلئے بھوننے کی ضرورت نہیں۔۔ وہ تو میں ویسے ہی کر لوں گا۔ تم کروانے والی بنو۔ وہ معنی خیزی سے بولتا اس کی جان ہلکان کر گیا۔

خود کو کمپوز کرتے وہ اسے گھورنے لگی۔ جس پر حاشر کی مسکراہٹ کو بریک لگی۔

یار سب کچھ تو ہے۔ فریج میں سبزیاں رکھی ہے۔ انڈے بھی رکھے ہیں سب مصالحے ہیں۔ کچھ بھی بنا لو یار۔ وہ ہنسی کو بریک لگاتا سنجیدہ سا بولا۔ اور وہ آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھنے لگی۔

میں ایسا ویسا کچھ نہیں بنانے والی۔ بریڈ جیم لاو۔ وہی ملے گانا شتے میں۔ وہ چڑتی بولی۔

کیوں نہیں بناوگی ہاں۔ میں پراٹھا ہی کھاؤں گا۔ اور املیٹ بنا کے دو ساتھ۔ وہ بھی بضد ہوتا پاپا پڑے ڈائننگ ٹیبل کی کرسی کھسکاتا بیٹھتے بولا۔

اتنی محنت مجھ سے نہیں ہوتی۔ چائے بنا دیتی ہوں وہی پی لو پھر۔ وہ بھی سدا کی کام چور تھی۔ جان ہی تو نکلتی تھی اس کی کام سے۔

کیوں بھی - صرف چائے ہی کیوں - میں پراٹھا املیٹ کے بعد پیووں گا وہ - اسی لیے
ناشتہ بناؤ اب چپ کر کے - اب وہ تھوڑا رعب سے بولا -

اسوہ کلس کے رہ گئی۔

مجھے نہیں آتا پراٹھا بنانا۔ ایک اور بہانہ پیش کیا۔

اس میں کونسا مشکل کام ہے۔ میں سیکھا دیتا ہوں۔ تھوڑا سا آٹا لو۔ پھر اسے اپنی نرم
ملائم ہتھیلی پر رکھ کر گول۔ کرو۔ اور پھر بیلنے کی مدد سے اسے بیل کر توے پر اتار دو
سمپل۔ وہ بھی ٹوٹے پھوٹے انداز میں اسے طریقہ بتانے لگا۔ جبکہ خود بھی خاصا کمزور تھا
گھرداری کے معاملات میں۔



ٹھیک ہے جب تک میں آتا گوندھتی ہوں تب تک املیٹ کا سامان تیار کرو۔ وہ ہار مانتے بولی۔ جانتی تھی وہ کبھی بھی بحث میں اس سے نہیں جیت سکتی تھی۔

میں کیوں تیار کروں سامان خود کرو۔ وہ اسے گھورتا بولا۔

تو ٹھیک ہے۔ میں بھی نہیں بنا رہی کچھ۔ خود ہی بناؤ میں جا رہی ہوں۔ وہ جو آتا گوندھنے کیلئے پانی لے رہی تھی۔ اس کی بات سن کر پانی کا نل بندھ کرتے بولی۔

اچھا اچھا۔ کر دیتا ہوں۔ لیکن یہ پہلی دفعہ اور آخری دفعہ ہے۔ اس کے بعد کبھی بھی میں یہ سب نہیں کروں گا۔ وہ گویا احسان کرتا بولا۔

وہ تو تمہیں وقت بتائے گا۔ اسوہ اس کی بات سنتے طنزاً بولی۔ جس پر وہ اسے دیکھتا رہ گیا۔

کتنے پراٹھے کھاؤ گے تم - وہ روٹی بیلتی سامنے بیٹھے حاشر کو دیکھتے بولی جو پراٹھے اور املیٹ سے انصاف کر رہا تھا -

ندیدہ کہیں کا - وہ سر جھٹکتے دل میں بولی -

آٹھ پراٹھے - وہ نوالہ منہ میں لیتے سنجیدگی سے بولا -

کیا ایاااااااااا - وہ حیرت سے چیخی -

حاشر نے سر اٹھا کر اسے دیکھا - جو ہاتھ میں بیلن لیے اسے ہی دیکھ رہی تھی -

ایسے کیا دیکھ رہی ہو۔ بھوک لگی ہے۔ کل سے کچھ بھی نہیں کھایا۔ وہ سنجیدہ سا بولا۔
کہیں سے بھی نہیں لگ رہا تھا کہ وہ مزاق کر رہا ہے۔ جبکہ دل ہی دل میں وہ اس کی
حالت سے محضوظ ہو رہا تھا۔

بہت تنگ کیا ہے نہ مجھے۔ اب خود کی دفعہ اتنے میں ہی بس ہوگئی۔ وہ دل ہی دل
میں بولا۔

تمہارا دماغ ٹھیک ہے۔ آٹھ پراٹھے۔ انسان ہی ہو نہ۔ میری شادی کو آٹھ گھنٹے نہیں
ہوئے ابھی اور تم مجھ سے آٹھ آٹھ پراٹھے بناؤ گے۔ وہ حیران ہی تو ہوئی تھی۔ اسی
لیے حیرت سے بولی۔

تو شادی تو ہوگئی ہے نہ۔ اب آٹھ گھنٹے ہوں یا چار گھنٹے۔ میں نے آٹھ پراٹھے کھانے ہیں
۔ اسی لیے بغیر وقت ضائع کرے بناؤ۔ وہ اب بھی سنجیدگی سے بولا۔

اور وہ کھستی دوبارہ بنانے میں مصروف ہو چکی تھی۔ حاشر نے اس کی طرف دیکھ کر ہنسی دبا ئی۔

یار تمہیں کھانا بنانا نہیں سکھایا کسی نے۔ نمک دیکھو کتنا تیز ہے۔ اب وہ نئے طریقے سے اسے زچ کرنے لگا۔

ابھی تک زبان کٹ کر گرمی تو نہیں ہے تیز نمک سے۔ وہ بھی زچ ہوتے بولی۔

مزاق نہیں کر رہا میں اور مرچ دیکھو دور دور تک نہیں نظر آرہی۔ وہی مزید بولا۔

حاشر اب اگر ایک لفظ اور ادا کیا نہ میں تمہارا سر پھاڑ دوں گی اسی بیلن سے۔ وہ اب دل کی بات زبان پر لائی تھی۔

حاشر بمشکل ہنسی ضبط کر گیا۔

تم خواہ مخواہ ہائیپر ہو رہی ہو۔ اب جو سچ ہے وہی کہوں گا نہ۔ اور آئل دیکھو کہی بھی نہیں ہے۔ وہ مزید نقص نکالتا بولا۔

حاشر۔ وہ چیختی واقعی اب بیلن لیکر اس کی طرف بڑھی تھی۔ اور وہ بھی اٹھ کر بھاگا۔

یار کیا کر رہی ہو۔ جان لوگی کیا بچے کی۔ اب وہ آگے آگے تھا اور وہ بیلن لیکر اس کے پیچھے۔

میں چھوڑوں گی نہیں حاشر آپکو۔

یار کیوں بیوہ ہونا چاہتی ہو۔ پہلی بیوی دیکھی ہے جو خود ہی بیوہ ہونے کی تیاری کر رہی ہے۔ وہ بھی شادی کے پہلے دن۔ اب بھی وہ صوفے کے آس پاس بھاگ رہا تھا۔

ہاں اور تم بھی پہلے شوہر ہو جو اپنی بیوی سے آٹھ آٹھ پراٹھے بنواتا ہے۔ اوپر سے اتنے نقص۔ چھوڑوں گی نہیں میں تمہیں اب۔ پورے ہال میں دونوں کی کھکھلاہٹ گونج رہی تھی۔



وہ جلد بازی میں ائروپورٹ سے باہر نکل رہا تھا۔ دل بری طرح پریشان تھا۔ وہ بغیر کسی دیر کے اپنے ماں باپ کے پاس جانا چاہتا تھا۔ دل میں ایک پچھتاوا تھا۔ کچھ بھی تھا وہ ایسے نہیں جا سکتا تھا۔ سب کچھ چھوڑ کر وہ اسوہ کی بے وفائی سے بھاگ نہیں سکتا تھا۔ اسے یہاں رہ کر اسکا مقابلہ کرنا تھا۔ اور وہ کیوں بھاگے۔ جبکہ وہ سچائی پر تھا۔ بھاگنا تو اسے چاہئے تھا جس نے بے وفائی کی اس کے ساتھ۔ وہ یہ سب سوچتا ائروپورٹ سے باہر نکلا تھا کہ ایک کسی سے بری طرح ٹکرایا۔

آہ۔ فضا میں نسوانی آواز گونجی۔

وہ گرتے گرتے سنبھلا تھا اور نیچے زمین پر پڑی لڑکی کو دیکھا۔ جو بہت برے طریقے سے زمین پر گری تھی۔

گرین شرٹ اور بلیک جینز میں ملبوس، کھلے بالوں میں وہ اوندھے منہ پڑی تھی۔ اس کے سارے بال اس کے چہرے پر تھے۔

ایک جھٹکے سے اپنے بال اپنے چہرے سے ہٹاتے وہ اٹھی تھی۔

یو ایڈیٹ اندھے ہو گیا۔ دیکھ کر نہیں چل سکتے۔ وہ درد سے بلبلا تے اسے گھورتی اٹھی۔ جو اسے یک ٹک دیکھنے میں مصروف تھی۔ بے شک وہ خوبصورتی کا مجسمہ تھی۔ بلو ہیزل آنکھیں، سفید گڑیا جیسی رنگت، گلابی گال، اور اسی مناسبت سے گلابی ہونٹ۔ جو ہر کسی کی توجہ اپنی جانب مبذول کروا سکتی تھی۔

اس کی پکار پر وہ اپنے ہوش میں آیا۔

او ہیلو۔ کہاں رہ گئے ہو۔ وہ اس کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجاتے بولی۔

اور اگر یہی الفاظ میں تمہیں کہوں تو پھر کیا خیال ہے تمہارا۔ وہ سنجیگی کا لبادہ دوبارہ اوڑھتے اس سے بولا۔

تو میں یہ کہوں گی کہ غلطی تمہاری ہے۔ ہواؤں پر تم سوار تھے۔ اس نے بھی جوابی کاروائی کی۔

خیر مجھے پتہ ہے اب آپ مجھے سوری بولیں گے۔ پھر لفٹ کی اوپر کریں گے، پھر راستے میں نمبر مانگے گے، پھر ہماری دوستی ہو جائے گی، اور دوستی کب پیار اور پھر کب شادی میں بدلے گی پتہ ہی نہیں چلے گا۔ وہ اپنی ہی رو میں بولی جا رہے تھی۔ اور رزم خاموشی سے اس کی زبان کے جوہر دیکھ رہا تھا۔ اور اس کی بات سنتے مکمل طور پر ششدر سا ہو گیا تھا۔

لیکن مجھے ایسا سین چلانے میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے۔ ایک کام کرو بس یہ نیچے گرا میرا فون اور پرس اٹھا کر دے دو۔ میں تمہیں معاف کر دوں گی۔۔ وہ ایک ادا سے اپنے بال پیچھے کرتے بولی۔

نہ تو میں نے تم سے معافی مانگنی ہے نہ تمہیں لفٹ کی اوپر کرنے والا ہوں نہ ہی دوستی کا ہاتھ بڑھاؤں گا نہ ہی مجھے تم سے محبت ہوگی اور نہ ہی کوئی شادی ہوگی۔ اور نہ ہی مجھے تمہاری کسی بھی معافی کی ضرورت ہے۔ اپنا یہ پرس اور فون خود اٹھاؤ کیونکہ تمہارا ملازم نہیں ہوں میں۔۔ وہ نخوت سے بولا۔۔ اور آگے کو چلنے لگا۔ رزم کا یہ انداز اسے اندر تک سلگا گیا

او ہیلو مسٹر جانتے ہو کس سے بات کر رہے ہو تم۔۔ اسوہ نعیم علی نام ہے میرا۔ میرے بابا یہاں کے مشہور سیاست دان ہیں۔ میرے ساتھ پنگا بہت بھاری پڑ سکتا ہے تمہیں۔ اس نے پیچھے سے آواز لگائی۔

اس کا نام سنتے ٹھٹھک کے روکا۔۔ اور پیچھے مڑا۔

تمہارا نام بھی اسوہ ہے - وہ حیرانگی سے گویا ہوا -

تمہارا نام بھییییییی سے کیا مطلب ہے تمہارا - کیوں تمہارا نام بھی اسوہ ہے کیا - وہ قدرے جلا دینے والے انداز میں بولی - اس کا یہ انداز رزم کو ایک آنکھ نہ بھایا -

اس سے پہلے رزم کوئی جواب دیتا وہ فوراً بولی -

ویسے بہت عجیب بات ہے - اچھی خاصی پرسنائی کے مالک ہو - لیکن نام گرلش سا رکھ لیا ہے - اگر گرلش سا رکھنا بھی تھا تو نسیم رکھ لیتے -- لیٹ لیٹ تسلی تو رہتی کہ لڑکوں کا نام بھی نسیم ہوتا ہے - لیکن اسوہ -- یہ تو قدرے مختلف ہے - وہ گویا مزاق اڑاتے بولی -

شٹ اپ یو جسٹ شٹ اپ -- بہت سن لی میں نے تمہاری بکواس - اگر اب ایک لفٹ تم اور بولی نہ تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا - نفرت ہے مجھے تم جیسی لڑکیوں سے -

Visit For More Novels : www.pdfnovelsbank.com

تمہارے نام سے اور تمہاری نام جیسی تمام لڑکیوں سے - رزم حیدر ہوں میں - اور رزم حیدر کیلئے تم جیسی لڑکیاں کوئی معنی نہیں رکھتی -- وہ غصے سے بولتا بغیر اس کی سنے چلا گیا -

عجیب پاگل انسان -- اپنا نام ہی بتانا تھا تو اتنی لمبی تقریر کرنے کی کیا ضرورت تھی -
سیدھا سیدھا بتا دیتا رزم حیدر نام ہے میرا -- وہ اپنا پرس اور فون اٹھاتے وہاں سے چل دی -



یار کیا کر رہی ہو - جان لو گی کیا بچے کی - اب وہ آگے آگے تھا اور وہ بیلن لیکر اس کے پیچھے -

میں چھوڑوں گی نہیں حاشر آپکو -

یار کیوں بیوہ ہونا چاہتی ہو۔ پہلی بیوی دیکھی ہے جو خود ہی بیوہ ہونے کی تیاری کر رہی ہے۔ وہ بھی شادی کے پہلے دن۔ اب بھی وہ صوفے کے آس پاس بھاگ رہا تھا۔

ہاں اور تم بھی پہلے شوہر ہو جو اپنی بیوی سے آٹھ آٹھ پراٹھے بنواتا ہے۔ اوپر سے اتنے نقص۔ چھوڑوں گی نہیں میں تمہیں اب۔ پورے ہال میں دونوں کی کھکھلاہٹ گونج رہی تھی۔

پلیز اسوہ بہت زور کی لگے گا۔ روک جاؤ نہ۔ وہ اب منتوں پر اتر آیا تھا۔۔ جبکہ اسوہ بغیر اس کی سنے بس اسے مارنے کے درپے تھی۔

حاشر بھی اپنا بیچ بچاؤ کر رہا تھا۔

کیا ہو رہا ہے یہاں۔ ایک نسوانی آواز کو سنتے دونوں اپنی جگہ پر رکے۔ اور دروازے کی طرف دیکھنے لگے۔ جہاں صائم اور مسز صائم کھڑے تھے۔ اور ان کے ساتھ رائے کھڑی تھی۔ تینوں کے چہرے پر حیرت کے اثرات واضح نظر آرہے تھے۔

اسوہ کو اب صحیح معنوں میں اپنی جان جاتی محسوس ہو رہی تھی --- اور حاشر بھی ان کی اتنی جلدی آمد پر اچنبھے میں تھا۔

تم - مسز صائم اسوہ کو غور سے دیکھتے غصے سے بولی -

حاشر - یہ لڑکی میرے گھر میں کیا کر رہی ہے -- اب وہ حاشر کو گھورتے بولی -

دونوں پریشان مسز صائم کو دیکھ رہے تھے - جو غصے سے بپھری کھڑی تھی -

مم - ما میں بتاتا ہوں - حاشر پہل کرتا آگے آیا -

تم چپ کرو حاشر - تم درمیان میں نہ بولنا اب - مجھے کوئی صفائی نہیں چاہیے -

نکالو اسے میرے گھر سے - میں ایک منٹ بھی اس لڑکی کا وجود اپنے گھر میں برداشت نہیں کر سکتی۔ نکالو اسے یہاں سے فوراً اسی وقت - وہ اسے چپ کرواتے اسوہ کی طرف بڑھتے بولی -- بروقت حاشر اسوہ اور اپنی ماں کے درمیان میں آیا۔

حاشر - پیچھے ہٹ جاؤ -- میں کہہ رہی ہوں تمہیں - میں اس لڑکی کا سایہ بھی تم پر پڑنے نہیں دوں گی ----

اور تم لڑکی تمہاری ہمت کیسے ہوئی - میرے گھر میں قدم رکھنے کی - ایک دفعہ میرے بیٹے کو موت کے منہ میں دھکیل کر سکون نہیں ملا جو تم دوبارہ آگئی اس کی زندگی برباد کرنے۔ اور کس شکل کے ساتھ آئی ہو تم میرے گھر میں - ابھی کے ابھی نکلو میرے گھر سے - تمہاری حیثیت ہی کیا ہے جو تم نے اس گھر میں قدم رکھا - مسز صائم غصے سے پھنکار رہی تھی - اسوہ کے بھی بے ساختہ سر جھکائے آنسو رونے میں مصروف تھے - تو دوسری طرف رائے اور صائم بھی حیرت سے یہ منظر دیکھ رہے تھے -

میری بیوی کی حیثیت سے ہے وہ اس گھر میں - حاشر سنجیدگی سے کڑے تیور چہرے پر سجائے بولا -

اس کی بات سنتے اب سب نے اچھنبے سے حاشر کو دیکھا۔ اسوہ نے بھی اپنا جھکا سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ جو اب قدرے سنجیدہ تھا۔

اسوہ حاشر شاہ کی حیثیت سے ہے یہ اس گھر میں۔ اور یہ یہاں سے کہیں نہیں جائے گی۔ اور جتنا یہ گھر آپ سب کا ہے۔ اتنا ہی حق میری بیوی کا ہے اس گھر پر۔ اور کسی کو بھی میری بیوی کے یہاں رہنے پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ وہ قدرے سنجیدگی سے بول رہا تھا۔

اور میں چاہتا ہوں۔ اسوہ کو اس گھر میں وہی مقام اور وہی عزت ملے جو حاشر شاہ کی بیوی کو ملنا چاہیے۔ اور اگر اسے وہ مقام اور رتبہ نہ دیا گیا تو میں یہاں سے چلا جاؤں گا اپنی بیوی کو لیکر۔ وہ اسوہ کا ہاتھ تھامتے سب کو ساکت چھوڑتے اوپر اپنے کمرے کی طرف چل پڑا۔

ایک دفعہ دوبارہ وہ اسے معتبر کر گیا تھا۔ بے شک وہ اس کیلئے ایک اچھا ہم سفر ثابت ہوا تھا۔ یقین محبت عزت سب کچھ تھا حاشر کے پاس اسے دینے کیلئے۔ تو وہ کیسے نہ محبت کرتی اُس سے۔ کیسے وہ دور رہ سکتی تھی بھلا۔ وہ اس کے ساتھ ساتھ چلتے اسے دیکھ کر سوچ رہی تھی۔ لبوں پر ایک پیاری مسکان تھی۔ جبکہ حاشر کے تاثرات سنجیدہ تھے۔



کمرے میں آتے وہ لیپ ٹاپ اٹھائے کام میں مصروف ہو گیا۔ چہرے سے غصے کی شدت کا صاف پتہ چل رہا تھا۔ اسوہ کچھ پل اسے دیکھتی رہی۔ کچھ توسط کے بعد بولی۔

ٹھینک یو۔ وہ اپنا ہاتھ رگڑتے اس سے گویا ہوئی۔ شاید نیچے اس کا کاٹ دار لہجہ دیکھ سہم گئی تھی۔

وہ جو غصے سے تیز تیز انگلیاں لیپ ٹاپ پر چلا رہا تھا۔ اس کی بات سنتے کن آنکھیں سے اسے دیکھنے لگا۔

کس لیے۔ اب وہ مکمل اسکی طرف متوجہ تھا۔

آپ نے میرا ساتھ دیا نیچے۔ مجھے سپورٹ کیا۔ وہ سر جھکائے بولی۔

تو اس میں شکریہ ادا کرنے کی کیا بات ہے۔ یہ میرا فرض ہے کہ میں اپنی بیوی کی ڈھال بنوں۔ اس کا ساتھ دوں۔ چاہے جن حالات میں مرضی ہماری شادی ہوئی ہو۔ لیکن اب تم میری بیوی ہو۔ اور میں نے دل سے یہ رشتہ قبول کیا ہے۔ اور اسے میں ہر قیمت پر نبھاؤں گا۔ وہ لیپ ٹاپ سائیڈ پر رکھتا اٹھتا اس کے پاس آکر بولا۔

اور وہ ٹکٹکی باندھے بس اسے دیکھتی رہ گئی۔

اور حالات چاہے جیسے بھی ہو۔ تم زندگی کے ہر قدم پر زندگی کے ہر موڑ پر مجھے اپنے ساتھ پاؤگی۔ یہ وعدہ ہے حاشر شاہ کا اسوہ حاشر شاہ سے۔ وہ اسے دونوں شانوں سے پکڑتے بولا۔ اور وہ مسرور سی اسے دیکھتی رہی۔ الفاظ کسی سحر کی طرح اس کے دل پر لگ رہے تھے۔

حاشر۔ کہتے وہ اس کے سینے سے جا لگی۔

اب کے حیران ہونے کی باری اس کی تھی۔ کہاں سوچا تھا اس نے کہ وہ یوں اتنی جلدی اس کے قریب آئے گی۔

I am Blessed to have a Husband like you in my life.

وہ اس کے سینے سے لگی نم لہجے میں بولی۔ حاشر کو تو اب اپنی سماعت پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ وہ خواب کی سی کیفیت مبتلا تھا۔

And for this. I am really very thank ful to my Allah.

Visit For More Novels : www.pdfnovelsbank.com

وہ ہنوز اسی پوزیشن میں کھڑی تھی۔ حاشر کی طرف سے کوئی ری ایکشن محسوس نہ کرتے وہ اس سے الگ ہوئی۔ اور اسے دیکھنے لگی۔۔۔ جواب ہلکا سا منہ کھولے کھڑا تھا۔

حاشر کیا ہوا۔ وہ اسے یوں کھڑا دیکھ کر پریشانی سے بولا۔

یار۔۔۔ مجھے چٹکی کاٹنا یہاں۔۔۔ وہ اپنا بازو اس کے سامنے پھیلا کر بولا۔۔۔

اسوہ نا سمجھی سے اسے دیکھنی لگی۔

یار کاٹو تو۔۔۔ مجھے یقین کرنا ہے۔ کہی میں خواب تو نہیں دیکھ رہا کوئی۔

اس کی بات سننے اسوہ اسے گھورنے لگی۔

تمہیں تو خواب سے میں نکالتی ہوں - اس نے اپنے لمبے نوکیلے اس کے بازو میں گاڑھ دیے - اب نکلے کے نہیں خواب سے - وہ دانت کچکچاتے بولی -

آہ - جنگلی بلی - خون ہی نکال دیا - وہ درد سے بلبلاتا بولا -

اور جو تم نے سین خراب کیا وہ - بے اختیار اس کی زبان سے پھسلا -

(اچھا خاصا سین لکھ رہی تھی ایشال سارا خراب کر دیا)

بابا بابا - تو بے بی حکم کرو - ابھی بنا لیتے ہیں سین - وہ اسے کمر سے کھینچتے خود کے قریب کرتا بولا -

مم - میرا یہ مطلب نہیں تھا - وہ اس کے حصار میں ہکلاتے بولی - شرم سے چہرہ لال ہو رہا تھا - سر جھکا تھا - اور ہونٹوں پر خوشمگیاں مسکراہٹ تھی - جو حاشر کو گھائل کر رہی تھی -

تمہارا جو بھی مطلب تھا - میں نے تو یہی اخذ کیا ہے - وہ اپنی انگلی اس کی ٹھوڑی کی نیچے رکھتے اس کا چہرہ اوپر کرتے بولا - ہونٹوں پر شرارتی مسکراہٹ تھی -

حاشر پلینز - وہ اسے کندھے سے الگ کرنے کی کوشش میں تھی -

اونہسہ - اب تو آپ خود آئی تھی ہمارے پاس بے بی - اب آپ کا ہم سے بچنا تھوڑا مشکل ہے - آپ آئیں اپنی مرضی سے تھی - جائیں گی میری مرضی سے -

وہ شوخ ہوتا اسوہ کی جان نکال رہا تھا - وہ اس کے چہرے کے ایک ایک نقوش کا جائزہ لے رہا تھا - اب اس کا فوکس اس کے ہونٹوں پر تھا - ابھی وہ اپنی انگلی کروائی کرتا دروازہ بچنے کی آواز نے اسے اسوہ سے دور ہونے پر مجبور کر دیا -

بے ساختہ اسوہ کی ہنسی نکلی - جو حاشر کی سخت گھوریوں نے بند کروا دی -



اما - ااا - وه گھر میں داخل هوتے بلند آواز بولا - لیکن خالی گھر اس کا منہ چڑھا رہا تھا -
کچھ انہونی کا احساس اسے ہوا - دھڑکتے دل کے ساتھ اس نے گھر کا ایک ایک کمرہ
چیک کیا - لیکن نتیجہ بے سود -

اسے وه وقت یاد آیا - جب نائے اسے کال کر رہی تھی - لیکن وه اٹھا نہیں سکا تھا - اور
سیدھا گھر کی طرف آیا تھا - لیکن یہاں کسی کو نہ پا کر وه حقیقی معنی میں پریشان ہوچکا
تھا -

پرواہ گھر دیکھتے وه سرونٹ کواٹر آیا تھا - اور دروازہ زور زور سے بجانے لگا -

جہاں سے ایک ملازم نکلا -

اما ااا کہاں ہیں - - رزم اسے دیکھتے فوراً بولا -

صاحب کی حالت بگڑ گئی تھی -- بڑی بی بی انہیں لے کر ہسپتال گئی ہیں ۔

رزم پر تو مانو آسمان گر پڑا ۔ کک ۔ کب ہوا بی ۔ یہ ۔ وہ کپکپاتے لہجے میں بولا ۔

جب آپ گھر سے باہر نکلے -- اس کے تھوڑی دیر بعد ۔ صاحبہ نے آپکو کال کی تھی ۔
لیکن آپ نے کوئی جواب نہیں دیا ۔ اسی لیے وہ اکیلے انہیں لیکر ہسپتال چلی گئی ۔ اس
نے تفصیل سے ساری بات اسے بتائی ۔

کونسے ہسپتال گئے ہیں اس نے پریشانی سے پوچھا ۔ اور ساری تفصیل لیتے وہاں سے
نکلا ۔



ماما آپ - دروازہ کھولتے وہ مسز صایم کو دروازے پر دیکھتے بولا - انہی کے پیچھے صایم اور رائے تھی -

دروازے پر حاشر کی ماما کو دیکھ کر اسوہ کی حالت ایک دفعہ پھر غیر ہونے لگی -

مسز صائم روتے اس کے گلے لگی -

ایم سوری بیٹا - وہ گلے لگے روتی بولی -

مما آپ رو کیوں رہی ہیں - وہ انہیں الگ کرتا پریشانی سے بولا -

مم - میں معافی مانگ لوں گی تمہاری بیوی سے - پپ - پر - تم مجھے چھوڑ کر نہ جانا - پہلے بہت دعاؤں کے بعد تمہیں دوبارہ حاصل کیا ہے - اب دوبارہ مجھے کبھی چھوڑ کر نہ جانا - تت - تم جیسے کہو گے میں ویسے ہی رکھوں گی تمہاری بیوی کو - اف بھی نہیں کہوں گی - پر پلیز مجھے چھوڑ کر نہ جانا - وہ روتے بول رہی تھی -

نہیں جاؤں گا میں کبھی بھی آپکو چھوڑ کر۔ آپ پلیز رونا بند کریں۔ یوں رو کر مجھے شرمندہ نہ کریں۔ اینڈ ایم ریلی سوری میں نے آپکو اتنا دکھ دیا۔ بس غصے میں بول گیا جو دل میں آیا۔ لیکن پلیز مجھے معاف کر دیں۔۔ آئندہ ایسا کبھی بھی نہیں ہوگا۔ وہ شرمندہ سا ان کے گلے لگتا ہوا۔

ارے ارے۔ یہ کون کس سے معافی مانگ رہا ہے۔ مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔ صائم دونوں ماں بیٹے کو ایموشنل ہوتے دیکھ کر بولے۔

کوئی کسی سے معافی نہیں مانگ رہا پاپا۔ بس ہم دونوں ماں بیٹے اپنا پیار بڑھا رہے ہیں۔۔ آپ جیلس نہ ہو ہم سے۔ وہ اپنی ماں کی پیشانی چومتے ہوا۔

میں کیوں جیلس ہونے لگا بھلا۔ بنا لو تم دونوں ماں بیٹا جوڑی۔ اب میری بھی بیٹی آگئی ہے۔ اب میں اپنی بیٹی کے ساتھ مل کر تم دونوں سے چن چن کر بدلے لوں گا۔ وہ

سائیڈ پر کھڑی اسوہ کو دیکھتے اس کے قریب جا کر کھڑے ہوئے اور شفقت بھرا ہاتھ اس کے سر پر رکھتے بولے - جس پر وہ مسکرا دی۔

مسز صائم حاشر سے الگ ہوتی اسوہ کے قریب آئی۔
جانے انجانے میں ، میں بہت غلط بول گئی۔ جس کیلئے میں بہت شرمندہ ہوں ۔۔ ہو سکے تو بیٹا مجھے معاف کر دینا۔ وہ محبت سے اس کی تھوڑی پکڑتی بولی۔

نہیں نہیں آنٹی اس کی ضرورت نہیں۔ آپ میری بڑی ہیں۔ آپکا حق بنتا ہے مجھے
ڈانٹنے کا۔ آپ جو چاہے کہہ سکتی ہیں مجھے۔ اسوہ محبت سے بولی۔

اس کے محبت بھرے لہجے پر حاشر غش کھاتے کھاتے رہ گیا۔

مجھ سے بات کرتے ہوئے بس کریلے کھائے ہوتے ہیں میڈیم نے۔ وہ محض دل میں ہی سوچ سکا۔

میرے بیٹے کی خوشی تم میں ہے۔ اور میرے بیٹے کی خوشی میں میری خوشی ہے۔
ہمیشہ میرے بیٹے کا خیال رکھنا۔ اس کا ساتھ دینا بالکل ایسے جیسے آج اس نے تمہارا
دیا۔ وہ محبت سے اسے سمجھا رہی تھی۔ جو وہ بہت غور سے سن رہی تھی۔ اور اثبات
میں سر ہلا رہی تھی۔ کہتے انہوں نے اسوہ کا گال چوما۔

ویسے حاشر تم بہت چھپر رستم نکلے۔ ہمیں شادی میں بھیج کر پیچھے خود شادی رچالی۔
رائہ جو کب سے خاموش کھڑی تھی۔ اب پہلی دفعہ بولی۔

ہاں بالکل۔۔ اس کے تو کان میں اچھے سے کھینچنے والی ہوں۔ ایسا بھی کوئی کرتا ہے کیا۔
مسز صائم بولی۔

مما۔۔ میں آپکو سب بتاؤں گا۔ لیکن پلیز اب ناشتہ بنوا دیں۔۔ مجھے بہت بھوک لگی ہے
۔ حاشر ان کے کندھے پر سر رکھتا مسمنایا۔ جبکہ اسوہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔ دو پر
اٹھے تو وہ آسکے ہاتھ کے بنے کھا چکا تھا۔

ہاں میرا بیٹا - میں ابھی بنواتی ہوں ناشتہ - وہ بھی پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتی
کمرے سے باہر نکلی -

اور ماما میرے ولیمے کی بھی تیاری کروائیں ماما - دھوم دھام سے کرنا ہے میں نے ولیمہ -
وہ پیچھے سے ہانک لگاتا بولا - اور اب اسوہ اسے گھورنے میں مصروف تھی -

کچا ہی چبائے گی مجھے یہ ایک دن - شیرینی کہی کی - وہ اسے گھورتے دیکھ دل ہی دل میں
بڑبڑایا -



یہ کیا ہے حاشر - عمر اور عزیزم پہلے تو تین دن بعد اسے دیکھ کر شاک ہوئے تھے
-- پھر اس کے ولیمے کا انویٹیشن کارڈ دیکھ کر انہیں جھٹکا لگا - اور اصل جھٹکا تو انہیں
کارڈ پر اسوہ کا نام دیکھ لگا - وہ دونوں حیرت بھری نظروں سے اپنے سامنے بیٹھے حاشر کو
دیکھ رہے تھے - جو مسکراتا ٹرے سے چلغوزے اٹھائے کھا رہا تھا - پہلے کے مقابل آج

کافی خوش اور ہشاش بشاش نظر آ رہا تھا۔۔۔ چہرے کی مسکراہٹ دل کا حال بیان کر رہی تھی۔

ولیمے کا انویٹیشن کارڈ۔ وہ قدرے بے نیاز لہجے میں ٹرے سے ایک اور چلغوزہ اٹھاتا بولا۔

کیا بکواس کر رہا ہے تو۔ کس کا ولیمہ۔ تیری شادی کب ہوئی۔ اور تو تو پاکستان چھوڑ کر چلا گیا تھا نہ۔۔۔ ہم تو تیرے فون کا انتظار کر رہے تھے۔ اور تو ولیمے کا انویٹیشن لیکر تیسرے دن منہ اٹھا کر آگیا۔ عزیزم شک کی سی کیفیت میں بولا۔

تین دن ہو گئے تھے ان کی شادی کو۔ اور آج حاشر ولیمے کا کارڈ لیکر سیدھا عمر اور عزیزم کے پاس ہی آیا تھا۔ اور ان تین دنوں میں اسے کہاں ہوش تھا کسی اور کا۔۔۔ یہاں تک کہ اپنے فون کا بھی نہیں جو اس رات لڑائی میں وہ سڑک پر ہی کہی کھو چکا تھا۔ اسے ہوش تھا تو بس اپنی نئی نویلی بیوی کو تنگ کرنے کا۔ وہ اسے ہر طریقے سے زچ کر رہا تھا۔ ماضی کی تلخیاں جا سوئی تھی۔۔۔ محبت کے ستارے اب وہ اسوہ کی آنکھوں میں بھی دیکھ رہا تھا۔ انتظار تھا تو محض اظہار کا اقرار کا۔ جس کا اسے بے چینی سے انتظار تھا۔

ہاں بس حالات ہی کچھ ایسے ہو گئے تھے۔ کہ میں تم لوگوں کو بتا نہیں سکا۔ شادی بھی ہنگامی صورتحال میں ہوئی ہماری۔ وہ شروع سے لیکر اب تک کے حالات انہیں بتانے لگا۔ اور وہ آنکھیں پھاڑیں بس اس کی بات سن رہے تھے۔ اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنا یہ انہوں نے سنا تھا لیکن آج اس کا عملی مظاہرہ بھی دیکھ لیا۔

لیکن اب دیکھو سب سے پہلے ولیمہ کا کارڈ تم لوگوں کو دینے آیا ہوں۔ آخر میرے جگری یار ہو۔ میرے غموں کے ساتھی۔ اب میری خوشیوں پر بھی تو تم لوگوں کا حق ہے نہ۔ وہ چمکتا بغیر ان کے چہروں کے زوایے دیکھے اپنی ہانک رہا تھا۔

گئی بھینس پانی میں۔۔۔ عزیم کہتے کرسی پر ڈھے سا گیا۔

اسے کیا ہوا۔۔۔ حاشر سب کچھ بھلائے اب ان کی طرف متوجہ تھا۔

کک - کچھ نہیں لگتا ہے اسے زیادہ ہی خوشی ہوئی ہے تمہاری شادی کی - برداشت نہیں کر سکا۔ اسی لیے بے ہوش ہو گیا۔ عمر عزیز کو اٹھاتے حاشر سے بولا۔ جس پر حاشر مسکرا دیا۔

ڈرامے باز۔۔ وہ دل ہی دل میں بولا۔

اچھا میں چلتا ہوں - میں نے اپنی بیوی کو شاپنگ بھی کروانی ہے ولیمے کی - کل ملاقات ہوگی - ولیمے پر اللہ حافظ۔ وہ کہتے عزیز پر ایک گلاس پانی اچھال کر بھاگا۔

جس سے وہ ہڑ بڑا کر اٹھا۔ لیکن تب تک وہ بھاگ چکا تھا۔

خبیث انسان۔ عزیز دل میں اسے لعن طن کر کے دوبارہ کرسی پر سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ -

یار عمر میری کینڈا کی ٹکٹ کروا دے - حاشر نہ صحیح میں ہی صحیح - میں پاکستان چھوڑ کر چلا جاتا ہوں - وہ برے منہ بناتا نکلی روتا بولا۔

چپ کر کے بیٹھ - کینڈا کی اولاد - اب آگے کا سوچ بس کہ حاشر کو پتہ چلا تو ہمارا کیا ہوگا۔ وہ بھی اس کے قریب بیٹھ گیا۔ اور دونوں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔



وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا اس کی نظر سوئی ہوئی اسوہ پر پڑی۔

لو یہ تو سو رہی ہے - میں نے کہا تھا کہ شاپنگ پر جانا ہے - حد ہے بھی - وہ اسے سوتا دیکھ مایوسی سے بولا -

چل بچو - صبح تمہیں نہ کھپایا نہ میرا نام بھی حاشر شاہ نہیں - وہ دل میں شیطانی منصوبے بناتے اپنے کپڑے چیلنج کر کے سونے کیلئے لیٹ گیا۔



کیسی حالت ہے اب میرے بابا کی ڈاکٹر - رزم ڈاکٹر کو دیکھتے بولا - جو رپورٹس کا معائنہ کر رہے تھے -

پہلے سے بہتر ہے - دو دن اور ہم انہیں ادھر رکھے گے اور پھر انہیں چھٹی دے دیں گے - فکر والی کوئی بات نہیں ہے - بس آپ نے خیال رکھنا ہے کہ انہیں ہر قسم کی ٹینشن سے دور رکھا جائے - ڈاکٹر رپورٹس کا معائنہ کرتے رزم کو بتا رہا تھا - جو وہ بہت دھیان سے سن رہا تھا - اچانک دل میں درد کی وجہ سے انہیں ہسپتال شفٹ کیا گیا تھا - بروقت ہسپتال پہنچنے کی وجہ سے ان کی حالت سنبھال لی گئی تھی -

اور وہ رب کا شکر گزار تھا جس نے اس کے دل میں واپسی کا خیال ڈالا ورنہ شاید وہ پوری زندگی پچھتا رہتا -



جلدی سے تیار ہو جاؤ اسوہ -- حاشر ناشتہ کر کے کمرے میں داخل ہوتے اسوہ لو دیکھتے
بولا -- جو فون پر عائشہ سے بات کر رہی تھی -- اسے دیکھتے اسوہ نے منہ بنایا۔

اچھا عائشہ میں بعد میں بات کرتی ہوں --- حاشر گھوڑے پر سوار ہیں - کہیں گر نہ جائیں
میں زرا انہیں سنبھال لوں۔ وہ اسے چڑانے کی خاطر شوخ لہجے میں بولی۔ اور وہ محض
اسے گھورتا رہ گیا۔

ہاں جی تو کیا کہہ رہے تھے آپ - اب وہ فون سائیڈ پر رکھتے اپنے دونوں ہاتھ اپنے پیچھے
بیڈ پر جماتے اپنا سارا وزن اپنے بازوؤں پر ڈال کر بیٹھی تھی - اور حاشر تو اس کی ہر ایک
ادا پر فدا ہو رہا تھا۔

ہائے - آپکی ادائیں - دل موہ لیتی ہیں جانم۔ اب وہ اس پر جھکتا بولا تھا - اسے جھکتے
دیکھ اسوہ بوکھلا سی گی - وہ جو اسے تنگ کرنے کا سوچ رہی تھی صحیح معنوں میں خود ہی
سپٹا گئی۔

کیا ہوا بے بی - وہ اسے مکمل طور پر بیڈ پر لیٹا چکا تھا - اور اس کے گرد تنگ گھیرا بنا چکا تھا۔

پاگل انسان چھوڑو مجھے - تیار ہونا ہے میں نے - شلپنگ کرنے نہیں جانا کیا - آج ولیمہ ہے ہمارا - وہ خود کو آزاد کرانے کی سعی میں اس کی کندھوں پر تھپڑ مار رہی تھی۔

ولیمہ تو ہے ہمارا بے بی - لیکن وہ کیا ہے نہ ولیمہ والی فلنگز ہی نہیں آرہی - لگ ہی نہیں رہا کے میری شادی ہو چکی ہے - میرا ولیمہ ہے - تو پہلے تھوڑی فلنگز پیدا کر لیتے ہیں نہ - کیا کہتی ہو - وہ اس کے کندھے پر جھکا بالوں میں منہ چھپاتے بولا - دوسری طرف اپنے عمل سے اسوہ کی جان ہلکان کر رہا تھا۔

حاشر - میں تمہارا خون پی جاؤں گی - سائیڈ پر ہٹو - ہمیں لیٹ ہو رہا ہے - وہ غصے سے غراتی بولی - اور اپنے ناخن اس کی پیٹھ میں گاڑ چکی تھی۔

آہ - بہت ہاتھ پاؤں چلانے لگی ہو - جنگلی بلی - وہ درد سے کراہتا بولا - اور زبان تو ان ہاتھوں سے بھی زیادہ چلاتی ہو - ابھی کرتا ہوں میں تمہارا علاج - وہ اس کے بازوؤں کو پکڑ کر اب اس کے ہونٹوں پر جھکا تھا - انداز میں نرمی تھی - کچھ پل تک کمرے میں فسوں خیز خاموشی چھائی رہی - ایک دوسرے کی قربت میں وہ دونوں مدہوش ہو رہے تھے -

کچھ پل بعد وہ اس سے الگ ہوا - اور اسے دیکھنے لگا جو آنکھیں موندیں سانسیں لینے کی کوشش کر رہی تھی -

ہوئی نہ بولتی بند - وہ مسکراتا اس کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کرتا بولا -

دورہ ہٹو تم - ورنہ پکا قتل کر دوں گی اس دفعہ تمہارا - وہ ہوش میں آتے ہی پھری - اور وہ ہنستا اس سے الگ ہوا -

بے بی - اب چپ چاپ تیار ہو جاؤ۔ ورنہ میں نے ولیمہ کینسل کروا دینا ہے۔ اور پھر بس ہم تم ایک کمرے میں بند ہوں وہ والا سین بنا ڈالنا ہے۔ وہ اسے زچ کرنے کی خاطر بولا۔

دفعہ ہو چھپھورے انسان تیار ہونے دو مجھے۔ وہ اسے صلواتیں سناتے اپنے کپڑے لیکر واشروم چلی گئی۔ اور پیچھے وہ ہنستا رہ گیا۔



اچھایا اب موڈ تو ٹھیک کرو۔ یوں منہ تو نہ لٹکاؤ۔ آج ہمارا ولیمہ ہے۔ اب تم منہ بنا کر مجھے بھی اداس کر رہی ہو۔ وہ اسے مناتے ہوئے بول رہا تھا۔ پورا راستہ وہ خاموش رہی تھی۔ اب شاپنگ کے وقت بھی وہ اسے کوئی لفٹ نہیں کروا رہی تھی۔

چپ چاپ چلو میرے ساتھ اگر شاپنگ کرنی ہے تو۔ زیادہ منہ نہ لگو میرے۔ وہ نروٹھے پن سے بولی۔ ساتھ ساتھ اپنے لیے کپڑے بھی دیکھ رہی تھی۔

منہ تو اب تمہارے لگ چکا ہوں - مزید تم مجھے روک نہیں سکتی -- آخر اکلوتا شوہر ہوں تمہارا - حق ہے میرا - وہ ذومعنی انداز میں بولتا اسے غصہ چڑھا گیا تھا۔

حاشر تم زندہ گھر جانا چاہتے ہو کہ نہیں - اب وہ دانت کچکچاتے اپنے دونوں ہاتھ اس کی گردن تک لیجاتے بولی۔

اچھا سوری سوری - اب نہیں بولتا کچھ - وہ دو قدم پیچھے ہوتے کان پکڑتا بولا -

ہے -- حاشر - واٹ آر یو ڈوئنگ ہیریئر - پیچھے سے ایک خوشگوار چمکتی آواز گونجی - حاشر اور اسوہ دونوں بروقت پیچھے پلٹے - جہاں جینز اور شارٹ وائٹ شرٹ میں ملبوس ایک لڑکی کھڑی تھی - آنکھوں میں حاشر کو دیکھ کر خوشی ہی خوشی تھی - اسوہ بغور اس لڑکی کا جائزہ لینے لگی - انداز سے ہی وہ کافی بولڈ لگ رہی تھی - اس کا یوں حاشر کو دیکھنا اسے اسوہ کو سخت ناگوار گزرا - اسوہ نے اس کا دایاں ہاتھ تھاما -- بے اختیار حاشر کی نظر اپنے ہاتھ پر گئی جو اسوہ کے ہاتھ میں تھی۔

اوو مائے گاڈ۔ اُس امیزنگ ٹو سی یو ہیر۔ وہ کہتے اس کے گلے لگ گئی تھی۔ اور بغیر کوئی دیر لگائے اس کے گال پر اپنے ہونٹ رکھے۔ اسوہ بس آنکھیں پھاڑیں انہیں دیکھتی رہ گئی۔ کم حیران تو حاشر بھی نہیں تھا۔ کہاں امید تھی اسے اس قدر بولڈ نیس کی۔

کہاں تھے یار حاشر۔ کتنے دنوں بعد ملے ہو۔ نیوز میں دیکھا تھا میں نے تمہارے ہوش آنے کی خبر۔ میں تمہارے گھر آئی تھی لیکن تم تھے ہی نہیں۔ وہ اب ایک قدم کی دوری پر کھڑی حاشر سے بات کر رہی تھی۔ حاشر نجل سا کبھی سامنے کھڑی عنائے کو دیکھ رہا تھا تو کبھی کبھی ساتھ کھڑی اپنی بیوی کو۔ جو خونخوار نظریں اس پر گاڑھے تھی۔

اور اسے وہی چھوڑ کر وہاں سے چلی گئی تھی۔

عنائے مم۔ میں تم سے بعد میں بات کرتا ہوں۔۔ وہ اسے وہی چھوڑ اسوہ کے پیچھے بھاگا تھا۔ جو غصے سے اب کپڑے پیک کروا رہی تھی۔

اسوہ یار - ایسا کچھ نہیں ہے - جیسا تم سمجھ رہی ہو - وہ اب اسوہ کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا - اور وہ بیگز پکڑے مال سے باہر نکل رہی تھی -

یار میری بات تو سنو - میں سمجھاتا ہوں نہ - وہ بابا کے دوست کی بیٹی ہے - پوری زندگی کینڈا گزاری ہے -- ان کیلئے سب کچھ نارمل ہے - ورنہ ایسا ویسا کوئی سین نہیں ہے - وہ اب باقاعدہ اسکے پیچھے بھاگ رہا تھا جو مال سے باہر نکل کر پارکنگ ایریا میں آچکی تھی -

چابی دیں - گاڑی کے سامنے آتے اس نے اپنی ہتھیلی حاشر کے آگے پھیلائی -

ہاں -- وہ نا سمجھی سے بولا -

چابی دیں - وہ غراتے اپنی آواز ہلکی رکھتی بولی -

حاشر نے فوراً گاڑی کی چابی نکال کر اس کے ہاتھ میں دی - اسوہ گھوم کر دوسری طرف آئی۔۔ دروازہ کھولتے اندر بیٹھی - اور زن سے گاڑی دوڑا دی - اور جب تک حاشر اس کی کاروائی سمجھتا وہ جا چکی تھی۔

شٹ یار - کس مصیبت میں پھنس گیا میں - وہ بے بس ہوتا اپنے لیے ٹیکسی دیکھنے لگا۔



وہ لائٹ سکن کلر کے فراک میں سر پر ریڈ دوپٹہ لیے خوبصورتی سے کیے میک اپ میں حاشر کے ساتھ سیج پر بیٹھی تھی - جس نے - اسوہ کی طرح ہی سکن کلر کا ڈریس پہنا تھا۔۔ ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ تھی - ولیمے کا فنکشن شروع ہو چکا تھا۔۔۔ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھے نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہے تھے -

اسوہ ناراض ہو کیا - وہ سب کو دیکھتے اس کے کان کے قریب منمنایا۔۔ جسے اسوہ خاطر میں نہ لاتے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی - انداز سے ناراضگی صاف جھلک رہی تھی۔

ماشاء اللہ ہماری بیٹی کتنی پیاری اور خوش لگ رہی ہے نہ اسعد - دلکش سلج پر بیٹھے حاشر اور اسوہ کو دیکھتے بولی -

ہاں -- اللہ نظرِ بد سے بچائے ہماری بچی کو - اور اس کے ہونٹوں پر ہمیشہ ایسے ہی مسکان قائم رہے - انہوں نے صدقِ دل سے اپنی بیٹی کیلئے دعا کی -

آمین -- دلکش نے فوراً کہا -

السلام علیکم حاشر - السلام علیکم اسوہ -- عمر عزیزم اور عائشہ بیک وقت سلج پر آئے - حاشر اور اسوہ کھڑے ہو کر تینوں سے ملے -

مبارک ہو حاشر - بہت ڈیش ہو تم دونوں - ایسے شادی کون کرتا ہے یار - عائشہ منہ بسورتے بولی -- یہ بات وہ کل کی کوئی تیس دفعہ حاشر کو اور کتنی ہی دفعہ اسوہ کو فون کر کے سنا چکی تھی -

سیریلی عائشہ کتنی دفعہ سمجھا چکا ہوں تمہیں کل کا لیکن تم نے تو رٹ ہی لگا کی اس مصرعے - حاشر اب تنگ آتے بولا -

میں تو کہوں گی - میں نے اتنے خواب دیکھے تھے تم دونوں کی شادی کے - سب ملیا میٹ ہو گئے - تو افسوس تو ہو گا نہ مجھے - وہ ناراضگی جتنا بولی -

ارے -- ناراض کیوں ہو رہی ہو -- میں دوبارہ شادی کر لوں گا پھر اپنے سارے خواب پورے کر لینا - جبکہ وہ چاروں حاشر کا چہرہ تکنے لگے کے وہ بول کیا گیا ہے -

آئی مین ٹو سے اسوہ سے ہی دوبارہ شادی کر لوں گا - تاکہ سارے انجوائے کر سکے - وہ نخل ہوتا بولا - جس پر سارے مسکرا دیے -- سوائے اسوہ کے جو اب تک ناراض تھی -

لیکن فنکشن کے اختتام تک عزیزم کے دل سے اسوہ کیلئے ساری خلش ختم ہو چکی تھی - حاشر کے چہرے کا اطمینان اور اسوہ کے پیار بھرے لہجے نے اس کے اندر گلٹ پیدا کر

دیا تھا۔ اور اب اسے اپنے کیے پر شرمنگی ہو رہی تھی۔ لیکن ایک سکون اس کے اندر پیدا ہو گیا تھا۔ کیونکہ دونوں کے چہروں کی مسکراہٹ کی وجہ وہ ہی تھا۔



فنکشن ختم ہو چکا تھا۔ سب واپس جا چکے تھے۔ حاشر بھی جانے کب سے غائب تھا۔ اب وہ آرام کرنے کی خاطر اپنے کمرے کی جانب بڑھ رہی تھی۔

جیسے ہی اس نے کمرہ کھولا ایک فسون خیز ماحول نے اسے اپنے سحر میں جکڑ لیا۔ دروازہ بند کرتے وہ اندر آئی۔

چاروں طرف لال گلاب کی پتیاں بکھری پڑی تھی۔ دیوار پر چاروں طرف گلاب کی لڑیاں لٹک رہی تھی۔ ہر ایک لڑی کے بعد جگمگاتی یلو لائٹس کی لڑی لٹک رہی تھی۔ درمیان پر رکھے میز، ڈیسنگ ٹیبل اور سائیڈ ٹیبلز پر۔ موم بتیاں جل رہی تھی۔

کمرے کے وسط میں رکھی کرسی پر حاشر اپنا گٹار لیے بیٹھا تھا۔ اب اسوہ کو دیکھتے اپنی جگہ سے کھڑا ہو چکا تھا۔ اور گٹار بجانے لگا تھا۔ اور وہ بھی اس دھن میں مسرور ہو رہی تھی

--

Kehte hain:

Khuda ne iss jahaan mein

Sabhi ke liye kisi na kisi ko hai banaaya

har kisi ke liye

Tera milna hai uss rab ka ishaara

Maano mujhko banaya tere jaise hi kisi ke liye

Kuch toh hai tujh se raabta

Kuch toh hai tujh se raabta

Kaise hum jaane, hume kya pata

Kuch toh hai tujh se raabta

وہ کسی احساس کے تحت اسے دیکھتے گانا گاہا تھا۔ اور وہ بھی اس کے سحر میں جکڑی تھی۔

Tu humsafar hai

Phir kya fikar hai

Jeene ki wajah hi yehi hai

Marna issi ke liye

Kehte hain:

Khuda ne iss jahaan mein

Sabhi ke liye kisi na kisi ko hai banaaya

har kisi ke liye...

اب وہ گٹار سائیڈ پر رکھتے اس کے قریب آیا تھا۔۔ اور اس کا ہاتھ اپنے کندھے پر رکھ کر اور اپنے ہاتھ اس کی کمر پر رکھ کر ڈانس سٹیپ لے رہا تھا

hmm Meharbaani jaate-jaate mujhpe kar gaya

Visit For More Novels : www.pdfnovelsbank.com

Guzarta saa lamha ek daaman bhar gaya

Tera nazaara mila, roshan sitaara mila

Taqdeer ki kashtiyon ko kinara mila

Sadiyon se tarse hai jaisi zindagi ke liye

Teri sohbat mein duaayein hain ussi ke liye

Tera milna hai uss rab ka ishaara

دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں گم سٹیپس لے رہے تھے۔

Maano mujhko banaya tere hi jaise kisi ke liye

Kuch toh hai tujh se raabta

Kuch toh hai tujh se raabta

Kaise hum jaane hume kya pata

Kuch toh hai tujhse raabta

Tu humsafar hai, phir kya fiqar hai

Visit For More Novels : www.pdfnovelsbank.com

Jeene ki wajah hi yehi hai

Marna issi ke liye

اب اسوہ حاشر کی باہوں میں تھی۔ اور وہ اس پر تھوڑا جھکا تھا۔

I love you Uswa. More than any one else. Thanks
to become my life partner

وہ اسے اپنی بانہوں میں لیے دل سے بول رہا تھا۔

اسوہ اس کے حصار سے نکلتی جانے کو پلٹی۔ لیکن ایک دفعہ پھر وہ اسے اپنے حصار
میں لے چکا تھا۔

ابھی تک ناراض ہو جان۔۔۔ بلیو می مجھے نہیں پتہ تھا عنائے ایسا کچھ کرے گی۔ وہ اسے
پیچھے سے اپنے حصار میں لیتا محبت بولا۔

جہنم میں جاؤ۔ اپنی اس عنائیہ کے ساتھ۔ مجھے چھوڑو۔ وہ مصنوعی ناراضگی سے بولی۔
دل تو پگھل چکا تھا۔ لیکن نخرے بھی تو دیکھانے تھے نہ۔

درد کی شام ہو، یا سکھ کا سویرا ہو
سب گوارا ہے مجھے، بس ساتھ تیرا ہو۔

وہ اسے منانے کی خاطر بولا۔ جسے سنتے وہ بھی مسکرا دی۔ لیکن فوراً اپنی مسکراہٹ ضبط کر گئی۔

وہ دیکھو۔۔ شیشے میں کتنے پیارے لگ رہے ہیں نہ ہم۔ وہ سامنے شیشے میں اپنا عکس دیکھاتے بولا۔ اسوہ نے بھی نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا۔

ماشاء اللہ کسی کی نظر نہ لگے اس جوڑی کو۔ اللہ ہمیشہ خوش رکھے۔ آباد رکھے۔ اور سات بچے پیدا کرنے کی توفیق دی۔ وہ روایتی عورتوں کی نقل کرتا مسکراتا بولا۔ اسوہ پہلے تو اسکی دعا

سن کر مسکرائی اور ساتھ ساتھ دل میں آمین بولتی رہی۔۔ لیکن اس کی آخری بات پر سٹپٹائی۔ اور ایک زور دار کہنی اس کے پیٹ میں ماری جس سے وہ کراہتا پیچھے ہوا۔

آہ ظالم عورت۔۔

سات بچے کون پیدا کرتا ہے پاگل انسان۔ وہ بغیر اس کے درد کا نوٹس لیے حیرانگی سے بولی۔

میں کروں گا۔ آخر جو آٹھ پراٹھے تم بنایا کرو گی وہ بھی تو کھانے ہیں نہ کسی نے۔ ایسے کیسے رزق ضائع کر دوں گا۔ اسی لیے سات بچے ہوں گے تو سات وہ اور ایک میں مل کر تمہارے آٹھ پراٹھے کھائیں گے نہ۔

حاشر۔ تنگ نہ کریں نہ پلیز۔۔ اب وہ تنگ آتی مسمنائی۔

او کے او کے سوری - نہیں کرتا تنگ - چلو پھر مجھے کس دو - وہ اپنا گال اس کے آگے کرتا بولا - اور آنکھیں موند لی -

کچھ پل اسوہ اسے دیکھتی رہی - پھر ایک خیال کے تحت اپنے ہونٹ اس کے گال پر رکھے -

وہ جو کسی اور طرح کے ری ایکشن کا سوچ رہا تھا وہ اسوہ کے کس کرنے پر حیران ہوا - اور آنکھیں کھولتا اسے دیکھنے لگا - جو شرماتی وہاں سے جانے کی تیاریوں میں تھی -

اسے جاتا دیکھ حاشر نے اسے اپنی طرف کھینچا اور اس کا جھکا سر اسکی ٹھوڑی کے نیچے اپنی انگلی رکھتے اٹھایا -

پیار کرتی ہو مجھ سے - وہ اس کی آنکھوں میں نظریں گاڑھ کر - محبت سے پوچھنے لگا -

اسوہ نے اپنی نظریں جھکالی - ہونٹوں پر پیاری مسکان تھی -

اسوہ ڈو یو لومى - وہ گھمبیر لہجے میں اس کے کان میں سرگوشی کرتا بولا - دونوں کا دل دھک دھک کر رہا تھا۔

اسوہ - - میری جان - - آنسر می نہ - - آئی ایم وٹنگ - وہ شدت سے بھرپور لہجے میں بولا - دل آج اس کے اقرار کیلئے تڑپ رہا تھا۔

اسوہ نے آہستہ سے نفی میں گردن ہلائی - اونہہ - اور زبان سے اتنا لفظ ادا کیا - چہرے کے تاثرات قدرے سنجیدہ تھے۔

پل میں حاشر کے ہونٹوں کی مسکراہٹ غائب ہوئی - دل کی دھڑکن آہستہ ہوئی - - سانس مانورکنے لگی - دل بھاری ہونے لگا - پل میں اس کی گرفت اسوہ پر سے ہلکی ہوئی - اسے اپنا کھڑا ہونا محال لگ رہا تھا -

مجھے تم سے پیار نہیں ہوا حاشر شاہ۔۔ مجھے تمہارے اس دل سے پیار ہو گیا ہے۔ وہ اس کے دل کے مقام پر ہاتھ رکھتی بولی۔ حاشر کے دل نے رفتار پکڑی۔ مجھے تمہارے پیار کرنے کے انداز سے پیار ہو گیا ہے حاشر۔ وہ اپنے دونوں ہاتھ اس کے کندھے پر لگا کر بولا۔ مجھے تمہارے شوہر والے روپ سے پیار ہو گیا ہے حاشر۔ یہ دل بھی اب تمہارے لیے دھڑکنے لگا ہے حاشر۔ مجھے اپنے محافظ سے پیار ہو گیا ہے۔ مجھے اپنے ہمسفر سے پیار ہو گیا ہے۔ تمہارے ساتھ۔ جینا چاہتی ہوں اب میں۔ تمہارے دل میں دھڑکنا چاہتی ہوں اب میں۔ تمہارا ساتھ چاہتی ہوں میں۔ زندگی بن گئے ہو تم۔ میرے جینے کی وجہ ہو تم۔ کہتے وہ اس کے گلے لگ گئی تھی۔۔

اور وہ بھی سرشار ہو گیا تھا اس کے اظہارِ محبت پر۔ کتنا ترسا تھا وہ فقط یہ اظہار سننے کیلئے۔ اور آج اس کی خواہش پوری ہو چکی تھی۔ زندگی مکمل ہو گئی تھی اس کی۔۔ آج اس کی محبت جیت چکی تھی۔ محبت کے اس سفر میں آج وہ اپنی منزل تک پہنچ چکا تھا۔ کھٹن سفر ختم ہو چکا تھا۔ اب صرف خوشیاں ہی خوشیاں تھی۔ وہ اسے اپنے سینے سے لگائے خود میں بھینچ گیا۔

بھروسہ، دعا، وفا، خواب، من، محبت
کتنے ناموں میں سمٹے ہو صرف ایک تم



تین ماہ بعد؛

کیا کہہ رہی ہیں آپ ماہ۔ آپ اچھے سے جانتی ہیں کہ میں ہر غرض نہیں چاہوں گا کہ وہ
لوگ ہمارے گھر کسی بھی وجہ سے آئے۔ کیسے کہہ سکتی ہیں آپ ماہ۔ وہ نائمہ کی بات
سنتے بپھرتا بولا۔

بیٹا خوشی کا موقع ہے اور اسعد میرا اکلوتا بھائی ہے۔ جو ہوا بیٹا وہ سب بھول جاؤ۔ اب
تم جب فی زندگی شروع کرنے جا رہے ہو تو گزشتہ ساری تلخ باتیں بھول جاؤ بیٹا۔ وہ
تمہارے ناموں ہیں۔ جو کیا اسوہ نے کیا تمہارے ساتھ۔ اس میں میری یا میرے بھائی

کی کیا غلطی ہے جو تم ہمیں یوں جدا ہونے پر مجبور کر رہے ہو۔ وہ اپنے آنسو روکتے
روندھارے سے لہجے میں بولی۔

ان تین مہینوں میں سب کچھ بدل گیا تھا۔ نائمہ اور وسیم نے رزم کی شادی اپنے دوست
کی بیٹی سے طے کر دی تھی۔ پہلے پہل تو رزم قطعی شادی کیلئے تیار نہ تھا۔ لیکن نائمہ
اور وسیم کے بیجا اصرار نے اسے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔ اور سب کچھ ان پر چھوڑ کر خود
اس معاملے سے پیچھے ہٹ گیا۔ فلحال نائمہ اور وسیم رزم کی شادی کی تیاریوں میں
مصروف تھے۔ رزم کی شادی کے کارڈز آچکے تھے۔۔ شادی دس دن بعد کی تھی۔ نائمہ
اسعد کو اپنے بیٹے کی خوشیوں میں شامل کرنا چاہتی تھی۔ جو رزم کو قطعی منظور نہ تھا۔

مت بھولیں ماما وہی بھائی آپکے بیٹے کی خوشیوں کا دشمن ہے۔ جو بھی ہے اسوہ ان کی
بیٹی ہے۔ انہوں نے ایک دفعہ بھی میرا دفاع نہیں کیا۔ وہ مسلسل اپنی بیٹی کا دفاع کر
رہے تھے۔ اور جن خوشیوں میں آپ انہیں دعوت دینے کی بات کر رہی ہیں نہ یہ
خوشیاں آپکی بنائی ہوئی خوشیاں ہیں۔۔ ان خوشیوں کے ہونے نہ ہونے سے مجھے کوئی
فرق نہیں پڑتا۔ مجھے ان خوشیوں میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میں یہ شادی صرف آپکی

اور بابا کی خوشیوں کیلئے کر رہا ہوں۔ چونکہ آپ کی خوشی اپنے بھائی کو مدعو کرنے سے بڑھتی ہے تو ٹھیک ہے۔ آپ انہیں بلا لیں۔ لیکن میری ایک بات آپ سن لیں اگر وہ انسان یہاں آیا تو آپ میرا مرا منہ دیکھیں گی۔ وہ درشتگی سے کہتا جانے کیلئے پلٹا۔ لیکن ابھی تین قدم آگے ہی گیا تھا کہ وسیم کی آواز کمرے میں گونجی۔ فوراً پلٹ کر پیچھے دیکھا جہاں وسیم نائمہ کا بے سود وجود اپنے ہاتھوں میں لیے نیچے بیٹھے تھے۔

اما۔ وہ کہتا فوراً ان کی جانب بھاگا۔



وہ فوراً انہیں ہسپتال لیکر آئے۔ وہ اپنی ماں کو گود میں اٹھائے پورے ہسپتال میں چیختا ڈاکٹر کی پکار لگاتا پھر رہا تھا۔

اس کی حالت تلاب سے نکلی مچھلی کی طرح ہو رہی تھی۔ دل تڑپ رہا تھا۔

یہ کیا طریقے کار ہے ہسپتال میں بولنے کا۔ اس کے پیچھے ایک نسوانی آواز گونجی۔

وہ فوراً پلٹا۔ ڈاکٹر پلینز میری مام۔ ابھی وہ اتنا ہی بولا تھا کہ سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھتے وہ یکدم رکا۔ اور دوسری طرف وہ لڑکی بھی اسے پہچان چکی تھی۔ وہ اسے دیکھتے اتنا حیران نہ ہوئی تھی جتنا اس کی گود میں بے سود وجود کو دیکھ کر اسے حیرانگی نے آن گھیرا تھا۔

کیا ہوا انہیں۔ وہ سب کچھ بھولتے پہل کرتے بولی۔

انہیں سیٹچر پر لٹائے اور فوراً وارڈ میں لیکر چلو۔ وہ رزم کی بات سنے بغیر وارڈ بوائے کو کہتے اندر کی طرف چل دی۔

وارڈ میں انہیں داخل کرتے اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ اور رزم باہر کھڑا بند دروازے کو دیکھ رہا تھا۔

دوبارہ کبھی اس لڑکی سے ملاقات ہوگی اس نے سوچا بھی نہیں تھا۔ لیکن ابھی وہ اس بارے میں سوچنا نہیں چاہتا تھا۔ اسے فکر تھی تو اپنی ماں کی۔ جانے انجانے میں وہ انہیں ہرٹ کر چکا تھا۔ شرمندگی نے اسے آن گھیرا تھا۔ اس نے مڑ کر اپنے بابا کو دیکھا جو پریشان بے حال بیچ پر بیٹھے تھے۔

بابا۔ رزم نے انہیں پکارا۔ اور ان کے قریب جا کر ان کے پاس بیٹھا۔ اور ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

وہ فوراً اس کا ہاتھ اپنے کندھے سے جھٹک کر کھڑے ہوئے۔ اور اپنا فون نکالتے وہاں سے باہر کی طرف چل پڑے۔



وہ گہری نیند سوئی ہوئی تھی۔ فون کی آواز نے اس کی نیند میں خلل ڈالا۔ اس نے نیند سے بھرپور اپنی بوجھل آنکھیں کھولیں۔ اور ہاتھ کے سہاروں سے تھوڑا اوپر کو اٹھی۔ اور

ایک اچٹی نظر اپنے ساتھ سوے حاشر پر ڈالی - پھر سائیڈ ٹیبل پر بچتے اپنے فون کو اٹھایا
جواب بند ہو چکا تھا۔

پاپا کی کال - رات کے بارہ بجے ان کی کال دیکھ کر اسے حیرانگی ہوئی۔

ابھی وہ انہیں کال بیک کرتی کہ ایک دفعہ پھر فون بجا۔ جاتی بغیر دیر لگائے اس نے
اٹھا لیا۔

جی پاپا۔

ہمممم۔

کیا۔

وہ کیسے۔

جی ہم ابھی آتے ہیں۔

بات مکمل کرتے اس نے فون رکھا۔

حاشر۔ اٹھیں۔ ہمیں جانا ہے۔ فون رکھتے اس نے حاشر کو جگانا چاہا۔ جو فل وقت گہری نیند میں تھا۔

حاشر۔ اب وہ اس کے بازو جھنجھوڑتے اسے اٹھا رہی تھی۔

ہونہہ۔ وہ آنکھیں مسلتا لیٹتا اسے دیکھتا بولا۔ جو آدھی اس پر جھکی تھی۔

حاشر اٹھیں۔۔ ہمیں ہسپتال جانا ہے۔ پاپا کی کال آئی تھی۔ پھوپھو کی طبیعت بہت خراب ہے۔ حاشر اس کی بات سننے اب اٹھ بیٹھا تھا۔ تم چلیج کر لو۔ میں تمہارے کپڑے نکال دیتی ہوں۔ وہ سر ہلاتا کپڑے اٹھاتا ہاتھروم چلا گیا۔



وسیم کی کال آتے ہی وہ اسعد اور دلکش دونوں ہسپتال پہنچے تھے۔ جو بھی تمہا نائمہ ان کی بہن تھی۔ ایک بہن کا ہی تو رشتہ تھا ان کے پاس اب۔ خون کے رشتوں سے انسان چاہ کر بھی جدا نہیں ہوسکتا۔ یہی کشش اسعد کو بھی فوراً ہسپتال کھینچ لائی تھی۔ نائمہ کو ہارٹ اٹیک آیا تھا۔ اور اندر ان کی انجیوگرافی چل رہی تھی۔ سب اس وقت نائمہ کیلئے دعا گو تھے۔

رزم بھی فلحال اسعد کو دیکھ کر خاموش رہا۔ شاید وقت اور حالات ہی ایسے تھے۔ لیکن جب جب وہ انہیں دیکھتا تو اسے گزشتہ تمام باتیں یاد آتی۔ دل کی بوجھل ہوتی حالت سے تنگ آتے وہ تازہ فضا میں سانس لینے کیلئے کچھ وقت کیلئے باہر گراؤنڈ میں آگیا۔



ٹینشن نہ لو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ وہ اپنا ایک ہاتھ سٹیرنگ پر جماتا اور دوسرا ہاتھ اسوہ کے ہاتھ پر رکھتا مسکراتا بولا۔ شاید اسے حوصلہ دے رہا تھا۔

اسوہ کے چہرے سے ہی پریشانی چھلک رہی تھی۔ کسی بھی وقت وہ رو دینے کو تھی۔ لیکن ضبط کیے بیٹھی تھی۔ اور دل ہی دل میں اللہ سے اپنی پھوپھو کی صحت یابی کیلئے دعا گو تھی۔

اوشٹ۔ اچانک گاڑی کی۔

کیا ہوا۔ اسوہ نے سوالیہ نظروں سے حاشر کی جانب دیکھا۔

لگتا ہے ٹائر پنکچر ہو گیا ہے۔ وہ اس کی طرف دیکھتے بولا۔ اور گاڑی سے باہر نکل کر معائنہ کرنے لگا۔

حاشر اب کیا کریں گے ہم۔ کیسے جائیں گے ہم۔۔ وہ پریشانی سے پنکچر ڈٹائر دیکھتے بولی۔

وہ خود پریشان ہو چکا تھا۔ سردی میں اس وقت اسے دور دور تک کوئی بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔

اچھا فکر نہ کرو۔۔ گاڑی میں بیٹھو۔ یہاں پاس ہی عزیزم کا فلیٹ ہے۔ میں اسے کال کرتا ہوں وہ گاڑی لیکر آجائے گا۔ وہی اسے اندر گاڑی میں بیٹھا کر عزیزم کو کال ملانے لگا۔



اسے باہر بیٹھے آدھا گھنٹہ ہو چکا تھا۔ دل عجیب کشمکش کا شکار تھا۔ اندر اس کی ماں اس کی وجہ سے بیمار پڑی تھی۔ اس کا ماضی ایک دفعہ پھر اس کے سامنے آچکا تھا۔ اسے تکلیف دینے۔۔۔۔ تین ماہ میں بھی وہ اسوہ کی بے وفائی کو بھلا نہ سکا تھا۔ ابھی وہ انہی سوچوں مبتلا تھا کہ سامنے گاڑی سے اترتی اسوہ پر اس کی نظر پڑی۔ اور پل میں اس کی آنکھوں سے مانو چنگاریاں نکلنے لگی۔ تین مہینوں بعد اس کے زخم پھر ہرے ہو چکے تھے۔ وہ مشتعل ہوتا اس کی طرف بڑھا۔

اسوہ جو اپنے ہی دھیان میں گاڑی سے اترتے ہسپتال اندر کی طرف بڑھ رہی تھی کسی کے زور سے کھینچنے پر اس کے ساتھ کھینچتی چلی گئی۔

حاشر - کراہٹ میں اس نے حاشر کو پکارا۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہاں قدم رکھنے کی - رزم اپنے سامنے اسے کھڑا کرتے غرایا - اور وہ حیرانگی سے رزم کو دیکھنے لگی - کہی سے بھی اسے یہ اپنا پرانا رزم نہیں لگا -

حاشر پہلے تو اس شخص کی حرکت پر مشتعل ہوتا اسکی جانب بڑھا۔ لیکن رزم کو دیکھتے وہی رک گیا۔ لیکن اسوہ کو اس طریقے سے اس کا پکڑنا اسے ایک آنکھ نہ بھایا۔

اتنا بڑا دھوکہ دے کر پھر بھی سکون نہیں ملا تمہیں جو تم ایک دفعہ پھر ہماری زندگی اجیرن بنانے آگئی ہو۔ چلی کیوں نہیں جاتی تم - خدا کا واسطہ ہے تمہیں اسوہ چلی جاؤ ہماری زندگی سے - تمہیں جب جب سوچتا یا دیکھتا ہوں نہ - میرا سب تمہیں نہس کرنے

کو دل کرتا ہے - تمہارا وجود مجھے تکلیف دیتا ہے - نفرت کرنے پر مجبور کرتی ہو تم مجھے -
 وہ اسے کندھے سے سختی سے دبوچے بھڑکا - اور وہ کسی سہمی بچی کی طرح سر جھکائے
 اس کے سامنے کھڑی تھی - اور ایسے گناہ کی مجرم بنائی جا رہی تھی جو اس نے کیا ہی
 نہیں تھا۔

بازو چھوڑو اسوہ کا - حاشر کے صبر کا پیمانہ لبریز پوچکا تھا - رزم نے اس دوران پہلی دفعہ
 حاشر کو دیکھا - اس کی موجودگی اسے کھٹکی -

تم یہاں کیا کر رہے ہو - اور کس حق سے تم مجھے روک رہے ہو - مجھے روکنے والے تم
 ہوتے کون ہو - وہ نخوت سے بولا -

شوہر ہوں میں اسوہ کا - ایک شوہر ہونے کی حیثیت سے روک رہا ہوں میں تمہیں - ابھی
 اور اسی وقت چھوڑو میری بیوی کا ہاتھ - میں تمہیں ہر غرض اجازت نہیں دوں گا کہ تم
 میری بیوی سے اس لہجے میں بات کروں - اور اسے وہ باتیں سناؤں جو اس نے کی ہی
 نہیں - اب وہ خود رزم سے اس کا ہاتھ چھڑا چکا تھا - اور اپنے ساتھ کھڑا کر چکا تھا -

اب حاشر کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ ایک زوردار مکہ اس کے منہ پر جڑا۔ جس سے اس کے منہ سے خون کی پھواری نکلی۔ تیری اتنی ہمت تو میری بیوی کے بارے میں ایسی بکواس کرے۔ زندہ نہیں چھوڑوں گا میں تجھے۔ وہ اب دونوں گتھم گتھا ہو چکے تھے۔

اسوہ کا تو سر چکمرانے لگا تھا۔ عزیزیم ان دونوں کا چھڑوا رہا تھا۔ اب کافی لوگ ان دونوں کو علیحدہ کر رہے تھے۔ حاشر کی ناک سے بھی خون بہہ رہا تھا۔

ارے تجھے اتنا غصہ کیوں آرہا ہے۔ اب برداشت کر۔ ساری دنیا جانتی ہے تیری بیوی بدکردار ہے۔ کس کس کو روکے گا۔ کس کس کو مارے گا۔

اسوہ کا دل کیا زمین میں گرٹھ جائے۔ اپنی ذات پر اتنا بڑا الزام۔ مرجانے کا مقام تھا اس کیلئے۔

میں تیرا خون پی جاؤں گا اگر تو نے ایک لفظ اور نکالا اپنے منہ سے۔ وہ دھاڑتا پھر اس پر جھپٹا۔ اور دونوں پھر ایک دوسرے پر جھپٹ چکے تھے۔

عزیم بروقت دونوں کے درمیان آیا۔ اور دونوں کو علیحدہ کیا۔

بس کر جاؤ تم دونوں۔ کسی کی بھی غلطی نہیں ہے یہاں۔ نہ اسوہ کی غلطی نہ ہی رزم کی۔ اگر یہاں کوئی غلط ہے تو وہ میں ہوں۔ اور بس سر جھکاتے اس نے اپنا ایک ایک کا رنامہ بتایا کہ کیسے اس نے اسوہ کو کیڈنیپ کیا پھر کیسے اس کی غلط تصویریں بنا کر رزم کو ٹریپ کیا۔

اور اب سب ساکت اسے سن رہے تھے۔



بس کر جاؤ تم دونوں۔ کسی کی بھی غلطی نہیں ہے یہاں۔ نہ اسوہ کی غلطی نہ ہی رزم کی۔ اگر یہاں کوئی غلط ہے تو وہ میں ہوں۔ اور بس سر جھکاتے اس نے اپنا ایک ایک کارنامہ بتایا کہ کیسے اس نے اسوہ کو کیڈٹنپ کیا پھر کیسے اس کی غلط تصویریں بنا کر رزم کو ٹریپ کیا۔

اور اب سب ساکت اسے سن رہے تھے۔

بی یہ کیا کہہ رہے ہو تم۔ رزم نے ٹوٹے پھوٹے لہجے میں کہا۔ حاشر اور اسوہ ہنوز اسی کی طرف دیکھ رہے تھے۔ آنکھوں میں حیرانی ہی حیرانی تھی۔ یقین ٹوٹ جانے کا تاثر تھا۔۔

سچ کہہ رہا ہوں میں۔ اس سب کا ذمہ دار میں ہوں۔ میں اسوہ سے بدلہ لینا چاہتا تھا۔
 حاشر کی محبت کو ٹھکرا کر وہ کیسے کسی اور کے ساتھ آباد ہو سکتی تھی۔ جزبات میں آکر
 میں نے غلط قدم اٹھایا۔ اور۔ ابھی وہ بولتا ایک زور دار لکے سے وہ دور جاگرا۔ حاشر
 اس پر جھپٹ چکا تھا۔

اتنا بڑا دھوکہ۔ کیوں عزیزم کیوں۔ وہ اسے تمہیڑ مارتا چلایا۔ اور وہ بھی کسی مجرم کی طرح
 کھڑا اسکی مار کھا رہا تھا۔ تو نے یہ سب سوچا بھی کیسے عزیزم۔ تو میرا دوست ہو کر اتنی گرمی
 حرکت کیسے کر سکتا ہے۔ تجھے پتہ بھی ہے تو نے کیا کیا ہے۔ اور جو تو نے کیا تھا۔ اس
 کی نتائج پتہ ہیں کیا کیا ہو سکتے تھے۔ تو نے میری بیوی کے کردار کو داغدار کیا تھا نہ۔ میں
 تجھے چھوڑوں گا نہ۔ حاشر نے اسے مار مار کر آدھ موا کر دیا تھا۔

اسوہ اس وقت میں پہلی دفعہ ہوش میں آئی۔ اور فوراً۔ حاشر کی جانب لپکی۔ حاشر
 چھوڑیں۔ ان کی حالت دیکھیں کیا ہو رہی ہے۔ حاشر پلینز چھوڑ دیں۔ وہ گرگڑاتی عزیزم
 سے حاشر کو الگ کرنے کی سعی میں تھی۔ اور وہ مشتعل سر پر خون سوار کیئے پہ در پہ

اسے مارنے میں مصروف تھا۔ اور عزیزم کسی گناہگار کی طرف بس اپنے گناہوں کی سزا وصول رہا تھا۔

حاشر آپکو میری قسم ہے۔ پلیز چھوڑ دیں۔ اسوہ اب کے چلائی۔ حاشر کا ہاتھ یکدم رکا۔ اسوہ نے سکھ کا سانس لیا۔

اس نے جو تمہارے ساتھ کیا اس کے باوجود بھی تم اسے بچا رہی ہو۔ اب وہ مڑتے اسوہ پر چلایا۔

ہاں میں اس کے باوجود بھی بچا رہی ہوں۔ بہت۔ پہلے ہی میں نے یہ معاملہ اپنے اللہ پر چھوڑ دیا تھا۔ انہوں نے جو کیا غلط کیا۔ لیکن انہیں احساس ہے اپنی غلطی کا۔ اور آج بھی انہی کی وجہ سے میرے کردار پر لگے داغ صاف ہو گئے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتی کہ میں نے انہیں معاف کر دیا لیکن میں مطمئن ہوں کہ میں سرخرو ہوئی۔ عزیزم بھائی میرے گناہ گار ہیں۔ میں نے انہیں دل سے بھائی مانا تھا۔ مجھے بہت تکلیف ہوئی ہے

ان کی حرکت کی وجہ سے۔ لیکن حاشر میں اپنا بھائی کھونا نہیں چاہتی حاشر۔ میں صرف سکون چاہتی ہوں۔ وہ اب اس کے سینے پر اپنا سر ٹکا گئی تھی۔

عزیم سسکتا اس کے سامنے آیا۔

میں نے جو کیا۔ وہ بہت غلط کیا۔ میں جذباتی ہو گیا تھا۔ میں نے ایسا کچھ سوچا نہیں تھا۔ بس بے اختیاری میں سب کچھ ہوتا چلا گیا۔ ہوسکے، تو مجھے معاف کر دینا اسوہ۔ وہ روتے اپنے ہاتھ جوڑ کر اس سے معافی مانگ رہا تھا۔

اسوہ حاشر کے سینے میں منہ چھپائے کھڑی تھی۔ شاید کہی نہ کہی حاشر کا غصہ ٹھنڈا کرنے کا طریقہ تھا۔

مجھے نہیں سمجھ لگ رہی میں کیا کہوں آپکو۔ ایک طرف سوچتی ہوں تو مجھے لگتا ہے کہ آج اپنے مجھ پر لگے تمام داغ صاف کر دیے ہیں۔ تو دوسری طرف احساس ہوتا ہے کہ اس

سب کے ذمہ دار بھی تو آپ ہی تھے۔ میں اپنا یہ معاملہ بھی اللہ پر چھوڑتی ہوں۔ بے شک وہ بہترین انصاف کرنے والا ہے۔

اور وہ خاموشی سے سر جھکائے وہاں سے چلا گیا تھا۔ دل کا بوجھ قدرے ہلکا ہو چکا تھا۔ اب روز کی طرح اس کا ضمیر اسے ملامت نہیں کرے گا۔ جس کے ساتھ اس نے غلط کیا تھا آج اس کے بدلے وہ اسے سرخرو بھی کر چکا تھا۔ کچھ معاملات انسان کے بس کے نہیں ہوتے۔ جو انسان کی قسمت میں لکھا ہو وہ ہو کر رہنا ہوتا ہے۔ چاہے کسی بھی طریقے سے۔ اسوہ رزم اور حاشر کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا۔

دونوں نے ایک دوسرے کا چہرہ دیکھا۔ اور دونوں ہلکا سا مسکرا دیے۔ اب ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر وہ اندر کی طرف بڑھنے لگے۔

اسوہ - رزم کی کھائی سے آتی ہلکی شرمندہ سی آواز نکلی۔ وہی حاشر کے ساتھ چلتی اسوہ کے قدموں کو بریک لگی۔ اور چہرے کے تاثرات برف مانند ٹھنڈے ہو گئے۔

وہ شرمندہ سا اس کے سامنے آیا۔ حاشر نے اسوہ کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کی۔ شاید اسے حوصلہ دے رہا تھا۔ سامنے آتے وہیں سر جھکا کر اپنا ہاتھ جوڑ کر اس کے سامنے کھڑا ہوا۔ آنکھوں سے تو اتر آنسو بہہ رہے تھے۔ غلط فہمی کی دھند چھٹ چکی تھی۔ اب صرف پچھتاوے اور شرمندگی کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں تھا۔

میں نے بہت غلط کیا تمہارے ساتھ۔ ابھی وہ اتنا بولا تھا کہ اسوہ نے فوراً اس کی بات کاٹی۔

غلط نہیں کیا۔ گناہ گار ہوں تم میرے۔ قتل کیا ہے تم نے میرے مان کا میرے اعتماد کا، میرے اعتبار کا۔ تم۔ تم تو مجھے بچپن سے جانتے تھے نہ۔ وہ انگلی کا اشارہ اس کی جانب کرتے بولی۔ کیا بس اتنا ہی یقین تھا تمہیں مجھ پر۔ کیا اتنا ہی محبت تھی تمہاری۔ دوست تھے ہم بچپن کے۔ مجھے لگتا تھا تم مجھے مجھ سے زیادہ جانتے ہو۔ مجھے سمجھتے ہو۔ کوئی اور میرے ساتھ کبھی ہو یا نہ ہو لیکن رزم میرے ساتھ ہوگا۔ لیکن وقت آنے پر سب کچھ ظاہر ہو گیا کہ کون میرے ساتھ تھا اور کون میرے خلاف۔ وہ حاشر کے ہاتھ پر اب اپنی گرفت بڑھاتی بولی۔ اور اندر کی طرف چلنے لگی۔ لیکن پھر کی۔

میں نے تمہیں دل سے معاف کیا رزم۔ لیکن اب ہمارے رشتے میں نہ وہ مان ہوگا نہ وہ یقین۔ اللہ نے تمہارے بدلے مجھے ایک بہت خوبصورت دل رکھنے والا شوہر دیا ہے۔ اور میں اس کی ہر عنایت کی شکرگزار ہوں۔ تم سے ناراض رہ کر یا تمہیں برا بھلا کہہ کر میں مزید خلش پیدا نہیں کرنا چاہتی۔ کہتے وہ اندر کی جانب بڑھنے لگی۔ لیکن سامنے اسعد و سیم اود دلکش کو دیکھ کر رکی۔ جو اسے دیکھتے مسکرا رہے تھے۔ وہ اسعد کے گلے جا لگی۔

مجھے اپنی بیٹی پر ناز ہے۔ وہ اسے گلے لگاتے اس کی پیشانی چومتے بولے۔

اور مجھے بھی اپنے بیٹے پر ناز ہے۔ وہ بھی شرارتاً انہی کے انداز میں پیشانی چومتے بولی۔ جس پر دلکش نے اسے گھورا۔

تم کبھی نہیں سدھر سکتی۔ وہ اس کے کان پکڑتے بولی۔

ہاہاہاہا آپکی بیٹی جو ہوں۔ سدھرنا سیکھا ہی نہیں میں نے۔ اب وہ اسعد اور دلکش دونوں کے درمیان آکر کھڑی ہوئی۔ اور ایک ہاتھ اسعد کے کندھے پر رکھا۔ دوسرا دلکش کے۔ اس کے انداز پر سب مسکرا دیے۔



مبارک ہو۔ آپکے پیشنٹ کو ہوش آگیا ہے۔ ڈاکٹر اسوہ آپریشن روم سے باہر نکلتے ہوئی۔ سب نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

کیا میں اپنی ماما سے مل سکتا ہوں۔ رزم بے چینی سے بولا۔

جی بلکل آپ مل سکتے ہیں۔ وہ اسے جگہ دیتی اندر جانے کا راستہ بناتے ہوئی۔

وہ فوراً اندر کی جانب بھاگا۔ سامنے بستر پر لیٹی اپنی ماں کو دیکھا۔ جو محض تھوڑے سے وقت میں صدیوں کی بیمار مریضہ لگ رہی تھی۔

وہ چلتا ان کے قریب آیا۔ اور نیچے بیٹھتے ان کا ہاتھ پکڑا۔ اور اپنے ماتھے سے لگایا۔

آئی ایم سوری ماما۔ اس کی آنکھ سے آنسو نکلا۔ وہ کبھی ان کا ہاتھ اپنے ماتھے سے لگاتا تو کبھی عقیدت سے چومتا۔

نائم نے اپنی آنکھیں کھولیں۔۔۔۔ اور تھوڑا سر ہلاتے نیچے بیٹھے رزم کو دیکھا۔

رر۔ رزم۔ وہ نخوت سے محض اتنا ہی بول سکیں۔

رزم نے فوراً اپنا سر اٹھایا ان کی جانب دیکھا۔

آئی ایم سوری ماما۔ بہت برا بیٹا ہوں نہ میں آپکا۔ وہ روتا بولا۔ نائم نے نفی میں گردن ہلائی۔

مم - میں کبھی بھی اب بدتمیزی نہیں کروں گا۔ آپ جو کہیں گی۔ جیسا کہیں گی ویسا کروں گا۔ بس پلیز ایک دفعہ مجھے معاف کر دیں۔ وہ شرمندہ سا بولا۔

تم مجھے تکلیف دے رہے ہو۔ رزم۔ وہ نخوت سے ہلکی آواز میں محض اتنا ہی بول سکی۔

اوپر اٹھو۔ مجھے میرا بیٹا بس ہنستا مسکراتا اچھا لگتا ہے۔ اب میں تمہیں دوبارہ کبھی ویسے نہ دیکھوں۔ اگر آئندہ کبھی تم نے ویسے بات کی تو میں واقعی میں ناراض ہو جاؤں گی۔ رزم مسکراتا اٹھا۔ اور ان کی پیشانی چومی۔

سب کچھ ٹھیک ہو گیا تھا۔ غلط فہمیاں ، دوریاں ختم ہو گئی تھیں۔



دو دن بعد ؛

رزم جاؤ - تم گھر جا کر آرام کر لو - میں یہاں ہوں - حاشر رزم کے پاس آتے بولا۔

نہیں نہیں حاشر - شکریہ - میں یہی رکوں گا ماما کے پاس - تم جاؤ آرام کرو - وہ فرصت سے انکار کر گیا۔

نہیں رزم تم جاؤ آرام کرنے - دو دن سے ادھر ہو - تمہیں آرام کی ضرورت ہے - ایسے بیمار پڑ جاؤ گے - وہ اسے مناتے بولا۔

نہیں - حاشر - آئی ایم فائن - تم جاؤ - میں یہاں ہو - تمہیں بھی آرام کی ضرورت ہے - تم بھی تو کل سے یہی ہو - رزم بولا۔

ہاں میں کل سے یہاں ہوں - لیکن تم پچھلے دو دن سے مسلسل ادھر ہو - جاؤ تم چلے جاؤ - ہم ادھر ہیں نہ - وہ اب کے زور دیتے بولا۔

وہاں موجود سب نفوس ان کی بحث سے اکتا چکے تھے۔

وسیم چڑھے - او میرے بھائیوں - تم دونوں جاؤ یہاں سے - میں اور میری بہو خود ہی دھیان رکھ لیں گے تمہاری ماں کا۔

بہو - کون بہو - سب بیک وقت بولے۔

بہو - رزم کی ہونے والی بیوی - ڈاکٹر اسوہ - یہی تو ہے میری ہونے والی بہو - وسیم اب ڈاکٹر اسوہ کو اپنے ساتھ کھڑا کرتے بولے۔

کیا - سب آنکھیں پھاڑے انہیں دیکھنے لگے۔

کیا - آپکو کس نے کہا - میں اس سر پھیری لڑکی سے شادی کروں گا بابا - رزم شک سی کی کیفیت میں بولی - اب اسوہ منہ کھولے رزم کو گھور رہی تھی۔

تم ہی شادی کرو گے بیٹا۔ یہ وہی لڑکی ہے جس سے تمہاری ماں نے تمہاری شادی طے کی تھی۔ اور اب اگر تم نے چوں چراں کی نہ تو بہت مار کھاؤ گے تم اپنی ماں سے۔ وہ اسے گھورتے بولے۔ وہ پیچ و تاب کھاتا رہ گیا۔

پوری دنیا میں یہ ہی لڑکی ملی تھی مام کو میرے لیے۔۔۔ وہ چڑھتا بولا۔

بس کر جاؤ۔ رزم اتنی پیاری لڑکی تو ہے۔ اب اگر تم نے کچھ کہا نہ تو تمہارا سر کھول دینا ہے میں نے۔ اسوہ اسے ڈانٹتے بولی۔ اور وہ منہ بناتا رہ گیا۔

رزم نے اسوہ کی جانب دیکھا۔ لڑکی تو واقعی ہی پیاری ہے۔ وہ اسے غور سے دیکھتے بڑبڑایا۔ جو سب سن سکتے تھے۔ بے ساختہ سب کے ہونٹوں پر اس کی بے اختیاری پر مسکراہٹ آئی۔ جبکہ اسوہ اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ جیسے کہہ رہی ہو کہ ایک دفعہ شادی ہو جانے دو پھر یہ سر پھیری لڑکی تمہیں سیدھا کرے گی۔

اور وہ جھرجھری لیتا وہاں سے بھاگا۔

سب کا فلک شکاف قہقہہ گونجا۔



ایک مہینے بعد؛

حاشر جلدی کریں - ہمیں دیر ہو رہی ہے - شادی شروع ہو جانی ہے اور ہم نے یہی تیار ہوتے رہ جانا ہے۔ وہ اپنے کانوں میں جھمکے ڈالتے حاشر سے بولی۔ جو نہا رہا تھا۔

یار خود تو تم پچھلے تین گھنٹے سے تیار ہو رہی ہو۔ اب کیا میں پانچ منٹ سکون سے نہا بھی نہیں سکتا۔ وہ چڑھتا بولا۔ پہلے ہی وہ اس کے دیر سے کپڑے دینے کی وجہ سے بیٹھا تھا۔ اور اب جب وہ نہانے آیا ہے تو پیچھے سے آوازیں لگانا شروع کر دی۔

اس کی بات سنتے اسوہ نے گھور کر دروازے کی جانب دیکھا۔ اور پھر اپنے سینڈل پہننے لگی۔ سینڈل پہن کر ایک دفعہ دوبارہ شیشے کے سامنے آئی اور باریک بینی سے اپنی تیاری دیکھنی لگی۔

بچھے حاشر نے دروازہ کھولا۔ اور سامنے شیشے کی جانب دیکھا۔ وہ بھی حاشر کو باہر آتے دیکھ مڑی۔

کیسی لگ رہی ہوں میں۔ وہ ایک ادا سے مسکراتی اس سے پوچھنے لگی۔ ریڈ اور بلو ساڑھی میں وہ اس وقت اس کا دل دھڑکا رہی تھی۔ اسے دیکھتا وہ مبہوت سا رہ گیا۔

ارے میں پوچھ رہی ہوں کیسی لگ رہی ہوں میں۔ وہ اسے خاموش دیکھ کر دوبارہ مخاطب ہوئی۔

وہ ہوش میں آتا چلتا اس کے پاس آیا۔

چیک کر کے بتانا پڑے گا کیسی لگ رہی ہو۔ وہ اپنے لب دباتا سنجیدہ سا بولا۔

ہیں وہ کیسے۔ وہ نا سمجھی سے بولی۔

وہ ایسے۔ کہتے اس نے اسے اپنے قریب کھینچا اور اپنے لب اس کے لب پر رکھے۔ اور اپنا لمس چھوڑتا چلا گیا۔ اور وہ آنکھیں پھاڑے اس کی کاروائی سمجھنے لگے۔

کچھ پل بعد حاشر نے اسے آزاد کیا۔ بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔ وہ اپنی ہنسی دباتا اس کے چہرے جگر تاثرات دیکھتا بولا۔ جو اسے خونخوار نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

چھپھورے انسان یہ کونسا طریقہ ہے تعریف کا۔ سارا میک اپ خراب کر دیا میرا۔ وہ کلستی دوبارہ شیشے کی سامنے آئی اور اپنا خراب میک اپ ٹھیک کرنے لگی۔

وہ مسکراتا اس کے پیچھے آیا۔ اور اس کے بال پیچھے کرتا اس کی گردن پر اپنے لب رکھے۔

حاشر - نہ کریں پلیز - وہ اپنا آپ چھڑواتے بولی۔

بہت خوبصورت لگ رہے ہیں نہ ہن - ماشا اللہ کسی کی نظر نہ لگے اس جوڑی کو - اللہ ہمیشہ خوش رکھے - آباد رکھے - وہ اپنے پرانے الفاظ دہراتا بولا۔ اسوہ مسکرا دی۔

اور مڑ کر اس کے سینے پر اس رکھا۔ آئی لو یو۔ وہ مسکراتے بولی۔ آئی لو یو ٹو۔ وہ اس کے گرد گھیرا تنگ کرتے اس کے سر پر اپنے لب رکھ گیا۔



رزم حیدر ولد وسیم حیدر آپکا نکاح اسوہ علی ولد نعیم علی سے سکھ رائج الوقت تین لاکھ حق مہر کے ہونا طے پایا ہے کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے - قاضی صاحب کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔ اور اس نے مسکراتی نظروں سے پردے کے پیچھے بیٹھی اسوہ کو دیکھا جو دلہن کے روپ میں اس کے سامنے بیٹھی تھی۔ اس کے ساتھ ہی حاشر کھڑا تھا۔ جو مسکراتی نظروں سے سب کو دیکھ رہا تھا۔

ماضی میں جو ہوا وہ اس کیلئے نادم تھا۔ اور آج وہ ایک نئی شروعات کرنے لگا تھا۔ زندگی نے اسے ایک سبق سکھا دیا تھا۔ یقین کا سبق۔ محبت میں یقین کا سبق۔۔

کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے۔ قاضی صاحب کے الفاظ دوبارہ گونجے۔

قبول ہے۔ ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے اس نے جواب دیا۔ اور تین بار الفاظ دہرا کر آج وہ اسے اپنا بنا چکا تھا۔ جو اس کیلئے بہت خاص ہو چکی تھی۔ محبت کا توپتہ نہیں۔ لیکن اپنی ماں کا خیال رکھتے دیکھ وہ اس کے دل میں ایک خاص مقام بنا چکی تھی۔

نکاح مکمل ہوتے حاشر اور رزم بغل گیر ہوئے۔

مبارک ہو رزم۔ اسوہ مسکراتے بولی۔ آئی ہوپ تم پرانی غلطیاں دوبارہ نہیں دہراؤ گے۔ کسی بھی رشتے کی بنیاد کیلئے محبت کا ہونا ضروری نہیں ہوتا۔ یقین اور عزت رشتوں میں خود ہی محبت پیدا کر دیتی ہے۔ وہ۔ مسکراتے بولی۔ رزم بھی مسکرا دیا۔



حاشر - - وہ جو سائیڈ پر کھڑا تھا - جانی پہچانی آواز پر چونکا -

بیچھے مڑتے سر جھکائے عزیز کو دیکھا - یکدم چہرے کے تاثرات سنجیدہ ہوئے - پھر بیچھے کھڑے عمر پر اس کی نظر پڑی -

حاشر - میرے یار ایک دفعہ معاف کر دے بس مجھے - کیا تو اپنے بچپن کے دوست کو پہلی اور آخری دفعہ بھی معاف نہیں کر سکتا کیا - وہ جزباتی ہوتا بولا -

یہی تو خامی ہے ہ تجھ میں - جزباتی پن کی - تو تب بھی جزبات میں غلط کر گیا - اور اب بھی جزباتی ہو رہا ہے - غصہ نہ دلا مجھے - وہ چڑھتا بولا -

حاشر - یار ایک دفعہ معاف کر دے نہ - دیکھ تو صحیح اسکی غلطی کی وجہ سے سب آج اتنے خوش ہیں - تجھے اسوہ مل گئی - تیری شادی اسوہ سے ہوئی - اور رزم بھی خوش ہے اب - تو معاف کر دے نہ ہمیں - اب کے عمر اسکے سامنے آتا بولا -

اور یہاں حاشر پگھل گیا تھا - یہ تو اس نے سوچا ہی نہیں تھا - کہ جانے انجانے میں عزیزم کی وجہ سے ہی تو اس کی اور اسوہ ہی شادی ہوئی تھی - اس نے نظریں اٹھا کر اپنے سامنے کھڑے دوستوں کو دیکھا تھا - جو رحم طلب نظروں سے اسے ہی دیکھ رہے تھے -

ہاں لیکن اگر میں وہاں نہ ہوتا تو کون کرتا اسوہ سے شادی - اور اس کی کتنی بدنامی ہوئی وہ -

تو اب مفت میں پھیل رہا ہے سالے - اگر تو وہاں نہ ہوتا تو بعد میں بھی تو کر لیتا شادی اسوہ سے - اور اب تو سب ٹھیک ہو گیا ہے تو منہ پھلانے کی کیا ضرورت ہے اب - اب تو اسوہ بھی معاف کر چکی ہے مجھے - اور تو اور مجھے بھائی بنا کہ میری منگنی رائے سے کروا چکی ہے تو تو کیوں پھوٹ میں میری ہیروئن بن رہا ہے - اب عزیزم چڑھتے بولا -

اور حاشر آنکھیں پھیلائے اس کے بدلتے تیور دیکھ رہا تھا - اب معاف کر دے - ورنہ ایسا جبراً توڑوں گا نہ تیرا یاد رکھے گا - عزیزم بولا -

حاشر نے بھی مسکراتے اپنی باہیں پھیلائیں اور وہ دونوں اس کے گل لگ گئے -

آہم آہم -- لگتا ہے کسی کی صلح ہو گیا ہے - پیچھے سے اسوہ بولی -

وہی تینوں الگ ہوئے - اور مسکرا کر اسے دیکھا -

جی الحمد للہ ہو گئی ہے - اگر آج بھی یہ صلح نہ کرتا تو میں نے اسے گنجا کر دینا تھا - عزیزم مسکراتے بولا -- حاشر نے اسے گھورا -

آے ہائے - عزیزم بھائی -- ایسے نہ بولیں -- شکر ہے صلح ہوگئی۔ ورنہ مجھے گنجے شوہر کے ساتھ رہنا پڑتا۔ وہ برا منہ بناتے بولی -- اس کی بات سنتے عمر اور عزیزم زور زور سے ہنسنے لگے۔

دفعہ ہو سارے - تم لوگ - پاگل لوگ - یہی میری قسمت میں لکھے تھے۔ وہ ناراض ہوتے وہاں سے جانے لگا۔

ارے ارے ہم تو مزاق کر رہے تھے - آپ تو ناراض ہو گئے - بھلا میری اتنی مجال جو ہم آپکی شان میں گستاخی کریں - آخر میرے سرتاج ہیں آپ - اور تاج بھی اس سر پر ہے جو آج گنجا ہوتے ہوتے بچا ہے - وہ لب دباتے بولی - اور ایک دفعہ پھر سب ہنس دیے - اور اس دفعہ حاشر کی ہنسی بھی ان میں شامل تھی --

ارے میں تو بھول ہی گئی - پھوپھو نے مجھے بھیجا تھا آپکو بلانے -- گروپ فوٹو کیلئے - جلدی آجائیں۔

اور سب اس کے پیچھے چل دیے۔

اب سٹیج پر سب موجود تھے۔ درمیان میں رزم اسوہ دلہا دلہن بنے۔۔ ان کے ساتھ ایک طرف نائمہ اور وسیم۔ تو دوسری طرف دلکش اور اسعد بیٹھے تھے۔ ان کے پیچھے درمیان میں حاشر اسوہ کھڑے تھے۔ اسوہ کے ساتھ عائشہ اور پھر عمر کھڑا تھا۔ دوسری طرف حاشر کے ساتھ رائہ اور اس کے ساتھ عزیزم کھڑا تھا۔

Say cheese

اسوہ نے کہا۔ اور اس کی آواز سنتے سب پکارے۔

Cheese

اور کیمہ مین نے ایک خوش اور مسکراتی فیملی کی مسکراہٹوں کو کیمرے میں قید کر لیا۔

ایک ایسی فیملی جس میں موجود تمام نفوسوں نے زندگی سے کچھ نہ کچھ حاصل کیا تھا۔ کسی نے سیکھا تھا کہ بچپن میں طے کیے فیصلے امر نہیں ٹھہرتے۔ ہر فیصلے کا اپنا ایک وقت ہوتا ہے۔ اور بہتری یہی ہے کہ انہیں ان کے وقت پر ہی کیا جائے۔ وقت سے پہلے یا وقت کے بعد کیے گئے فیصلے اکثر معاملات بگاڑتے ہیں۔ کسی نے سیکھا تھا کہ اپنے جذبات کو کنٹرول میں رکھنا چاہیے۔ اکثر جذبات میں اٹھائے اقدام زندگی برباد کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ کسی نے سیکھا تھا کہ ہر رشتے میں محبت کے علاوہ یقین کا ہونا لازمی ہوتا ہے۔ یقین کے بغیر قائم رشتے کھوکھلے ہوتے ہیں۔ کسی نے کٹھن راستہ طے کر کے اپنی محبت حاصل کر لی تھی۔ اگر وہ چاہتا تو اپنی محبت زور زبردستی سے بھی حاصل کر سکتا تھا۔ لیکن اس نے تمام مشکلات برداشت کر کے اپنی منزل حاصل کی تو کسی نے اپنے تمام معاملات اللہ پتہ چھوڑ دیے۔ محبت اور رشتوں میں اس نے رشتوں اور ماں باپ کی عزت کو چنا۔ تو اللہ نے بھی اس کیلئے آسانیاں پیدا کی۔

حسبنا اللہ و نعم الوکیل

ہمارے لیے اللہ کافی ہے۔ اور وہ بہترین کارساز ہے

ختم شد

WhatsApp : 0306 1756508

Visit For More Novels : www.pdfnovelsbank.com